گھر کی مرغی

iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مونگ پھلی کا لفافہ اختر نے پکڑ رکھا تھا۔ ندیم نے ہاتھ بڑھا کر دو چار مونگ پھلیاں نکالیں انہیں چھیلا اور دانوں کو ہتھیلی میں مسل کر نہایت اطمینان سے پھونک ماری بیشتر چھلکے اڑ کر سامنے کی سیٹ پر بیٹھی ہوئی لڑکی کی ساڑھی پر جا گرے۔ لڑکی نے گھوم کر ندیم کی طرف دیکھا

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟" وہ خشمگین نگاہوں سے گھورتے ہوئے بولی۔

"بدتمیزی نہیں محترمہ۔ مونگ پھلی نوش فرمایئے۔" ندیم نے اختر کے ہاتھ سے لفافہ لے کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"شٹ اپ" لڑکی نے کہا اور منہ پھیر لیا۔

"پتہ نہیں سینما ہال میں یہ گندگی پھیلانے کی اجازت کیوں دے دی جاتی ہے۔" لڑکی اپنی سہیلی سے مخاطب تھی۔

"اختر بھیا۔ شٹ اپ کا مطلب کیا ہوتا ہے؟" ندیم نے پوچھا۔

"سلیس اردو میں اس کا مطلب ہے بکواس بند کرو۔" اختر نے جواب دیا مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"میں نہیں یہ سامنے والی مائی پوچھ رہی تھیں۔" ندیم نے سادگی سے بتایا۔ "مگر دشواری یہ ہے کہ بکواس بند کرنے کے لئے منہ بند کرنا پڑتا ہے اور بند منہ سے مونگ پھلی کھانا تقریباً ناممکن ہے۔"

"میرا خیال ہے تمہیں سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ مائی جی نے بک اپ کہا ہوگا۔"

"مگر یا بکواس جاری رکھی جائے۔" ندیم جلدی سے بولا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"کچھ لوگ اس وقت تک باز نہیں آتے جب تک سر پر دو چار سینڈل نہ پڑ جائیں۔" ساڑھی والی لڑکی اپنی سہیلی سے کہہ رہی تھی۔

"تم ان کی باتوں پر توجہ ہی کیوں دیتی ہو؟" سہیلی نے جواب دیا۔ "جتنا تم چڑو گی وہ اتنا ہی اور چڑائیں گے۔ گدھے رینک رہے ہیں تو رینکنے دو تمہارا کیا جاتا ہے۔"

اس وقت ہال کی روشنیاں گل ہو گئیں اور اسکرین پر سلائڈز دکھائی جانے لگیں۔ ساڑھی والی لڑکی نے بال اس انداز سے بنا رکھے تھے کہ سر کا قد دس بارہ انچ اونچا ہو گیا تھا۔ پکچر شروع ہوئی تو ندیم کو صرف نصف پردہ ہی نظر آ رہا تھا۔ وہ ذرا سا داہنی طرف جھک گیا۔ لڑکی بھی ادھر ہو گئی۔ ندیم بائیں جانب ہوا تو از راہ شرارت یا اتفاق لڑکی بھی اس طرف آ گئی اور اپنی سہیلی سے کچھ باتیں کرنے لگی۔

"یار تم سے سیدھا نہیں بیٹھا جاتا؟" اختر نے کہا۔ "کیا بار بار پہلو بدل رہے ہو؟"

"پہلو نہیں بدل رہا ہوں بھیا مختلف زاویوں سے اسکرین تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ کیا پکچر شروع ہو گئی؟"

"پکچر شروع ہو گئی؟" اختر نے حیرت سے دہرایا۔ "جناب وہاں ایک ریل نکل چکی ہے۔ آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو کیا؟"

"آنکھیں تو کھلی ہیں مگر نگاہ کو گندم نے کا راستہ نہیں ملتا۔ درمیان میں کسی کی چوٹی حائل ہے۔"

"لاحول ولا قوۃ۔ کیسے کوہ پیما ہو کہ ایک معمولی چوٹی سر نہیں کر سکتے۔"

"یہ ہی کرنا پڑے گا۔" ندیم نے ایک گہری سانس لی اور آگے کی طرف جھک کر ساڑھی والی لڑکی کے کان میں بولا۔

"محترمہ آپ یہ گٹھری سر سے اتار کر گود میں نہیں رکھ سکتیں۔ آپ کی قسم مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔"

لڑکی جھنجھنا کر کھڑی ہو گئی۔ "آپ لوگ شرافت سے نہیں مانیں گے۔" اس نے تیزی سے کہا اور چلنے لگی۔ آس پاس کے لوگ چونک کر اس طرف

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیکھنے لگے تھے

"کہاں جا رہی ہو" سہیلی نے پوچھا۔

"منیجر کے پاس" ساڑھی والی نے جواب دیا۔

"کیا معاملہ ہے خاتون" قریبی نشست سے کسی نے پوچھا۔

"دیکھئے بھائی صاحب یہ غنڈے بہت دیر سے ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں" سہیلی نے شکایت کی۔

"کیوں جناب" وہ صاحب اندھیرے میں ندیم کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے ہوئے بولے۔

"ہاں جناب" ندیم نے گردن ہلائی۔

"آپ کو شرم نہیں آتی؟"

"آتی ہے"

"تو پھر..... پھر آپ کیوں ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں؟"

"اس لئے کہ ہمارے ٹکٹوں پر یہی سیٹ نمبر لکھا ہے" ندیم نے جواب دیا۔

اختر نے تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام مونگ پھلی کے چھلکے سیٹ کر دونوں لڑکیوں کی سیٹ کے نیچے بکھیر دیئے اور مونگ پھلیوں کا لفافہ بھی بڑی صفائی سے سہیلی کی نشست پر رکھ دیا۔ اسی وقت وہ لڑکی منیجر کو ساتھ لئے واپس آئی سینما بڑا معیاری اور دیکھنے والے مہذب تعلیم یافتہ تھے۔ چنانچہ یہ گڑبڑ صرف ان ہی دو چار سیٹوں تک محدود تھی۔

"آپ لوگ ذرا باہر آئیے" منیجر نے جھک کر آہستہ سے کہا۔

"کیوں" ندیم نے پوچھا۔

"آپ ان شریف خواتین کو پریشان کر رہے ہیں؟"

"ایک منٹ منیجر صاحب کون کس کو پریشان کر رہا ہے۔ یہ بات ابھی آپ کی سمجھ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں آجائے گی۔" ندیم نے اٹھتے ہوئے کہا "آپ ذرا یہاں میری سیٹ پر بیٹھ جائیے۔"
ندیم نے منیجر کا ہاتھ پکڑ کر اپنی کرسی پر بٹھا دیا۔
"اور محترمہ اب آپ بھی اپنی جگہ تشریف رکھیں۔" ندیم نے ساڑھی والی سے کہا۔ لڑکی ہچکچائی۔
"آپ اپنی سیٹ پر بیٹھیں میں ان لوگوں سے ابھی نپٹے لیتا ہوں۔" منیجر نے کہا۔ لڑکی اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔
"اب آپ کو زحمت نہ ہو تو مجھے یہ بتا دیجئے کہ اس وقت اسکرین پر کیا ہو رہا ہے۔" ندیم نے منیجر سے کہا۔
ساڑھی والی لڑکی کے بال واقعی بہت اونچے تھے۔ منیجر نے نگاہ اٹھائی تو تقریباً پورا اسکرین چھپا ہوا تھا۔
"ذرا اس طرف ہو جائیے۔" منیجر نے بے ساختہ لڑکی سے کہا۔
"بس جناب یہ ہی درخواست میں نے ان محترمہ سے کی تھی۔" ندیم نے سادگی سے بتایا۔ آس پاس کے لوگ ہنسنے لگے۔
منیجر بھی مسکراتا ہوا اٹھا۔ "آپ دونوں پچھلی سیٹ پر آجائیں۔" اس نے لڑکیوں سے کہا۔ بات صرف اتنی ہی نہیں تھی۔ منیجر صاحب ساڑھی والی اس شکست پر تلملا کر بولی "یہ ہمارے اوپر مونگ پھلی کے چھلکے بھی پھینک رہے تھے۔"
منیجر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹارچ کی روشنی لڑکیوں کی سیٹ پر ڈالی۔ اسے مونگ پھلیوں کا لفافہ نظر آگیا اور نیچے گرے ہوئے چھلکے بھی۔
"یہ کیا ہے۔" اس نے لفافہ اٹھا لیا۔
"دیکھا آپ نے منیجر صاحب۔" اختر جلدی سے بولا "مونگ پھلیاں ان کی مسیلی کھا رہی تھی۔ شرارت اس نے کی ہوگی اور نام ہمارا لیا جا رہا ہے۔ یہ آج کل کی لڑکیاں اسی طرح تو شریف نوجوانوں کے گلے پڑ جاتی ہیں۔"
"آپ لوگ پچھلی سیٹوں پر آکر بیٹھ جائیں۔" منیجر نے خشک لہجہ میں کہا اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ندیم کی طرف دیکھ کر بولا "معاف کیجئے گا میں نے آپ کو بلاوجہ پریشان کیا۔"

اور یہ کہہ کر وہ واپس چلی گئی۔ دونوں لڑکیاں خاموشی سے پیچھے آ کر بیٹھ گئیں۔ اختر اور ندیم آگے چلے گئے۔

اتفاق سے وہ اس کلاس کی سب سے پچھلی قطار تھی ورنہ پھر اس کے بعد والے لوگوں کو شکایت پیدا ہو جاتی۔

"دیکھ لیجئے جناب" ندیم نے خان صاحب سے کہا جنہوں نے پہلے باز پرس کی تھی "اب یہ لڑکیاں ہمارے پیچھے پڑی ہوئی ہیں یا نہیں۔"

ندیم نے آہستہ سے مین گیٹ کھولا اور دبے پاؤں برآمدے کی سیڑھیوں کی طرف چلا۔ پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ پیچھے سے غراہٹ سنائی دی۔ پلٹ کر دیکھا تو موتی کھڑا دم ہلا رہا تھا۔

"شش" ندیم ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے بولا "کیا آج پھر ڈانٹ پڑوانے کا ارادہ ہے۔ چل بھاگ۔"

"عف" موتی نے آہستہ سے آواز نکالی۔

"کمال ہے یعنی اب گھر کے کتے بھی باز پرس کرنے لگے ہیں" ندیم بڑبڑایا اور سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

برآمدے میں دونوں طرف کے کمرے تاریک نظر آ رہے تھے۔ جج صاحب کے کمرے سے گزر کر ندیم نے اطمینان کی سانس لی ایکایک کمرے کا دروازہ کھلا اور جج صاحب سلیپنگ گاؤن پہنے برآمد ہوئے۔ ان کے سیدھے ہاتھ میں ایک پتلی سی چھڑی دبی ہوئی تھی۔

ندیم نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کا ہینڈل گھمایا۔ ہینڈل تو گھوم گیا مگر دروازہ نہیں کھلا۔ صاف ظاہر تھا کہ اندر سے چٹخنی لگا دی گئی ہے۔ ندیم نے برابر کی کھڑکی آزمائی۔ دروازہ اندر سے بند ہونے کا مطلب تھا "جج صاحب" اور انہوں نے بھی کھڑکیاں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کمل چھوڑی ہوئی۔ ندیم نے سوچنے کے انداز میں سر کھجایا۔ اب صرف ایک ہی راستہ تھا اسٹڈی روم سے نکلنا یا پھر کی کھڑکی سے گزرنا تھا کہ اس کے برابر ہی جج صاحب کا کمرہ تھا۔ مگر اور چارہ بھی کیا تھا۔ ساری رات برآمدے میں تو نہیں گزاری جا سکتی تھی۔ ندیم واپس پلٹا۔ جج صاحب جلدی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو گئے۔ ندیم اسٹڈی روم کی طرف چلا تو جج صاحب اس سے ایک قدم پیچھے تھے۔

اس نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور جج صاحب اس کا کان پکڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ کمرے کے باہر لگا ہوا بجلی کا سوئچ تقریباً کان کی اونچائی پر تھا۔ ندیم قدم بڑھا کر اندر داخل ہو گیا اور جج صاحب ہاتھ میں آتے ہوئے بجلی کے سوئچ کو گھورتے رہ گئے۔ دانت پیستے ہوئے وہ آگے بڑھے تو ندیم اسٹڈی روم کے دوسرے دروازے کا پردہ اٹھائے کنڈی کھول رہا تھا۔ قریب پہنچ کر جج صاحب نے چھڑی لہرائی۔ کنڈی کھل چکی تھی۔ ندیم پردہ چھوڑ کر دوسری طرف گیا اور جج صاحب کی چھڑی پردے سے الجھی ہوئی تھی۔

ندیم نے ماں کو مصلے پر بیٹھے نماز پڑھتے دیکھا۔ اس کے قدم رک گئے۔ انہوں نے سلام پھیرا اور وہ ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

"ذرا مجھ پر پھونک دیجئے امی" وہ بولا۔

"کیوں خیریت" وہ پھونکتے ہوئے مسکرائیں۔

"میرے کمرے کا دروازہ اندر سے بند ہے اور میں صاف طور سے فضا میں کسی خطرے کی بو محسوس کر رہا ہوں" ندیم بڑے سہمے ہوئے لہجہ میں بول رہا تھا۔ "آپ کو کیا بتاؤں امی ابھی ابھی جب میں آپ کے پاس آ رہا تھا تو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی خوفناک طوفان سائیں سائیں کرتا میرے پیچھے چلا آ رہا ہے"

"کیوں صاحبزادے یہ وقت ہے گھر میں آنے کا" اس مرتبہ جج صاحب کا ہاتھ صحیح نشانہ پر پڑا تھا۔

"وہ مر گیا امی۔ دہائی ہے" ندیم کان کے ساتھ ہی جج صاحب کی طرف کھنچ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چلا گیا۔

"ارے ارے اس کا کان تو چھوڑ دیجئے" امی گھبرا کر بولیں۔

"ہرگز نہیں آج میں اس کے کان کھینچ کر اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ جج صاحب گرجے" تنگ آ چکا ہوں ان آوارہ گردیوں سے۔ برخوردار کسی دن گیارہ بارہ بجے سے پہلے گھر میں قدم ہی نہیں رکھتے۔ چھ سات مہینے ہو گئے ہیں بی اے کا نتیجہ نکلے ذرا اپنے لاڈلے سے پوچھو کتنی جگہ ملازمت کے لئے درخواستیں دی ہیں۔ کہاں کہاں انٹرویو کے لئے گئے ہیں مگر یہ فکر تو اسے ہوتی ہے جسے اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو۔ صبح شام مفت کی روٹیاں توڑنے کو مل جاتی ہیں۔ انہیں کیا پرواہ کہ چار بہنوں کی شادی میں باپ [illegible] کا مقروض ہو چکا ہے۔"

جج صاحب نے کان چھوڑ کر چھڑی سنبھالی۔

"ہاتھ پھیلاؤ" وہ چھڑی ہلاتے ہوئے بولے۔

"مگر آپ تو کہتے تھے ابا جان کہ ہاتھ پھیلانا اچھی بات نہیں" ندیم نے کان سہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میں کہتا ہوں ہاتھ نکالو" جج صاحب نے غصے کے باوجود [illegible] مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہاں سے" ندیم نے چونک کر اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھا۔

"اچھا اب معاف کر دیجئے" امی نے جائے نماز تہہ کرتے ہوئے سفارش کی۔ "اس سے جو کچھ آپ کہیں گے وہ ہی کرے گا۔"

"میں آج اس کی کھال ادھیڑے بغیر نہیں مانوں گا۔"

"پھر آپ کو سوٹ کے پیسے دینا پڑیں گے" ندیم نے افسردگی سے سر ہلا کر کہا۔ "درزی معمولی سوٹ کے ہی ڈیڑھ سو دو سو لے لیتے ہیں۔ کھال سینے کے تو ڈھائی سو سے کم نہیں لیں گے۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"سن رہی ہو اس کی باتیں۔ ذرا بھی تو دل میں ندامت کا احساس معلوم نہیں ہوتا" جج صاحب نے بیگم کی طرف دیکھا۔ "کمالوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ہیں۔ دو چار ہاتھ پڑ جائیں گے تو ابھی عقل ٹھکانے آجائے گی۔"

"کیا بدتمیزی ہے ندیم؟" امی بھی خفا ہو گئیں "تم خاموش کیوں نہیں رہتے۔"

"کہاں تھے آدھی رات تک؟" جج صاحب نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

ندیم سر جھکائے خاموش کھڑا رہا۔

"جواب کیوں نہیں دیتے؟"

"امی کہتی ہیں خاموش کیوں نہیں رہتے، آپ کہتے ہیں جواب کیوں نہیں دیتے" ندیم جیسے بڑی بیچارگی سے بولا "پہلے آپ دونوں فیصلہ کریں کہ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے؟"

امی منہ پھیر کر مسکرانے لگیں۔

"سنا تم نے" جج صاحب اگر جلدی سے بیگم صاحبہ کی طرف نہ گھوم جاتے تو ندیم کے سامنے ہی ہنسی آجاتی "یہ نتیجہ ہے تمہارے لاڈ پیار کا۔ اپنی غلطی پہ نہیں شرماتا۔ ماں باپ کو قائل کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔"

"اپنے کمرے میں جاؤ" امی نے ڈانٹ کر کہا۔

ندیم بڑی سعادت مندی سے جانے لگا۔

"ٹھہرو" جج صاحب بولے "کل صبح نو بجے آغا صاحب کے پاس جانا ہے"

"جی بہت اچھا۔ میں آپ کو آٹھ بجے اٹھا دوں گا" ندیم نے گردن ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے نہیں احمق تمہیں جانا ہے" جج صاحب چلائے۔

"انہوں نے اپنے دفتر میں تمہارے لئے کسی جگہ کا بندوبست کیا ہے"

"دفتر میں؟" ندیم چونکا "میرا مطلب ہے دفتر رہائشی مقصد کے لئے تو نہیں ہوتے شاید"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"بکواس مت" جج صاحب غصے سے بولے۔ "تمہاری رہائش کا انتظام تو مجھے پاگل خانے میں کرنا پڑے گا۔"

"وہاں ہاؤس فل ہو چکا ہے" ندیم نے کہا "انتخابات کے پیش نظر بہت سے سیاسی لیڈروں کے عزیز و اقارب نے پیشگی بکنگ کرا لی ہے۔"

"اپنی بکواس سے جانا۔ میری بات سنو۔"

"فرمائیے سن رہا ہوں۔"

"آغا صاحب کے دفتر میں کیشئر کی جگہ خالی ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس پوسٹ پر تمہارا اپائنٹمنٹ کرا دیں گے۔" جج صاحب نے کہا "کل نو بجے صبح ضرور ان کے پاس چلے جانا۔"

"بہت اچھا"

"اور کل سے یہ آدھی رات کا آنا بھی نہیں ہو گا۔ نو بجے کے بعد تمہیں گھر میں ہونا چاہیے۔"

"مگر نو بجے تو آپ نے آغا صاحب کے پاس جانے کے لئے کہا ہے۔"

"میں رات کے نو بجے کی بات کر رہا ہوں۔"

"آغا صاحب آج کل رات کے نو بجے دفتر کھولتے ہیں کیا؟" ندیم نے جیسے بڑی حیرت سے پوچھا۔

"اب میں تھپڑ مار دوں گا تمہارے" جج صاحب جھلا کر بولے "آغا صاحب کا دفتر صبح نو بجے کھلتا ہے اور تمہیں رات کے نو بجے تک گھر میں آجانا چاہیے۔ سمجھ میں آیا یا کسی اور طرح سمجھاؤں؟"

"بالکل سمجھ گیا ابا جان" ندیم نے جلدی سے کہا۔

"تو پھر اپنے کمرے میں دفع ہو جاؤ" جج صاحب نے حکم دیا۔

ندیم سر جھکائے اپنے کمرے کی طرف چلا مگر دروازے تک پہنچ کر رک گیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اب کیا ہے؟" جج صاحب نے پوچھا۔

"میں سوچ رہا تھا ابا جان کہ آغا صاحب اگر صبح نو بجے سے رات کے نو بجے تک دفتر میں کام کراتے ہیں تو انہیں قاعدے سے اوور ٹائم بھی دینا چاہیئے۔" ندیم نے جواب دیا۔ جج صاحب کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ دانت پیس کر چھڑی ہلاتے ہوئے انہوں نے ایک قدم اٹھایا ہی تھا کہ ندیم جلدی سے بول اٹھا۔

"آغا صاحب بیشک بارہ گھنٹے کام کرا کے اوور ٹائم نہ دیں بلکہ تنخواہ کی بھی ایسی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔"

جج صاحب نے دوسرا قدم اٹھایا۔

"اور..... اور میں کل صبح نو بجے ضرور ان کے دفتر جاؤں گا....."

اور ندیم دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کی آنکھیں چھڑی پر لگی ہوئی تھیں۔

جج صاحب ایک اور قدم آگے بڑھے۔

"اور..... اور رات کو نو بجے کے بعد گھر کے اندر نہیں..... میرا مطلب ہے باہر نہیں رہوں گا..... اچھا ابا جان۔ امی جان سلام علیکم" وہ جلدی سے دروازہ کھول کر اپنے کمرے میں گھس گیا۔

"بہت شریر ہو گیا ہے۔" امی جواب تک بڑی مشکل سے ہنسی ضبط کئے بیٹھی تھیں کھل کھلا کر ہنس پڑیں۔

"مگر اب مجھے اس کی آوارگی کا کوئی علاج کرنا ہی پڑے گا۔" جج صاحب نے سوچتے ہوئے کہا۔

"علاج کیا۔ اللہ رکھے ملازمت مل جائے تو شادی کر دیں گے سب ٹھیک ہو جائے گا۔" امی نے رائے دی۔

"نوکری ملے یا نہ ملے شادی تو جلد ہی کرنا پڑے گی۔" جج صاحب نے کہا۔

"بینک والے اپنی رقم کا تقاضا کر رہے ہیں۔"

"حکیم بھائی اپنی بیٹی کو دو لاکھ روپیہ جہیز میں دے دیں گے۔"

Optimized by www.

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"دو لاکھ نہ سہی ایک لاکھ تو دیں گے ہی۔ بینک کا قرض۔"

"اور نہ دیا انہوں نے نقد روپیہ تو پھر؟"

"کیسے نہیں دیں گے۔ میں نے سب باتیں طے کر لی ہیں" جج صاحب نے جواب دیا "تم کل جا کر آئندہ ہفتہ کی کوئی تاریخ طے کر آنا۔"

"کیا" بیگم صاحب حیرت سے بولیں "اتنی جلدی؟"

"بینک سے وارنٹ آ چکے ہیں بیگم۔ بنگلہ نیلام ہوا تو سوسائٹی میں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔"

"بات طے کرنے سے پہلے لڑکے سے تو پوچھ لیا ہوتا۔ اگر اس نے انکار کر دیا؟"

"تو میں اسے گولی مار کر خودکشی کر لوں گا" جج صاحب نے غصہ سے کہا "کیا وہ دیکھ نہیں رہا ہے کہ گھر کے کیا حالات ہیں اور پھر میں پوچھتا ہوں۔ کلیم کی لڑکی میں برائی کیا ہے۔ پڑھی لکھی نہیں ہے۔ خوبصورت نہیں ہے"؟

"یہ سب کچھ ٹھیک ہے مگر آج کل کے لڑکے پہلے کی طرح والدین کے فیصلے خاموشی سے نہیں مان لیا کرتے" بیگم صاحبہ نے آہستہ لہجہ میں جواب دیا "ندیم نے ابھی تک اسے دیکھا نہیں ہے۔ ممکن ہے ان تمام باتوں کے باوجود اسے رشتہ پسند نہ آئے"؟

"تم تو اس طرح کہہ رہی ہو جیسے اس کی پسند سے واقف ہو" جج صاحب نے چونک کر کہا۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی مگر ندیم نے ایک دو مرتبہ عالیہ کا ذکر کیا تھا"

"یہ عالیہ کون ہے"؟

"شاید اس کے ساتھ کالج میں پڑھتی ہے" بیگم صاحبہ نے جواب دیا۔

"اس کا باپ جہیز میں دو لاکھ نقد دے سکتا ہے"؟

"مجھے کیا معلوم میں تو یہ بھی نہیں جانتی کہ وہ لڑکی کس کی ہے۔ آپ کہیں تو ندیم سے بات کروں"؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔" جج صاحب نے فیصلہ کن انداز میں کہا "میں جانتا ہوں کہ ایسا رشتہ آسانی سے نہیں ملتا لیکن میرا دوست ہے اور اس کے ایک ہی لڑکی ہے۔ اس لیے وہ اُتنی رقم دے بھی سکتا ہے۔ پھر یہ کہ بات طے ہو چکی ہے۔ اب اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ تم ندیم کو سمجھا دینا کہ اس کی اور ہماری بہتری اسی میں ہے کہ یہ شادی ہو جائے۔"

"میں کوشش کروں گی۔" بیگم صاحبہ نے گہری پریشانی کے ساتھ جواب دیا۔ وہ جانتی تھیں کہ ندیم کو اگر یہ احساس ہو جائے کہ کوئی فیصلہ اس پر ٹھونسا جا رہا ہے تو وہ کبھی آسانی سے نہیں مانتا۔

"کالج سے نکلنے کے بعد لڑکوں کو صرف دو ہی چیزوں کی خواہش ہوتی ہے۔" اختر نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا "ایک اچھی سی نوکری اور ایک خوبصورت سی نوکرانی..... میرا مطلب ہے بیوی۔ تم خوش نصیب ہو بھیا کہ ایک ساتھ دونوں نعمتیں مل رہی ہیں۔ مگر تمہارا منہ پھر بھی پھولا ہوا ہے۔"

"مذاق مت کرو یار۔" ندیم نے بوریت سے کہا۔

"تم ملازمت کرو، شادی کرو تو ہم مذاق بھی نہ کر سکیں۔" اختر نے ایک ٹھنڈی سانس بھری "کرنے والی چیزوں میں ایک ہی تو اپنے پاس رہ گئی ہے۔"

"ملازمت ابھی ملی کہاں ہے۔" ندیم نے بتایا "آغا صاحب نے امتحان لے لیا، انٹرویو لے لیا پھر کہنے لگے کہ ان کا خزانچی اگلے ماہ کی ۱۵ تاریخ کو ریٹائر ہو رہا ہے سو لے آکر ڈیوٹی جوائن کر لینا۔"

"بہرحال بات تو پکی ہے نا؟" اختر نے کہا "تنخواہ کتنی ملے گی؟"

"فی الحال ساڑھے تین ہزار اسٹارٹ دیں گے۔" ندیم نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"ساڑھے..... تین ہزار..." اختر نے منہ پھاڑا "کیا پیسے؟"

Optimized by www.iq

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"پھر وہ ہی مذاق"

"ابے گھامڑ" اختر نے ندیم کی پیٹھ پر ایک دھپ لگائی

"مذاق میں کر رہا ہوں یا تو۔ اللہ اکبر ایک دم سے ساڑھے تین ہزار روپیہ مہینہ تنخواہ اور بیوی مفت میں۔"

"شادی زندگی بھر کا سودا ہوتی ہے"

"بھیا تو یہ سودا مجھے دلوا دے" اختر بڑے خوشامدانہ لہجے میں بولا "مجھے نوکری اور بیوی کے سوا کچھ نہیں چاہیئے۔ جہیز کے دو لاکھ میں ایمانداری سے انکل کے ہاتھ پر رکھ دوں گا وعدہ کرتا ہوں۔"

"آپ تو گرے ہیں۔" ندیم چڑ کر بولا۔

"بیوی اور ملازمت کے لئے یہ خطاب بھی بدل و جان قبول ہے"

"مجھے شادی کرنے سے انکار نہیں" ندیم نے اختر کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا "میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ابا جان کو بینک کا قرض ادا کرنے کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی فوری ضرورت ہے۔ مگر اختر یہ کیا ضروری ہے کہ اس کے لئے کیم صاحب کی بیٹی سے ہی شادی کی جائے۔"

"بیشک کوئی ضروری نہیں کیم صاحب سے بھی ایجاب و قبول ہو سکتا ہے" اختر نے سر ہلایا۔

"مجھے یقین ہے محمود علی صاحب بھی اپنی بیٹی کو دو لاکھ نقد دے سکتے ہیں" ندیم نے اپنی رو میں بولتے ہوئے کہا۔

"یہ کون بزرگ ہیں" اختر نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"اگر تم سنجیدہ نہیں ہوتے تو میں ابھی اٹھ کر چلا جاؤں گا" ندیم بگڑ گیا۔

"چلو ہو گیا سنجیدہ" اختر نے جواب دیا "مگر سوال یہ ہے کہ جب تمہیں یقین ہے تو جا کر عالیہ سے بات کیوں نہیں کرتے مجھے یہ سب کچھ سنا کر میری نیت کیوں خراب کر رہے ہو۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اس لئے تو تمہارے پاس آیا تھا" ندیم نے بتایا۔

"کیا مطلب؟" اختر چونکا "میں ابھی اتنا بوڑھا تو نہیں ہوا کہ محمود علی صاحب کا شبہ ہونے لگے۔"

"ہم دونوں عالیہ کے پاس چلتے ہیں۔"

"اسے امتحان میں کیوں ڈال رہے ہو یار۔" اختر بولا "اس نے میرا انتخاب کر لیا تو خواہ مخواہ تمہیں افسوس ہوگا۔"

"عالیہ سے میں تنہا ہی بات کروں گا۔" ندیم مسکرایا "تمہیں تو محمود صاحب سے بات کرنے کے لئے ساتھ لئے جا رہا ہوں۔"

"اپنا بزرگ بنا کر۔"

"کیا کیا جائے وقت پر تو گدھے کو بھی باپ کہنا پڑتا ہے" ندیم نے فوراً جواب دیا۔

"مگر جج صاحب کو تو تم ہر وقت ابا جان کہتے رہتے ہو۔"

"لے یار۔" ندیم نے اختر کی گردن پکڑ لی "ابا جان کے بارے میں کوئی گستاخی کی تو گلا گھونٹ دوں گا۔"

"معاف کرنا دوست" اختر نے ندیم کے ہاتھ الگ کرتے ہوئے کہا "تمہیں دیکھ کر ان کے بارے میں کوئی اچھی رائے قائم نہیں ہوتی۔"

"معلوم ہوتا ہے آج سچ مچ تمہاری شامت ہی آئی ہے۔" ندیم نے آستینیں چڑھانا شروع کیں۔

"لاحول ولا قوۃ یار کہہ تو رہا ہوں کہ چلوں گا" اختر نے جلدی سے کہا "مگر تم بات جیسے سنتے ہو خفا پہلے ہونے لگتے ہو۔"

"آگئی عقل ٹھکانے پر" ندیم مسکرایا۔

"میں شریف آدمی ہوں اس لئے ہاتھا پائی سے بہت ڈرتا ہوں اور تم ٹھہرے کالج کے دادا۔"

Optimized by www.Im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اچھا اب جلدی سے کپڑے پہن آؤ۔"

"آپی۔ تو کیا اس وقت بغیر کپڑوں کے بیٹھا ہوں۔"

"میرا مطلب ہے ذرا سلیقے کے کپڑے پہن لو" ندیم نے شرارت سے کہا "یوں تو محمود صاحب صبح کو شیو بناتے ہیں مگر احتیاط اچھی چیز ہے۔"

"گویا میں تائی لگ رہا ہوں ان کپڑوں میں" اختر نے منہ بنایا۔

"بس تمہاری یہی حقیقت پسندی تو مجھے پسند ہے" ندیم نے سنجیدگی سے کہا "اپنے بارے میں کتنی بے لاگ رائے رکھتے ہو۔"

"اچھا دوست" اختر کھڑا ہو گیا "میری حقیقت پسندی کا اعتراف تو تم محمود صاحب کے سامنے کرو گے۔"

"وہاں کوئی گڑبڑ کی تو اچھا نہیں ہوگا۔"

"مگر میں محمود صاحب سے کہوں گا کیا۔"

"موقع محل کے اعتبار سے جو مناسب سمجھو کہہ دینا" ندیم نے جواب دیا "ویسے مجھے تمہاری عقلمندی سے ڈر ہی لگتا ہے۔ شریف بھائی یہاں ہوتے تو میں تمہیں ہرگز نہ لے جاتا۔"

"شریف بھائی۔ تمہارا مطلب ہے تمہارے بہنوئی صاحب"

"ہاں چاروں ان لوازمیں ایک وہی ذرا اپنی طبیعت کے ہیں" ندیم نے بتایا "اگرچہ شہناز مجھ سے دو سال چھوٹی ہے مگر بچپن سے ہماری یہ بحث چل رہی ہے کہ یا وہ مجھے بھائی جان کہے یا میں اسے آپا۔ حالانکہ آپا کی کوئی تک نہیں ہے۔ بہرحال اسی وجہ سے چھوٹا ہونے کے باوجود اس سے بڑی بے تکلفی ہے اور اس سے بے تکلفی ہے تو اس کے شوہر سے تکلف کیسے چل سکتا تھا اس لئے ہمارے درمیان سالے بہنوئی سے زیادہ دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے ہیں۔"

"وہ تو شاید آج کل دولت آباد میں ہیں"

"ہاں وہاں وہ کوہ نور فلم اسٹوڈیو میں منیجر ہیں" ندیم نے جواب دیا "بہت اچھے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ڈائریکٹر بھی ہیں اور میک اپ میں تو اتنے ماہر ہیں کہ اچھے اچھے میک اپ مین شاگردی کا دم بھرتے ہیں۔"

"پھر انہیں کچھ دن کے لئے کیوں نہیں بلا لیتے" اختر نے رائے دی۔

"میں تو بلا لیتا مگر یہاں تو چٹ منگنی پٹ بیاہ کا معاملہ درپیش ہے" ندیم نے کہا۔

"جب تک وہ آئیں گے اپنی برات چڑھ چکی ہوگی مگر اب تم باتیں ہی بناتے جاؤ گے، یا جا کر لباس بھی تبدیل کرو گے۔"

"عالیہ اس وقت گھر میں جائے گی۔"

"امید تو ہے۔"

"محمود صاحب اس سے منہ پر اعتراض تو نہیں کرتے۔"

"بڑا ماڈرن گھرانا ہے بھائی، اس لئے تو تمہیں ساتھ لے جا رہا ہوں ورنہ عام طور پر تو شادی کے معاملے میں ہم لوگوں کے زنان خانے کو گستاخی خیال کیا جاتا ہے۔"

ندیم اور اختر عالیہ کے گھر پہنچے تو وہ کہیں باہر گئی ہوئی تھی۔ مگر سلام ندیم کو پہچانتا تھا۔ اس نے ان دونوں کے لئے ڈرائنگ روم کھول دیا کہ مس صاحبہ ابھی آتی ہوں گی۔ آپ بیٹھ کر انتظار کریں۔

"یہ محمود صاحب کرتے کیا ہیں" اختر نے ڈرائنگ روم کی سجاوٹ کو حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بہت بڑی امپورٹ ایکسپورٹ کی فرم ہے ان کی" ندیم نے بتایا "نہایت ہوشیار اور جوڑ توڑ والے آدمی ہیں ہر سال کسی نہ کسی طرح لاکھوں روپے کے کانٹریکٹ حکومت سے حاصل کر لیتے ہیں۔"

"پھر تو کروڑوں کماتے ہوں گے۔"

"اس میں کیا شک ہے۔"

"بچوں کی کوئی اور لڑکی نہیں ہے" اختر نے پوچھا۔

---

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"یہ کیوں نہیں؟"

"تو پھر کچھ اپنی بھی تو کو نام لکھوا دو نا"

"بڑی خوشی سے" ندیم نے جواب دیا "بشرطیکہ چار عدد بچے اور ایک شوہر بھی جہیز میں لینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

"وحشت تیری عقل، تقدیر ہی کچھ خراب معلوم ہوتی ہے۔ ہمیشہ لیٹ ہو جاتا ہوں" اختر نے جواب دیا۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا "محمود صاحب کی بیگم تو ہوں گی؟"

"نہیں ان کا بھی گزشتہ سال انتقال ہو گیا۔"

"کوئی بات نہیں مہمان کی دوسری شادی کرا دیں گے" اختر نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"وہ کیوں؟"

"ممکن ہے اللہ میاں انہیں ایک آدھ لڑکی اور دے دیں" اختر بسورتے منہ سے بولا۔

ندیم نے ایک قہقہہ لگایا "اور آپ اس کے جوان ہونے کے انتظار میں شادی نہیں کریں گے؟"

"پھر اور کیا کروں۔ تمام اچھی لڑکیوں کی یا تو شادی ہو چکی ہے یا منگنی" اختر نے جیسے بڑی بیچارگی سے کہا "محمود کی بھی نہیں ہوئی" جب تک مجھے اطلاع ملے گی۔ انشاءاللہ ہو چکی ہو گی۔ اس لئے سوائے بکنگ کینسل کرانے کے اور کیا چارہ باقی رہ جاتا ہے؟"

گفتگو یہیں تک پہنچی تھی کہ سالیہ ایک نوجوان کے ساتھ ہنستی ہوئی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔

"ہیلو ندیم" اس نے آگے بڑھ کر بڑی بے تکلفی سے ہاتھ ملایا "کہاں تھے تین چار دن سے۔ میں روز تمہارا انتظار کرتی تھی مگر تم نہ آتے اور نہ فون کیا"

"ہاں کچھ ایسی ہی الجھنیں درپیش تھیں کہ ارادہ کرنے کے باوجود نہ آسکا" ندیم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "اختر صاحب سے تو تم واقف ہی ہو گی"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"بہت اچھی طرح" عالیہ نے شوخ لہجہ میں کہا "میری کئی سہیلیوں کو شکایت ہے کہ ان کے سینڈل تو ٹوٹ گئے۔ مگر اختر صاحب کا بال بھی بیکا نہیں ہوا۔"

"اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ لڑکیاں میرا ادنیٰ التفات حاصل کرنے کے لیے میرے گھر کے کتنے چکر لگاتی ہوں گی۔" اختر نے جواب دیا۔

"اچھا بھئی ندیم ان سے ملو" عالیہ نے نوجوان کی طرف اشارہ کیا "یہ ہیں میرے کزن شوکت اس سال ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلینڈ جا رہے ہیں۔" وہ شوکت کی طرف گھومی۔

"اور۔ یہ ندیم صاحب بی اے میں میرے کلاس فیلو رہ چکے ہیں۔"

ندیم کو اس انداز تعارف پر حیرت ہوئی مگر اس نے اپنے چہرے سے کسی تاثر کا اظہار نہ کیا۔

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔" شوکت نے آگے بڑھ کر ہاتھ ملایا "عالیہ نے کئی مرتبہ آپ کا ذکر کیا تھا۔ ملنے کا اشتیاق تھا۔"

"مجھے عالیہ نے کبھی آپ کے بارے میں نہیں بتایا۔" ندیم نے جواب دیا۔

"شوکت یہاں نہیں رہتے ہیں۔" عالیہ نے بتایا "وہ تو جب یہ انگلینڈ جانے کے لیے گذشتہ ہفتہ یہاں پہنچے تب میری ان سے ملاقات ہوئی۔"

"میں تم سے اس وقت ایک انتہائی ضروری مسئلہ پر گفتگو کرنے آیا تھا۔" ندیم نے عالیہ سے مخاطب ہو کر کہا اور شوکت کی طرف دیکھ کر بولا "امید ہے آپ ہماری پانچ منٹ کی غیر حاضری کو معاف فرمائیں گے؟"

"جی ہاں۔ ضرور۔" شوکت نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا بات ہے۔" عالیہ نے کچھ حیرت سے ندیم کی طرف دیکھا۔

"تم ذرا باہر چلو میں بتاتا ہوں۔"

عالیہ کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ندیم کے ساتھ جانے سے ہچکچا رہی

Optimized by www.im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مہر۔ اس نے شوکت کی طرف دیکھا اور پھر گویا بہ مجبوری شانے اچکا کر بولی۔ "اچھا چلو"
دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے برآمدے میں آ گئے۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا ندیم" عالیہ نے کچھ ناگواری سے کہا "شوکت اپنے دل میں کیا سوچے گا؟"

"اس وقت مجھے شوکت کی پرواہ ہے نہ دنیا میں کسی اور کی" ندیم نے جواب دیا۔ "میرے سامنے زندگی اور موت کا مسئلہ درپیش ہے۔ میں تم سے تمہارا فیصلہ سننے آیا ہوں"

"کیا مطلب"

"میرے والدین میری شادی کر رہے ہیں"

"پھر تو مبارک ہو"

"مذاق مت کرو عالیہ تم جانتی ہو کہ میں یہ شادی نہیں کر سکتا۔"

"کیوں ؟"

"اس لئے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ ہم دونوں نے زندگی کے سفر میں ایک دوسرے کے ساتھ چلنے کا وعدہ کیا ہے اور اس لئے کہ ہم دونوں آپس میں شادی کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔"

عالیہ دوسری طرف منہ پھیر کر کئی لمحہ خاموش رہی۔

"تم بولتی کیوں نہیں" ندیم نے اس کے سامنے آتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس سلسلے میں تین چار دن سے تمہاری آمد کی متوقع تھی" عالیہ نے آہستہ لہجہ میں جواب دیا۔ "میں تمہیں بتانا چاہتی تھی کہ میرے ڈیڈی نے بھی میری شادی کا فیصلہ کر لیا ہے۔"

"کیا شوکت سے" ندیم نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں" عالیہ بدستور ندیم سے نگاہیں بچاتے ہوئے بولی "گو میں یہ کڑوا خیال ہی مگر ڈیڈی کے فیصلے کی مخالفت کرنے کی ہمت نہیں کر سکتی۔ مجھے چار و ناچار ان کی بات ماننا پڑے گی۔ اور تمہارے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ جہاں تمہارے والدین کہہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رہے ہیں شادی کر لو۔"

"یہ تم کہہ رہی ہو" ندیم نے بڑی حیرت سے عالیہ کو گھور کر دیکھا۔

"ہم مشرقی لڑکیاں ہمیشہ سے اپنے ماں باپ کے حکم پر سر جھکاتی چلی آئی ہیں۔" عالیہ سر جھکائے ہوئے بولی "میں اپنے اندر اس پرانی روایت کو توڑنے کی جرأت پیدا نہیں کر سکی۔"

"اور وہ تمہارے وعدے ساتھ نباہنے کی قسمیں، محبت کی خاطر دنیا بھر سے لڑ جانے کا عہد؟"

عالیہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ندیم نے ایک گہری سانس لی۔ "سچ بتانا عالیہ شوکت تمہاری پسند ہے یا تمہارے ڈیڈی کی؟"

"شادی طے ہو جانے کے بعد لڑکی مجبور ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی پسند کو پسند کرنا سیکھے۔"

"تو یہ بات ہے" ندیم نے سمجھتے ہوئے کہا "تم اب تک میرے ساتھ محبت نہیں محبت کی ریہرسل کر رہی تھیں اور محبت کا لفظ بھی غالباً میں نے غلط استعمال کیا ہے۔ تم نوجوانی کی آراستہ تتلیاں محبت کیا جانو۔ تم میری طرف محض اس لئے ملتفت تھیں کہ اس وقت تمہارے سامنے کوئی شوکت نہیں تھا۔"

"اپنے ہوش میں رہو ندیم" عالیہ تیز لہجے میں بولی۔ "میں تمہاری زر خرید لونڈی نہیں ہوں کہ یہ لب و لہجہ برداشت کر لوں۔"

"تم ایک زر خرید لونڈی سے بھی ذلیل ہو۔ اس میں کم سے کم وفاداری تو ہوتی ہے" ندیم نے انتہائی نفرت سے کہا "مجھے یقین ہے کہ آج کوئی نوجوان تمہیں شوکت سے زیادہ اچھے مستقبل کا مالک نظر آئے تو تم شوکت کو بھی دھتکار دوگی۔ تمہیں زندگی کے لئے کسی ہمسفر رفیق کی نہیں ایک ایسے سوداگر کی ضرورت ہے جو تمہارے زیادہ سے زیادہ دام لگا سکے۔ تم سچ مچ لونڈی ہو جسے محبت سے نہیں دولت سے خریدا جا سکتا ہے۔"

"شٹ اپ اینڈ گیٹ آؤٹ" عالیہ آگ بگولا ہو کر چیخی "آئندہ اس کوٹھی میں قدم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رکھا تو دھکے دے کر باہر نکلوا دیئے جاؤ گے۔"

"میں تم پر تمہاری اس کوٹھی پر اور اس تہذیب پر جو تم جیسے لوگ پیدا کرتی ہے تھوکتا ہوں" ندیم نے انتہائی نفرت سے فرش پر ایک طرف تھوکتے ہوئے جواب دیا "اپنے نیلام کا اشتہار اخبار میں ضرور دینا۔ ممکن ہوا تو تماشا دیکھنے میں بھی آجاؤں گا۔"

اور یہ کہہ کر ندیم تیز قدموں سے کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ غصے میں اس کے ذہن سے یہ بات بھی نکل گئی کہ ڈرائنگ روم میں اختر اس کی واپسی کا انتظار کر رہا ہوگا۔

ملازم نے اطلاع دی کہ ٹیکسی آگئی ہے۔ ندیم کی امی چلنے کے لئے کھڑی ہوگئیں۔

"اچھا بہن تو اب مجھے اجازت دو" انہوں نے کہا "خدا نے چاہا تو ہفتہ کے دن برات لے کر آؤں گی۔"

"بھابی میں تو پہلے ہی حامد بھائی سے کہہ چکا ہوں کہ رخسانہ بھی آپ ہی کی بیٹی ہے" بیوی کے بجائے کلیم صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "ہفتہ تو ابھی دور ہے۔ آپ چاہیں تو میں ابھی اسے آپ کے ساتھ ٹیکسی میں بٹھائے دیتا ہوں۔"

"ہاں اور کیا اکلوتی بیٹی اب اتنی ہی تو بھاری ہو رہی ہے" رخسانہ کی امی نے جیسے برا مانتے ہوئے کہا "جب بات کریں گے، سوچے سمجھے بغیر پٹ سے کہہ دیں گے۔"

کلیم صاحب نے ایک ہلکا قہقہہ لگایا "جب تمہیں سوچے سمجھے بغیر قبول کر لیا بیگم تو اب کہیں اور عقل استعمال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"آپ دیکھ رہی ہیں بھابی ان کی باتیں" رخسانہ کی امی خفا ہو گئیں۔

ندیم کی امی نے ہنستے ہوئے بچاؤ کیا۔ "تو میں کب تمہاری لاڈلی کو ابھی لئے جا رہی ہوں" انہوں نے کہا "اللہ رکھے میرا بھی تو ایک ہی بیٹا ہے۔ جتنا دھوم دھام چاہو کرنا پھر تو سات باجوں سے برات لے کر آؤں گی۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"نہیں بھائی مجھے یہ نمائش بالکل پسند نہیں ہے آپ تو بس ندیم کو دولہا بنا کر لے آئیے گا۔ ہمارے یہاں رسمیں وغیرہ بھی زیادہ نہیں ہوتیں اور نہ میں زیادہ بکھیڑا جمع کر رہا ہوں۔ بس قریبی عزیز اور کچھ دوست ہوں گے۔"

ندیم کی امی سلام کر کے رخصت ہو گئیں تو کلیم صاحب بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں جانے لگے۔

"میں نے کہا ذرا بات تو سنیے۔" رخسانہ کی امی نے پکارا۔

"کیا بات ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ رخسانہ اس شادی سے خوش نہیں معلوم ہوتی۔"

"کیا؟" کلیم صاحب چونک پڑے۔

"جب سے یہ بات چھڑی ہے اس کے تیور کچھ بدلے ہوئے ہیں۔" رخسانہ کی امی نے بتایا۔ "آج بھی جب بھائی صاحب آئیں تو انہوں نے کتنا کتنا اسے بلایا مگر وہ اپنے کمرے میں کنڈی بند کر کے ایسی بیٹھی کہ جواب تک نہیں دیا۔"

"کمال ہے۔ اور تم نے سمجھ لیا کہ اسے شادی پسند نہیں ہے۔" کلیم صاحب نے کہا۔ "ارے بھئی لڑکیاں ان معاملات میں شرماتی ہی ہیں اور ہماری رخسانہ تو بہت آزاد خیال ہونے کے باوجود حد سے زیادہ شرمیلی واقع ہوئی ہے۔"

"میں اسے آپ سے زیادہ جانتی ہوں۔" رخسانہ کی امی نے فکرمند لہجہ میں کہا۔ "شرم اور غصہ کے تاثرات بالکل الگ الگ ہوتے ہیں۔ آپ نے اتنی جلدی بات پکی کر کے اچھا نہیں کیا۔ پہلے میں اس سے پوچھ لیتی تو زیادہ بہتر تھا۔"

"تم تو ذرا ذرا سی بات پر پریشان ہو جانے کی عادی ہو۔" کلیم صاحب نے جواب دیا۔ "میں حامد بھائی کو پہلے ہی زبان دے چکا تھا۔ اس کے علاوہ میں نہیں سمجھتا کہ ندیم سے اچھا لڑکا تمہاری بچی کو اور کہاں مل جاتا؟"

"تو میں کب کہتی ہوں کہ رشتہ اچھا نہیں ہے۔ خدا نہ کرے ندیم مجھے بھی پسند ہے مگر رخسانہ کی ہے

Optimized by www.Im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"وہ تو ظاہر ہے میں اپنی یا تمہاری تو شادی طے نہیں کر رہا ہوں۔"

"آپ سے تو بات کرنا غضب ہے۔" رخسانہ کی امی بگڑ گئیں۔

"بھئی ایمانداری کی بات ہے کہ تمہارا یہ روٹھنے کا انداز آج بھی اتنا ہی پیارا ہے جتنا پچیس سال پہلے تھا۔" کلیم صاحب ہنستے ہوئے بولے "ذرا میری طرف دیکھنا۔"

"اونہہ" کہہ کے رخسانہ کی امی نے منہ دوسری طرف کر لیا۔

"او ہو" کلیم صاحب نے جیسے ہار مانتے ہوئے کہا "ایسا ہی ہے تو تم اس سے بات کر دیکھنا۔"

"مگر اب فائدہ بھی کیا ہے۔ آپ تو سب کچھ طے کر بیٹھے ہیں۔"

"تم تو اس طرح کہہ رہی ہو جیسے وہ سچ مچ ہی ناخوش ہو اس شادی سے" کلیم صاحب نے جواب دیا "بھئی یہ تمہارا مفروضہ ہی ہے تاہم مجھے پوری امید ہے کہ غلط نکلے گا۔ پھر بھی اگر اپنی ناسمجھی سے رخسانہ کو کوئی اعتراض ہو تو تم اس کی ماں ہو، نرمی اور پیار سے سمجھا دو گی تو وہ ضرور مان جائے گی۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔" رخسانہ کی امی نے گہری فکر کے ساتھ جواب دیا۔

کلیم صاحب اپنے کمرے میں چلے گئے تو وہ لاڈلی بیٹی کے پاس پہنچیں۔

رخسانہ بڑے بگڑے ہوئے انداز میں کرسی پر بیٹھی ہوئی بظاہر کوئی کتاب پڑھ رہی تھی مگر پیشانی کے بل اور کتاب کے صفحات پر جمی ہوئی خالی خالی نظریں صاف بتا رہی تھیں کہ اس کا ذہن کسی اور ہی خیال میں کھویا ہوا ہے۔

"بیٹی۔ بھابی تمہیں اتنا پکارتی رہیں مگر تم نے جواب تک نہیں دیا۔ کتنی بری بات ہے۔" رخسانہ کی امی نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔ "آخر اس سے پہلے بھی تو وہ آتی تھیں مگر ایسا تو تم نے کبھی نہیں کیا تھا۔"

رخسانہ نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا مگر بولی نہیں۔

"یہ بات تو تمہیں معلوم ہو گئی ہوگی" امی نے چند لمحے اس کے جواب کا انتظار کرنے کے بعد دوبارہ کہا "کہ تمہارے ابو حامد بھائی کے لڑکے سے تمہاری شادی کرنا چاہتے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہیں اور۔۔۔۔"

"اور آپ مجھ سے آج کہہ رہی ہیں" رخسانہ نے ماں کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں کوئی بے جان گڑیا ہوں یا اس معاملے کا میری ذات سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ آپ مجھے کوئی اہمیت دیتے ہوئے میری رائے معلوم کرتیں تو میں آپ لوگوں کی بات مان لیتی۔ مگر آپ خود بھی سن لیں اور ابو کو بھی بتا دیں کہ مجھے یہ فیصلہ بالکل منظور نہیں ہے میں کوئی جانور نہیں ہوں کہ آپ جہاں چاہیں لاٹھی کے زور سے ہنکا دیں اور میں خاموش رہوں۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو بیٹی" امی ششدر رہ گئیں۔ بات یہاں تک پہنچے گی۔ اس کی انہیں بھی امید نہیں تھی۔

"مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی امی" رخسانہ کھڑی ہو گئی۔ "اب آپ لوگوں کی مرضی ہے جو چاہیں کریں۔"

اور یہ کہہ کر وہ کتاب میز پر پٹختی ہوئی تیز تیز قدموں سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

"یہ دیکھا تم نے" جج صاحب سلیپنگ گاؤن پہنے ایک ہاتھ میں کوئی کاغذ لئے کمرے میں داخل ہوئے۔ ندیم کی امی ابھی باورچی خانے سے ناشتہ تیار کر کے اور ملازمہ کو میز پر لگانے کی ہدایت دیتی ہوئی فریج سے مکھن اور جیلی نکالنے آئی تھیں۔

ندیم کی امی نے فریج کا دروازہ بند کرتے ہوئے پلٹ کر جج صاحب کی طرف دیکھا۔

"آپ ابھی سلیپنگ گاؤن پہنے ہی گھوم رہے ہیں" وہ بولیں۔ "وہاں ناشتہ میز پر لگ چکا ہوگا۔ جائیے جلدی سے منہ ہاتھ دھو کر آئیے۔"

"منہ ہاتھ دھونے سے کیا ہوگا بیگم تمہارے بیٹے نے میرے چہرے پر وہ کالک تھوپی ہے کہ سارا سمندر دھونے کے باوجود نہیں چھٹ سکتی۔"

جج صاحب نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کاغذ لہراتے ہوئے جواب دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اچھا اب صبح ہی صبح غصہ نہ کریں پہلے اطمینان سے ناشتہ کر لیں۔ چیخنے چلانے کے لئے پورا دن پڑا ہے" بیگم صاحبہ یہی سمجھیں کہ کل رات پھر ندیم دیر سے آیا ہوگا "مجھے معلوم ہے ندیم ساڑھے بارہ بجے تک گھر نہیں آیا تھا۔"

"گھر نہیں آیا تھا" جج صاحب نے غصے سے دہرایا "وہ گویا شادی کے خلاف بطور احتجاج گھر سے ہی چلا گیا ہے۔"

"کیا؟" بیگم صاحبہ چونک پڑیں "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"میں یہ کہہ رہا ہوں کہ تمہارے لاڈلے بیٹے کو ماں باپ کا طے کردہ رشتہ منظور نہیں تھا" جج صاحب نے جواب دیا "رات کے دو بجے تک میں اس کے انتظار میں جاگتا رہا تھا پھر تھک ہار کر سو گیا۔ آج صبح اٹھتے ہی اس کے کمرے میں پہنچا تو کمرے کی حالت سے ظاہر تھا کہ وہ رات پھر واپس ہی نہیں آیا۔ میز پر پیپر ویٹ کے نیچے یہ کاغذ دبا رکھا تھا میں نے اٹھا کر پڑھا تو معلوم ہوا چونکہ شادی کے سلسلے میں ہمارا فیصلہ اس کی مرضی کے خلاف تھا۔ اس لئے وہ گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ کپڑوں کی الماری سے تمام جوڑے اور سوٹ کیس بھی غائب ہے۔"

"ہائے میرے مولا یہ کیا ہو گیا" بیگم صاحبہ سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

"کچھ نہیں ہو گا" جج صاحب تیزی سے بولے "آج کل کے نوجوانوں کے ہاتھ یہ آسان سا نسخہ آ گیا ہے کہ جہاں کوئی بات مرضی کے خلاف ہوئی اور گھر سے نکل گئے مگر میں ان دھمکیوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ وہ میری طرف سے جہنم میں جائے لیکن اس گھر میں رہتے ہوئے اسے وہی کرنا پڑے گا جو ہم چاہیں گے۔"

بیگم صاحبہ نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ کلیم صاحب گھبرائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔

"ارے کلیم تم" جج صاحب نے حیرت سے پوچھا "تمہیں کس نے بتایا؟"

"مجھے کون بتاتا بھائی صاحب" کلیم صاحب گھبرائی ہوئی آواز میں بولے "وہ صاحبزادی غلط تو میرے سر ہی تمام ملبہ گئی ہیں۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ وہ جوان ہو کر یوں میری

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ناک کٹوانے کی تو پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ دیتا۔ اس بدبخت نے آپ کے سامنے ہی ذلیل رسوا نہیں کیا۔ بلکہ سارے خاندان اور سوسائٹی میں میری عزت پر پانی پھیر دیا ہے۔"

"کیا مطلب۔ صاف صاف کیوں نہیں بتاتے کیا بات ہے۔"

"کیا بتاؤں حامد بھائی۔ رخسانہ شادی کے خلاف تھی۔ وہ کل شام چپکے سے گھر سے نکل گئی۔ اور آج صبح مجھے اس کے کمرے سے یہ خط ملا ہے۔"

کلیم صاحب نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر حامد صاحب کے ہاتھ میں دے دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نواب گنج سے دولت آباد صرف ڈھائی سو میل کے فاصلہ پر تھا اور چوبیس گھنٹوں میں کم و بیش آٹھ ٹرینیں دولت آباد جاتی تھیں۔ یہ ہی وجہ تھی کہ لوگ عام طور پر دن کی گاڑیوں سے سفر کرنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ خاص طور سے رات کو دس بجے نواب گنج سے گذرنے والی پسنجر ٹرین تو تقریباً خالی ہی رہتی تھی، سوائے تھرڈ کلاس کے ڈبوں کے جن کی روایت میں خالی ہونا شامل ہی نہیں تھا، خواہ وہ کسی ٹرین کے ہوں۔ دوسری وجہ اسی پسنجر ٹرین کی عدم مقبولیت کی یہ تھی کہ اسے شاذ و نادر ہی صحیح وقت پر آتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ ٹائم ٹیبل میں نواب گنج کے اسٹیشن پر اس کی آمد دس بج کر پانچ منٹ پر دکھائی گئی تھی۔ مگر وہ کبھی بارہ ایک بجے سے پہلے نہیں آتی تھی۔

ندیم نے اطمینان سے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ خریدا اور ایک ہاتھ میں سوٹ کیس لٹکائے اور دوسرے ہاتھ سے مونگ پھلیاں ٹونگتا ہوا پلیٹ فارم کی طرف چلا۔ پلیٹ فارم پر پہونچا تو وہاں ایک ٹرین موجود تھی۔ ندیم کو بالکل بھی خیال نہیں آیا کہ وہ تاریخی پسنجر ٹرین ہو سکتی ہے۔ ایک گارڈ صاحب سرخ جھنڈی بغل میں دبائے اور ہری جھنڈی ہاتھ میں پکڑے ٹکٹ چیکر سے باتیں کر رہے تھے۔

"یہ ٹرین کہاں جا رہی ہے، بھائی صاحب" ندیم نے سوٹ کیس نیچے رکھتے ہوئے یونہی پوچھ لیا۔

"دولت آباد" گارڈ صاحب نے جواب دیا۔

"جی" ندیم نے چونک کر اپنی گھڑی دیکھی پورے دس بجے تھے۔

"آپ کا مطلب ہے کہ یہ پسنجر ٹرین ہے جو رات کو دولت آباد جاتی ہے"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں"

"کمال ہے۔ غالباً جب سے یہ ٹرین چلی ہے آج پہلی مرتبہ اسے نہ صرف صحیح وقت بلکہ پانچ منٹ پہلے نواب گنج کے پلیٹ فارم پر دیکھ رہا ہوں"

"اپنی غلط فہمی دور کر لیجیے جناب" گارڈ صاحب مسکرائے "یہ کل کی ٹرین ہے جو تقریباً پورے ساڑھے تئیس گھنٹے لیٹ آئی ہے۔"

"خدا کا شکر ہے" ندیم نے سوٹ کیس اٹھایا "آپ نے میری جان بچا لی ورنہ ٹرین کی مستعدی دیکھ کر مجھے تو شادیٔ مرگ ہونے کا اندیشہ تھا۔"

"آپ اس ٹرین سے سفر کر رہے ہیں" گارڈ صاحب نے پوچھا۔

"جی ہاں"

"کس کلاس میں"

"فرسٹ"

"تو پھر آپ چل کر بیٹھیے" گارڈ صاحب نے کہا "جان بچانے کے سلسلہ میں اپنا انعام لینے میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔"

ندیم نے ٹرین کا ایک چکر لگایا پوری گاڑی میں فرسٹ کلاس کے صرف دو کمپارٹمنٹ تھے اور دونوں خالی تھے ۔ ایک نسبتاً بڑا اور دو سیٹ کا تھا۔ جبکہ دوسرے کی گنجائش آٹھ مسافروں کی تھی۔ ندیم عموماً آخری ڈبے پسند کرتا تھا۔ آٹھ مسافروں کا کمپارٹمنٹ پیچھے تھا۔ چنانچہ وہ اسی میں سوار ہو گیا۔ سوٹ کیس سے صابن اور تولیہ نکالی۔ کیس برتھ کے نیچے رکھا اور منہ ہاتھ دھونے ٹوائلٹ میں چلا گیا۔ آئینہ میں صورت دیکھی تو شیو بھی کچھ بڑھا ہوا نظر آیا۔ وہ باہر واپس آ کر سیفٹی ریزر نکالا اور پھر اندر گھس گیا۔

ابھی منہ پر صابن ہی لگایا تھا کہ ٹرین ایک جھٹکا کھا کر رینگنے لگی۔ ساتھ ہی ایسا معلوم ہوا جیسے کسی نے بڑے زور سے کمپارٹمنٹ کا دروازہ بند کیا ہو۔ ندیم کو پہلے تو خیال

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوا کرشنڈ گارڈ صاحب ہیں اور واقعی جیسا کہ بات بات انعام وصول کرتے آتے ہیں مگر پھر یہ سوچ کر تنہا ڈبے میں کوئی ہاتھ کی صفائی دکھانے والے بزرگ اس کا اکلوتا سوٹ کیس نہ صاف کر دیں۔ ہر چند کہ اس میں نقدی نہیں تھی کیونکہ ندیم مال عرب پیش عرب کے مصداق اپنی پونجی اپنے دم کے ساتھ رکھنے کا قائل تھا۔ مگر پھر بھی سوٹ کیس میں ایک دو سوٹ اور چار پانچ جوڑے کپڑے تو تھے ہی۔

ندیم نے آہستہ سے ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر جھانکا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ایک لڑکی جس کی پشت ندیم کی طرف تھی اندر سے دروازے کی چٹخنی بند کر رہی تھی۔ دروازہ بند کر کے وہ ... کھڑکیوں کی طرف متوجہ ہو گئی اور ندیم نے جلدی سے ٹوائلٹ کا دروازہ بند کر دیا۔ واہ میرے مالک وہ دل میں بولا۔ تیری دنیا میں بنت حوا سے کہیں چھٹکارا ممکن نہیں ہے۔ ایک سے جان بچا کر آیا تو دوسری مل گئی۔ اس نے اطمینان سے شیو بنایا۔ منہ ہاتھ دھویا اور ہرچہ بادا باد کہتا ہوا تولیہ کندھے پر ڈالے صابن اور سیفٹی ریزر ہاتھ میں پکڑے کمپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔

دروازہ کھلنے کی آواز سن کر لڑکی نے جو اس وقت تک بڑے اطمینان سے برتھ پر بیٹھی ہوئی رسالہ پڑھ رہی تھی۔ چونک کر ندیم کی طرف دیکھا اور رسالہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گر گیا۔ تھوڑی بہت حیرت ندیم کی قسمت میں بھی لکھی تھی۔ اس وقت اس نے پہلی مرتبہ اس کا چہرہ دیکھا اور دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ تو وہ ہی سینما ہال والی لڑکی تھی۔ مگر آج اس نے بڑی خرافت سے بالوں کا کوئی ہیئر اسٹائل بنانے کے بجائے دو چوٹیاں گوندھ رکھی تھیں۔

"آپ" لڑکی اسے پہلے ہی پہچان چکی تھی۔

"جی۔ آپ کا مخدوم" ندیم نے جواب دیا اور لڑکی کی سیٹ کی طرف بڑھا۔

"آپ کو کسی نے بات کرنے کا سلیقہ بھی نہیں سکھایا" لڑکی تیوری پر بل ڈال کر بولی۔ "یہ آپ میرے مخدوم کب سے ہو گئے۔"

"کسی خوش فہمی کو دل میں جگہ مت دیجئے مخدوم میرا نام ہے۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اوہ" لڑکی نے کہا مگر پھر فوراً ہی گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔ "مگر یہ آپ کہاں بڑھے
چلے آ رہے ہیں؟"

ندیم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر اس کے قدم بھی نہیں رکے تھے لڑکی
حیرت و پریشانی کے عالم میں اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں خوف جھانکنے لگا تھا

"یہ ..... یہ ..... آپ کیا کر رہے ہیں؟" وہ ہکلائی۔

ندیم نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ لڑکی کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا
اچانک وہ جھکا اور دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔ لڑکی کے منہ سے ایک دبی ہوئی چیخ نکل
گئی۔ مگر ندیم تو جھک کر برتھ کے نیچے سے اپنا سوٹ کیس نکال رہا تھا۔ اس نے سوٹ
کیس نکالا اور اسی خاموشی کے ساتھ جا کر دوسری برتھ پر بیٹھ گیا۔ لڑکی دونوں ہاتھ
سینے پر رکھے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ندیم دوسری سیٹ پر
بیٹھا تو وہ ایک گہری سانس لے کر یوں دھم سے برتھ پر گر گئی جیسے اس کے پیروں
میں کھڑے ہونے کی سکت نہیں رہی تھی۔

"آپ نے میری جان ہی نکال لی تھی۔" اس نے کہا۔

"حالانکہ میں برتھ کے نیچے سے صرف اپنا سوٹ کیس نکال رہا تھا" ندیم بولا

"کہیں ایسا تو نہیں کہ داستانی دیوؤں اور چڑیلوں کی طرح آپ کی جان اس سوٹ کیس میں بند تھی"

"میرا خیال تھا کہ آپ میں صرف سلیقے کی کمی ہے مگر اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
آپ سلیقے سے ہی نہیں شرافت سے بھی محروم ہیں" لڑکی کو غصہ آ گیا۔

"یہ شکایت غالباً آپ کو اس لئے ہوئی کہ میں نے سوٹ کیس کے بجائے آپ کو
نہیں اٹھا لیا" ندیم نے لاپرواہی سے سوٹ کیس کھول کر اس میں تولیہ اور بعض چیزیں
وغیرہ رکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے پتہ ہوتا کہ آپ جیسا بدتمیز انسان یہاں موجود ہے تو اس ڈبے میں
جھانکتی بھی نہیں"

"اور مجھے معلوم ہوتا کہ آپ جیسی خوبصورت اور بدتہذیب لڑکی اس کمپارٹمنٹ میں نازل

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہونے والی ہے تو آج اسٹیشن کا رخ ہی نہ کرتا۔"

"میری صورت جناب کے چونکنے سے اچھی ہے" لڑکی منہ چڑانے کے انداز میں بولی "آپ آئینہ دیکھ کر مزید ڈر جاتے ہوں گے۔"

"جی ہاں راتوں کو چونک بھی پڑتا ہوں" ندیم نے گردن ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"بار بار خیال آتا ہے کہ اس دن سینما میں وہ پیچھے آپ کے بال تھے یا آپ نے بانوں میں اپنے سینگ چھپا رکھے تھے۔ محلے کی مسجد کے پیش امام صاحب تو کئی مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ مجھ پر کسی چڑیل کا سایہ ہو گیا ہے۔"

"ششٹ اب میں آپ سے بات کرنا نہیں چاہتی۔"

"تو یہاں کون آپ کی بے سری آواز سننے کے لئے مرا جا رہا ہے" ندیم نے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھے۔ "توبہ توبہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے بھینس ڈکرا رہی ہے۔"

"جناب میں اپنے کالج میں موسیقی کے مقابلے میں اول انعام حاصل کر چکی ہوں" لڑکی نے فخریہ لہجہ میں بتایا۔

"تو پھر وہ مقابلہ ضرور کسی کوے کی زیر صدارت ہوا ہو گا" ندیم نے بڑے یقین سے کہا۔

"آپ خاموش نہیں رہیں گے۔"

"ہاتھ جوڑ کر درخواست کیجئے شاید رحم آ جائے۔"

تنگ آ کر لڑکی نے خود ہی اپنا منہ دوسری طرف کر لیا اور کھڑکی سے جھانکنے لگی باہر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ آسمان پر بادل تھے۔ اس لئے تارے بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔

"غالباً کسی ہم جنس کو تلاش کر رہی ہیں" ندیم نے کہا۔

"مجھے اس بات پر مجبور نہ کیجئے کہ ابھی زنجیر کھینچ کر ٹرین رکوا دوں اور گارڈ سے کہوں کہ وہ آپ کو کان سے پکڑ کر کمپارٹمنٹ سے باہر نکال دے" لڑکی نے جھنجھلا کر جواب دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"آپ باقاعدہ گارڈ کے ساتھ سفر کرتی ہیں" ندیم نے حیرت ظاہر کی۔ "اس بدصورتی پر یہ اہتمام ہے اگر کہیں واقعی کچھ حسین ہوتیں تو شاید پوری فوج کے ساتھ نکلا کرتیں۔"

"میرا مطلب ریلوے گارڈ سے ہے۔"

"جی ہاں آپ کا مطلب ریلوے گارڈ سے ہے۔ ریلوے گارڈ کا مطلب آپ سے ہوگا۔" ندیم نے جواب دیا "بغیر مطلب اس دنیا میں کون کسی کے کام آتا ہے۔"

لڑکی تاؤ میں آکر کچھ جواب دینا ہی چاہتی تھی کہ ٹرین آہستہ ہونا شروع ہوئی اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کوئی اسٹیشن آرہا تھا۔

ٹرین رکتے ہی لڑکی جو دروازہ کھول کر کھڑی ہو گئی تھی تیزی سے نیچے اتر گئی۔ اس کا رخ گارڈ کے ڈبے کی جانب تھا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ اسٹیشن کی عمارت سے تین چار کانسٹیبل برآمد ہوئے۔ ایک انسپکٹر بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس نے انھیں کچھ ہدایات دیں اور تمام کانسٹیبل پھیل کر ٹرین کے مختلف ڈبوں میں جھانکنے لگے۔ لڑکی کے بڑھتے ہوئے قدم خود بخود رک گئے۔ ایک قلی قریب سے گذرا۔

"آج اسٹیشن پر پولیس کیوں موجود ہے۔" لڑکی نے قلی سے پوچھا۔

"کوئی لڑکی گھر سے بھاگ آئی ہے۔" قلی نے جواب دیا "پولیس اسے تلاش کر رہی ہے۔"

قلی تو یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا۔ لڑکی نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔ ایک کانسٹیبل اس طرف بھی آرہا تھا۔ وہ جلدی سے اپنے ڈبے کی طرف واپس لوٹ گئی۔

ندیم نے سوٹ کیس سے ایک چادر نکال لی تھی اور اب سر سے پاؤں تک چادر تانے بستر پر دراز تھا۔ غالباً اس کا خیال تھا کہ اگر وہ لڑکی کسی گارڈ یا ٹکٹ چیکر کو بلا کر لائی بھی تو وہ ندیم کو سوتے دیکھ کر جگانے کی ہمت نہیں کر سکے گا۔ دروازہ کھلنے کی آہٹ سن کر اس نے چادر کا ایک کونا اٹھا کر جھانکا۔ اسے تعجب ہوا کہ وہ اکیلی تھی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھی یا در بڑے گھبرائے ہوئے انداز میں دروازہ بند کر رہی تھی۔

دروازہ بند کرکے وہ اپنی سیٹ پر آ بیٹھی۔ ندیم نے دیکھا کہ برتھ سے رسالہ اٹھاتے ہوئے لڑکی کے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ وہ اس انداز سے سیٹ کے بالکل کنارے پر بیٹھی ہوئی تھی جیسے موقع ملتے ہی بھاگنے کا ارادہ ہو۔ ندیم ابھی اس اچانک تبدیلی کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ کسی نے کمپارٹمنٹ کے دروازے پر زور سے دستک دی اور ساتھ ہی کھڑکی کے بند شیشے سے ایک کانسٹیبل کا چہرہ جھانکتا نظر آیا۔ ندیم کے دل میں ایک لمحے کے لئے یہ خیال پیدا ہوا کہ لڑکی نے بدذات اس کی شکایت پولیس سے کردی ہے مگر آواز سنتے ہی لڑکی جس طرح چونک کر اچھل پڑی تھی اس سے یہ ہی ظاہر ہوتا تھا کہ خود اس کے لئے بھی کانسٹیبل کی آمد پریشان کن ہے۔ ندیم نے یہ ہی مناسب سمجھا کہ سردست سونے کا بہانہ کرتے ہوئے چادر میں منہ چھپائے پڑے رہنا ہی بہتر ہے۔

لڑکی نے گھبرائی ہوئی نظروں سے ندیم کی طرف دیکھا اور پھر جیسے مجبوراً اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔

"کیا بات ہے" اس نے آواز کو حتی الامکان پرسکون بنانے کی کوشش کی۔

"معاف کیجئے گا محترمہ فرسٹ کلاس کے مسافروں سے تحقیقات کرنے کا فرض انسپکٹر نے اپنے ذمے لیا تھا" میں آپ کا ٹکٹ دیکھ سکتا ہوں؟"

"کیا اب ٹکٹ چیک کرنے کا کام پولیس نے سنبھال لیا ہے" لڑکی نے قدرے بیزاری سے جواب دیا۔

"جی ہاں۔ عارضی طور پر۔ آپ کو کوئی اعتراض ہے" انسپکٹر بڑے غور سے اس کی صورت دیکھ رہا تھا۔

"بالکل نہیں، البتہ آدھی رات کو فرسٹ کلاس کے شریف مسافروں کو تنگ کرنا......"

"میں معذرت خواہ ہوں" انسپکٹر نے بات کاٹتے ہوئے کہا "مگر کچھ ایسی ہی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بات تھی جس کے لئے مجھے آپ کو بے آرام کرنا پڑا۔"

لڑکی نے اپنے ہینڈ بیگ سے ٹکٹ نکال کر دکھایا۔

"تو آپ نواب گنج سے آ رہی ہیں۔" انسپکٹر نے کچھ عجیب سے لہجہ میں کہا۔

"آپ کا نام۔"

"رخسانہ"

"آپ تنہا سفر کر رہی ہیں؟"

"جی" رخسانہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا جواب دے۔

"میرا مطلب ہے....." انسپکٹر کہتے کہتے رک گیا۔

ندیم نے ایک زوردار کراہ کے ساتھ کروٹ بدلی تھی۔

"بیگم" وہ بڑی بیمار آواز میں بولا "اسے بھٹی رخسانہ بیگم کہاں ہو تم.... میرا سر درد کے مارے پھٹا جا رہا ہے۔"

"یہ آپ کے شوہر ہیں" انسپکٹر نے نسبتاً آہستہ آواز میں پوچھا۔

"ہائے.... ارے یہ کون نامعقول گلا پھاڑ رہا ہے..... ہائے.... تم کس سے بات کر رہی ہو بیگم..... سنا نہیں..... میرے سر میں بے تحاشا درد ہو رہا ہے..... اس سے کہو ذرا آہستہ بولے..... ہائے..... اور..... اور..... ہائے..... تم سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ..... ہائے مر گیا..... کہ ذرا سر ہی دبا دو۔"

ندیم نے چادر منہ سے ہٹا دی۔ رخسانہ چونک پڑی..... ندیم کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آنکھیں..... وہ تو سچ مچ کسی ایسے شخص کی آنکھوں سے مشابہ تھیں جس کے سر میں شدید درد ہو رہا ہو۔ وہ جلدی سے اس کی طرف بڑھی۔

"آپ کی طبیعت تو واقعی خراب معلوم ہوتی ہے" اس نے گھبراتے ہوئے کہا "میں سمجھ رہی تھی شرارت کر رہے ہیں۔"

"ہائے" ندیم کراہا "ٹھیک ہی کہا ہے کسی شاعر نے..... ہائے.....

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کسی کی جان گئی..... ہائے..... اور آپ کی ادا ٹھہری۔ میں یہاں سر درد سے انتقال فرما رہا ہوں..... ہائے..... اور آپ یوں بے تعلق بیٹھی ہیں..... ہائے..... بلکہ دوسروں سے ہنس بول رہی ہیں..... ہائے..... جیسے میں نے آپ سے شادی نہیں کی کہیں سے بھگا کر لایا ہوں..... ہائے"

"معاف کیجئے گا جناب" انسپکٹر نے خفت آمیز لہجہ میں کہا" میں سمجھا تھا کہ یہ خاتون تنہا سفر کر رہی ہیں"

"جی" ندیم نے آنکھیں نکال کر انسپکٹر کو گھورا "کیا مطلب ہے آپ کا..... ہائے..... اگر میری بیوی اکیلی سفر کر رہی ہوتی تو کیا آپ کا اندازہ کچھ اور تھا..... ہائے"

"آپ غلط سمجھے" انسپکٹر جلدی سے بولا" میں پولیس انسپکٹر ہوں، ایک لڑکی نواب گنج سے اپنے والدین کے گھر سے نقدی اور زیورات لے کر بھاگ نکلی ہے۔ ہم اسے تلاش کر رہے ہیں"

ہائے..... معلوم ہوتا ہے انسپکٹر صاحب کہ پولیس کی ملازمت میں..... ہائے..... آپ نے کوئی تجربہ حاصل نہیں کیا..... ہائے..... ارے بھاگنے والی لڑکیوں کی صورت ایسی ہوتی ہے"

اس نے رخسانہ کی طرف دیکھا۔

"اور تم..... ہائے..... بس کھڑی مجھے تڑپتے ہی دیکھتی رہنا..... ہائے..... خدا دشمنوں کو بھی ایسی ہی بیویاں دلائے دیکھ رہے ہو انسپکٹر..... ہائے..... بیگم صاحبہ سے اتنا نہیں ہوتا..... ہائے..... کہ ذرا سر دبا دیں"

رخسانہ دل ہی دل میں تاؤ کھا رہی تھی۔ مگر صورت حال ایسی تھی کہ مجبوراً اسے غصہ کے بجائے چہرے سے پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہی پڑا۔ اس نے ندیم کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور بے دلی سے سر دبانے لگی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"اس طرح نہیں" ندیم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر برتھ پر اپنے سرہانے بٹھالیا اور پھر بڑے اطمینان سے اپنا سر اس کے زانو پر رکھ کر بولا "ہاں اب دباؤ بیگم.... ہائے.... "

انسپکٹر کے ہونٹوں پر ایک خفیف سا تبسم نمودار ہوا۔ اس نے پلٹ کر اپنے ساتھی کانسٹیبل کی طرف دیکھا۔

"معاف کیجئے گا میں نے آپ کو واقعی بیکار ہی زحمت دی" اس نے رخسانہ کا ٹکٹ ندیم کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا اور کانسٹیبل کے ساتھ ڈبے سے اتر گیا۔

"ذرا دروازہ بند کرتے جائیے انسپکٹر صاحب.... ہائے" ندیم نے پکارا۔

انسپکٹر نے دروازہ بند کر دیا۔

رخسانہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔ اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ "یہ کیا حرکت تھی" اس نے تیزی سے پوچھا۔

ندیم اٹھ کر بیٹھ گیا اور جیب سے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے بڑی گہری نظروں سے رخسانہ کی طرف دیکھا۔

"تو آپ گھر سے بھاگ کر جا رہی ہیں" وہ ایک کش لگاتے ہوئے بولا۔

"میری بات کا جواب دیجئے۔ میں پوچھتی ہوں آخر آپ نے کیا سمجھ کر یہ حرکت کی تھی"

"کتنے زیورات اور کتنی نقدی لے کر فرار ہوئی ہیں" ندیم نے دوسرا سوال کیا۔

"بکواس بند کیجئے۔ میں کوئی آوارہ لڑکی نہیں ہوں" رخسانہ پیر پٹختے ہوئے بولی "میں اپنی ایک سہیلی کے پاس دولت آباد جا رہی ہوں"

"آج کل کی لڑکیاں تو کسی نہ کسی نوجوان کے ساتھ بھاگتی ہیں حیرت ہے آپ نے اکیلے فرار ہونا کیوں پسند کیا" ندیم جیسے اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا "ممکن ہے از راہ احتیاط وہ کسی دوسرے ڈبے میں بیٹھا ہو۔ یا کسی دوسری ٹرین سے پہلے ہی دولت آباد پہنچ گیا ہو"

انجن کے وسل دینے کی آواز آئی اور ٹرین جھٹکا کھا کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"آپ میرے بارے میں ایسی بے بنیاد جھوٹی باتیں سوچنے کا کوئی حق نہیں ہے"
رخسانہ نے چلّا کر کہا۔

"حق کیوں نہیں ہے محترمہ آپ قانون کے دو ذمہ دار ارکان کے سامنے
میری بیوی ہونا قبول کر چکی ہیں" ندیم شوخی سے بولا
"میں پوچھتی ہوں آخر آپ کو یہ بات کہنے کی ہمت کیسے ہوئی؟"
"اگر میں یہ نہ کہتا تو آپ اس وقت پولیس کی حراست میں ہوتیں"
"تو کیا اس کے لئے ...... یہ ...... یہ ... سب کچھ بھی ضروری تھا۔"
رخسانہ برتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہکلائی۔
"کیا سب کچھ میں سمجھا نہیں" ندیم نے دانستہ بننے کی کوشش کی۔
"یہ ہی ... مجھے ہاتھ پکڑ کر برتھ پر بٹھا دینا ..... اور ...."
"او وہ آپ کا مطلب ہے۔ وہ سر دبانے والا ڈرامہ" ندیم نے اس کی مشکل
آسان کرتے ہوئے خود ہی کہہ دیا" مگر میرے سر میں واقعی درد ہو گیا تھا۔ آپ
کی باتیں سن سن کے .... لیکن ایک بات ہے۔ صورت تو خیر جیسی آپ کی
ہے کیا کہا جائے۔ مگر ہاتھوں میں یقیناً کوئی جادو ہے۔ درد بالکل غائب ہو
چکا ہے۔"

"میں اگلے اسٹیشن پر ڈبے سے اتر جاؤں گی" رخسانہ نے کہا اور اپنی برتھ
پر جاکر بیٹھ گئی۔

"میری طرف سے آپ ابھی چلتی ٹرین سے چھلانگ لگا دیں" ندیم ہلکی
سکوڑ کر بولا" میں خود دو شریف آدمیوں کے سامنے آپ کو اپنی بیوی کہہ کر پچھتا
رہا ہوں کہ اب کہیں خدانخواستہ آپ گلے ہی پڑ گئیں تو کیا ہوگا"
"میری جوتی پڑتی ہے آپ کے گلے کبھی صورت دیکھی ہے آئینہ میں"
"کم سے کم آپ کی طرح نکٹی چپٹی نہیں ہے" ندیم نے منہ چڑھاتے ہوئے
جواب دیا" کیا حماقت ہوئی ہے مجھ سے اب دو وقت تو بالکل ہر اسٹیشن پر پولیس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے یہ ہی جھوٹ بولنا پڑے گا کہتے ہیں۔ دن رات میں ایک گھڑی ایسی بھی
ہے کہ آدمی جو منہ سے نکالتا ہے وہ ہی ہو جاتا ہے۔ میں تو یہ ہی سوچ سوچ
پریشان ہوا جا رہا ہوں کہ اگر ایسا ہوا تو محض آپ کی وجہ سے بچوں کے جو
نمائش میں رکھنے کے قابل ہوں گے؟

"شٹ اپ!" رخسانہ شرم و غصہ سے سرخ ہوتے ہوتے چیخی۔

"یہ کیا آپ بار بار شٹ اپ شٹ اپ کر کے اپنی انگریزی کی دھ
جماتی ہیں؟" ندیم نے تیزی سے کہا "اگر میں نے آپ کو بیوی کہہ بھی دیا ہے
اس کا مطلب یہ نہیں۔ آپ سچ مچ بیگمات کی طرح میری زبان پر پہرا لگا

رخسانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ دوبارہ رسالہ اٹھا کر اسکی ور
گردانی کرنے لگی۔ مگر اس کا ذہن یہ سوچ کر ضرور پریشان ہو رہا تھا کہ
واقعی دولت آباد تک یہ چکر چلتا رہا تو کیا ہوگا۔

ندیم نے ایک گہرا کش لے کر سگریٹ کا ٹوٹا ٹرین کے باہر پھینک
ایک مرتبہ پھر چادر تان کر برتھ پر لیٹ گیا۔ دس پندرہ منٹ تک کمپارٹ
میں بالکل خاموشی چھائی رہی یہاں تک کہ رخسانہ کو ٹرین کی رفتار آہ
ہونے کا احساس ہوا۔ اس نے کھڑکی سے باہر جھانک کر دیکھا۔ کوئی اور سٹیشن
ٹرین پلیٹ فارم کی حدود میں داخل ہوئی تو رخسانہ نے دیکھا کہ یہ
چھوٹا سا دیہاتی اسٹیشن ہے۔ نام کا بورڈ بہت دور لگا ہوا تھا اور پلیٹ فارم پر
بجھتے مٹی کے تیل کی لالٹینوں کی روشنی اتنی ہلکی تھی کہ وہ عمارت پر نام
پڑھ سکی۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ خواہ کچھ ہو وہ اس بدتمیز نوجوان کے ساتھ جس
نام پتہ نہیں۔ واقعی مخدوم تھا یا کچھ اور ہرگز سفر نہیں کرے گی۔ مگر پھر بھی احتیا
طور پر اس نے حالات کا جائزہ لینے کے خیال سے سوٹ کیس لے کر اترنے
بجائے اکیلا اترنا زیادہ مناسب خیال کیا۔ ندیم بدستور چادر اوڑھے لیٹا ہوا تھا۔ رخ
نے آہستہ سے کمپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر گئی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس نے اطمینان کی سانس لی۔ کوئی پولیس کانسٹیبل نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ کسی دوسرے فرسٹ کلاس ڈبے کی تلاش میں آگے چلنے لگی۔ ٹرین کا گارڈ ڈیک لائین ہاتھ میں پکڑے غالباً اسٹیشن ماسٹر سے کچھ باتیں کر رہا تھا۔ دو تین ڈبوں کے سامنے مسافر اترے کھڑے تھے۔ کسی ٹرین کی آمد پر جو چہل پہل ہو جاتی ہے یا سٹیشن اس سے بالکل خالی تھا۔ ایک ڈبے کے سامنے سے گذرتے ہوئے رخسانہ نے محسوس کیا کہ سامنے کھڑے دو آدمیوں نے اسے بڑے غور سے گھور کر دیکھا۔ کیا مصیبت ہے اس نے دل میں کہا کیا اس تھرڈ کلاس ٹرین میں کوئی اور فرسٹ کلاس کمپارٹمنٹ ہی نہیں ہے۔ کافی آگے جا کر رخسانہ کو ایک درجہ نظر آیا۔ اس نے اوپر چڑھ کر دیکھا۔ ڈبہ بالکل خالی تھا۔

وہ دونوں آدمی ٹہلتے ہوئے اس کے پیچھے ہی چلے آئے تھے اور اب کمپارٹمنٹ کے سامنے کھڑے تھے بے اختیار رخسانہ نے اپنے دل میں خوف کی تھرتھری محسوس کی۔ وہ جلدی سے نیچے اتر آئی۔ اس سنسان ڈبے سے تو اس کا کمپارٹمنٹ ہی بہتر تھا۔ مخدوم بدتمیز اور منہ پھٹ ضرور ہے۔ مگر اس نے ابھی تک کوئی غیر شریفانہ حرکت نہیں کی ہے۔ رخسانہ نے دل میں کہا اور تیز قدم اٹھاتی ہوئی واپس چل پڑی۔

اس کے پیچھے قدموں کی چاپ برابر سنائی دے رہی تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ دونوں آدمی اب بھی رخسانہ کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اس کا دل بری طرح دھڑکنے لگا۔ انجن نے ایک وسل دی اور رخسانہ لپک کر ڈبے میں چڑھ گئی۔ اس وقت ٹرین نے ایک جھٹکا کھایا اور آہستہ آہستہ آگے رینگنے لگی۔ اطمینان کی سانس لیتے ہوئے رخسانہ نے ندیم کی طرف دیکھا اور دروازہ بند کرنے لگی تھی کہ کسی نے بڑے زور سے دروازے کو دھکا دیا۔ توازن برقرار رکھنے کی کوشش میں رخسانہ اپنی برتھ سے جا ٹکرائی۔ وہی دونوں آدمی اندر داخل ہو رہے تھے۔

پہلی مرتبہ رخسانہ نے بجلی کی روشنی میں ان کے خوفناک چہروں کو دیکھا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور کانپ کر رہ گئی۔ دونوں چھٹے ہوئے بدمعاش نظر آ رہے تھے۔ ان میں سے ایک
اپنے پیلے پیلے دانت نکال کر مسکراتے ہوئے رخسانہ کی طرف دیکھا اور مونچھوں
پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ دوسرا دروازہ اندر سے بند کرنے کے بعد اب گھورتی ہوئی نظروں
سے ندیم کی طرف دیکھ رہا تھا۔

مونچھوں والا بڑی بے تکلفی سے رخسانہ کی برتھ پر بیٹھ گیا۔

"میرا نام بہادر ہے" وہ بولا "اور میرے ساتھی کا نام شیرا ہے۔ تمہارا نام کیا ہے"

رخسانہ سیٹ پر دور تک کھسک گئی اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا
تھا اور چہرہ خوف کے مارے سفید پڑتا جا رہا تھا۔ اس نے بہادر کی بات کا جواب
دینے کے لئے بجائے پُرامید نگاہوں سے ندیم کی طرف دیکھا۔ وہ ابھی تک سر
سے پاؤں تک چادر تانے لیٹا ہوا تھا۔ اس کے دل میں بے اختیار خواہش پیدا ہوئی
کاش وہ جاگ اٹھے

بہادر نے اس کی نگاہوں کو ندیم کی طرف اٹھتے دیکھا۔

"یہ کون سو رہا ہے" اس نے پوچھا۔

"مم ..... میرے شوہر مخدوم صاحب" رخسانہ نے بڑی ہمت سے
جواب دیا۔

"بڑا نادان ہے تمہارا شوہر کہ اتنے قیمتی خزانے کو بغیر کسی حفاظت کے چھوڑ
کر غفلت کی نیند سو رہا ہے" بہادر نے کہا اور شیرا کی طرف دیکھ کر کچھ اشارہ کیا۔
اپنی جگہ سے کھسک کر ندیم کی سیٹ کے قریب کھڑا ہو گیا۔

"تم ایسے لاپرواہ شوہر کو چھوڑ کیوں نہیں دیتیں" بہادر نے اپنی بات
جاری رکھتے ہوئے کہا "ہمارے ساتھ چلو زندگی میں وہ عیش کرنے کو ملیں گے
جو تم نے خواب میں بھی نہ دیکھے ہوں"

"خاموش" ندیم نے چادر پھینک کر جماہی لیتے ہوئے منہ پھاڑا۔

"مت ورے جاؤ" وہ منہ چلاتے ہوئے بولا "میں اس ملازمت بیوی

Optimized by www.I

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ت نئی فرمائشوں سے تنگ آ چکا ہوں۔"

شیرا نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے ایک قدم آگے بڑھایا۔

"ٹھہرو شیرا" بہادر نے ہاتھ اٹھایا "مجھے یہ نوجوان کچھ عقلمند نظر آتا ہے۔"

"اپنی آنکھوں کا علاج کراؤ بھائی صاحب" ندیم نے جلدی سے کہا "مجھ ے بڑا احمق تو تم نے صرف آئینے میں ہی دیکھا ہوگا۔ سوچنے کی بات ہے اگر عقلمند ہوتا تو دو سو روپے کا کلرک ہو کر ایک فیشن ایبل تتلی سے شادی نہ کرتا۔ پچاس روپیہ مہینہ تو کریم پاؤڈر سرخی نیل پالش اور سینٹ وغیرہ میں اڑ جاتا ہے بقیہ ایک سو کپڑوں اور سینما بینی کی نذر ہو جاتے ہیں۔ دو وقت کی روٹی کے لئے ہر مہینہ دو سو روپیہ قرض لینا پڑتا ہے۔ چھ ماہ میں دو ہزار کا مقروض ہو چکا ہوں آخر قرض خواہوں کے ڈر سے دولت آباد کا رخ کیا ہے۔ دیکھئے قسمت وہاں کیا دکھاتی ہے"

"بہت تنگ آئے ہوئے ہو" بہادر نے مسکرا کر پوچھا۔

"تنگ ارے جان سے بیزار بیٹھا ہوں بھیا" ندیم نے ایک ٹھنڈی سانس بھری "دس ہزار مہر کی تلوار سر پر نہ لٹک رہی ہوتی تو آج ہی طلاق دے دیتا"

رخسانہ حیرت سے ندیم کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر اس تمام گفتگو کا مطلب کیا ہے۔ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔

"یہ بات ہے تو اپنی یہ مصیبت ہمیں دے دو" بہادر نے ایک آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"کیوں مذاق کرتے ہو یار۔ میں اتنا خوش نصیب کہاں ہو سکتا ہوں؟"

"یقین کرو۔ ہم اسے ایسی جگہ لے جائیں گے جہاں سے یہ دوبارہ تمہیں پریشان کرنے نہ آ سکے گی۔"

"کہاں لے جاؤ گے؟"

"کسی زمیندار کے ہاتھ بیچ دیں گے۔ یا کوٹھے پر بٹھا دیں گے" بہادر نے بڑی صفائی سے بتایا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"سچ بھیا؟" ندیم نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں۔ بہادر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ اور ندیم واہ میرے مولا کا نعرہ بلند کرتے ہوئے بستر پر سجدہ ریز ہو

"شکر ہے یا اللہ تیرا ہزار بار شکر ہے" وہ سر اٹھاتے ہوئے بولا "تو نے کیسے کیسے بندے اس دنیا میں پیدا کئے ہیں"

اس نے اپنی سیٹ سے اٹھ کر بڑی گرمجوشی سے بہادر سے ہاتھ ملایا۔

"خدا تمہیں ہر راحت سے بچائے بڑے بھیا" ندیم کی آواز بھرائی ہوئی تھی "تم نے آج وہ کام کیا ہے جو خدا کے مردود و معتوب بندے ہی کر سکتے ہیں بھیا" بہادر کچھ چونکا۔ غالباً وہ اتنا جاہل بھی نہیں تھا جتنا نظر آ رہا تھا

"کس سے بچائے؟"

"آفت سے بڑے بھیا آفت سے" ندیم نے جلدی سے کہا۔

"اور اس سے پہلے کیا کہا تھا؟" بہادر ابھی مطمئن نہیں ہوا تھا۔

"میں نے کہا تھا کہ تم نے وہ کام کیا ہے جو خدا کے محبوب بندے ہی کر سکتے ہیں"

"تو تم خوشی سے اپنی بیوی ہمارے حوالے کرنے کے لئے تیار ہو" شیخ نے پہلی مرتبہ زبان کھولی۔

"بڑی خوشی سے صرف پانچ ہزار کی معمولی رقم کے بدلے" ندیم نے ہنستے ہنستے جواب دیا۔

"پانچ ہزار" بہادر نے حیرت سے ندیم کی طرف دیکھا۔ "تمہارے ہوش تو ٹھکانے ہیں؟"

"پہلے نہیں تھے مگر اب ٹھکانے آگئے ہیں"

"مگر یہ رقم تو بہت زیادہ ہے۔ تم یہ نہیں سوچتے کہ ہم ایک مصیبت سے پیچھا چھڑا رہے ہیں"

"وہ تو ٹھیک ہے بڑے بھائی مگر اس عورت کی وجہ سے جو مقروض ہو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

…س بکنے لگا۔" ندیم نے جواب دیا۔ "آخر تم بھی تو کسی بڑے زمیندار سے دس …ہ ہزار وصول کر ہی لو گے۔"

"ارے نہیں اتنے پیسے کہاں ملتے ہیں اور وہ بھی شادی شدہ لڑکی کے۔" …ر نے جواب دیا۔

"شادی شدہ تو یہ صرف نام ہی کی ہے" ندیم نے بڑی بے حیائی سے کہا۔ "ذرا …سے دیکھو۔ یہ حسن یہ جوانی۔ یہ سڈول جسم یہ نشیب و فراز۔ میں تو کہتا ہوں کہ کوئی …والا نواب دیکھ لے تو پوری ریاست قربان کر دے۔"

"مگر ہم پانچ ہزار نہیں دے سکتے" شیرا نے سخت لہجہ میں کہا۔

"تم نے اپنا قرض دو ہزار روپے بتایا تھا؟" بہادر نے پوچھا۔

"ہاں"

"بس تو دو ہزار روپے لو۔"

"کیا کر رہے ہو بہادر۔ جو مال ہم مفت میں حاصل کر سکتے ہیں اس کے لئے …ی بڑی رقم خرچ کرنا بیوقوفی ہے۔"

شیرا کچھ غصے سے بولا۔

"بس چپ کر شیرا" بہادر نے جواب دیا۔ "یہ بھی کوئی اپنا ہی بھائی بند …وم ہوتا ہے۔ دو ہزار دے کر ہم کم سے کم تین گنا کما لیں گے۔ دیکھتا نہیں کیا …واب مال ہے۔"

بہادر نے اپنی کمر سے بندھی ہوئی چادر کھولی اور اس میں سے دو ہزار کے …ٹ نکال کر ندیم کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ ندیم نے بڑی احتیاط سے ایک ایک …ٹ گن اور گڈی بنا کر جیب میں رکھ لئے رخسانہ جواب تک ندیم کی اس نئی تبدیلی …یرت سے دیکھ رہی تھی ایک دم جوش میں آ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مجھے نہیں معلوم تھا" وہ ندیم کی طرف دیکھ کر انتہائی نفرت بھرے لہجہ …بولی" کہ جس شخص کو میں اپنا بھلا سمجھ رہی تھی وہ سب سے بڑا قصائی اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مکار ثابت ہو گا۔ اس بظاہر شریف چہرے کے پیچھے اتنی مکروہ شیطانی فطرت چھپی ہوئی ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ تم سے تو یہ غنڈے ہی بہتر ہیں کہ جو ہیں وہ ہی اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ مگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ کسی تجارتی جنس کی طرح میرا سودا کر لوگے تو یہ نہیں ہو گا۔ میں ابھی زنجیر کھینچتی ہوں۔"

وہ جوش میں خطرہ کی لٹکتی ہوئی زنجیر کی طرف بڑھی۔

"وہاں کہاں جا رہی ہو میری جان" شیر لے نے جیب سے چاقو نکال کر رخسانہ کے سامنے کر دیا۔ رخسانہ سہم کر پیچھے ہٹی۔

"تم ادھر آ کر میرے پاس بیٹھو" بہادر نے رخسانہ کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹ لیا۔ "ابھی تم کہہ چکی ہو کہ تمہارے شوہر سے تو ہم لوگ ہی اچھے ہیں۔ یقین کرو ہم واقعی بہت اچھے ہیں۔ جب تک کوئی مالدار گاہک نہیں ملے گا تمہیں بڑی حفاظت اور بڑے آرام سے رکھیں گے۔ اگلے اسٹیشن پر تم چپ چاپ ہمارے ساتھ اتر جانا ورنہ تم نے دیکھ ہی لیا کہ میرا ساتھی بات بات پر چاقو نکال لیتا ہے۔ تم نے کوئی شرارت کی اور اس نے کھچ سے چاقو مارا۔ ہمارے تو صرف دو ہی ہزار جائیں گے مگر تم اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گی۔"

"او بھائی" ندیم نے بہادر کو مخاطب کیا "یہ اگلے سٹیشن پر اترنے کا پروگرام تم نے کہاں سے طے کر لیا۔"

"تم اپنی بیوی ہمارے ہاتھ بیچ چکے ہو۔ اب ہماری مرضی ہے اسے جہاں چاہیں لے جائیں۔"

"بیوی بیچنا تو ٹھیک مگر جہاں چاہیں لے جائیں والی بات نہیں چلے گی"

"کیا مطلب"

"مطلب یہ کہ بیوی تو میرے ساتھ دولت آباد ہی جائے گی جب کوئی گاہک مل جائے آ کر لے جانا۔"

"میں نے تم سے کہا تھا بہادر یہ معاملہ یوں طے نہیں ہو گا" شیر لے نے چاقو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لہرایا "اب یہ دو ہزار کی رقم مارنے کی فکر میں ہے۔"

"ارے ارے" ندیم گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔ "یہ کیا کر رہے ہو شیرا یار۔ مذاق ہی مذاق میں کہیں لگ گیا تو روتے پھرو گے۔"

"میں روتا پھروں گا" شیرا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اے لاحول ولا قوۃ۔ زبان پھسل گئی بھیا" ندیم جیسے بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ "میں کہنا چاہتا تھا کہ تم دونوں روتے پھرو گے۔"

شیرا نے آگے بڑھ کر الٹے ہاتھ سے ندیم کا گریبان پکڑ لیا۔

"معاف کر دو یار غلطی ہو گئی۔ یہ چاقو وغیرہ دیکھ کر ہی میری جان نکل گئی ہے۔" ندیم نے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ اس کی ٹانگیں تھر تھر کانپ رہی تھیں۔

"چلو میں کان پکڑ لیتا ہوں۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر شیرا کے کان پکڑ لئے۔

شیرا کے منہ سے ایک گندی سی گالی نکلی۔ اس نے سر کو ایک جھٹکا دیکر اپنے دونوں کان چھڑائے اور چاقو والا ہاتھ سر سے بلند کر کے پوری طاقت سے ندیم کے پیٹ کی طرف لایا۔

"ہائے مر گیا" ندیم نے چیخ ماری اور جیسے انتہائی بوکھلاہٹ میں اس کے ہاتھ آگے کی طرف بڑھ گئے شیرا کا ہاتھ نیچے آیا تو ندیم کی گرفت میں تھا۔

"بہادر بھیا دبائی ہے" ندیم کانپتی آواز میں چیخا "ارے اس اپنے یار شیرا کو سمجھاؤ نا۔ یہ تو خون خرابے پر تلا ہوا ہے۔"

"بزدل" رخسانہ نے انتہائی نفرت و حقارت کے ساتھ کہا اور منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

شیرا بدستور ایک ہاتھ سے ندیم کا گریبان پکڑے چاقو والا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ بہادر بڑے اطمینان سے، جیسے اس کے سامنے کوئی پر لطف تماشا ہو رہا ہو، برتھ پر ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ گیا۔

"اے شیرا" وہ سگریٹ سلگاتے ہوئے بولا "ذرا کچھ کھلاڑیاں تو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کرنے رسے شکار کر"

بہادر کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ندیم نے جو شیرا کے ہاتھ کو پکڑے پکڑے سر کے اوپر لے گیا تھا۔ ایک دم پلٹا کھایا اپنا کندھا شیرا کی بغل کے نیچے دیا اور پھر جو سیدھا گھٹنا فرش پر جھکا دیا ہے تو شیرا اس کے سر کے اوپر سے جیسے ہوا میں تیرتا ہوا کیبارٹمنٹ کی دیوار سے بڑے زور سے ٹکرایا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکتے میں ہوگیا۔ اتنی تیزی سے کہ بہادر کو ٹھیک سے سمجھنے کا موقع بھی نہیں مل سکا۔ اس نے تو یہ ہی دیکھا کہ ایک لمحہ پہلے شیرا ندیم پر چاقو تانے کھڑا تھا دوسرے لمحہ وہ فرش پر لمبا لمبا لیٹا ہوا تھا۔ حیرت کے مارے بہادر کے ہونٹوں میں دبا ہوا سگریٹ نیچے گر پڑا۔

دھماکہ سن کر رخسانہ نے بھی پلٹ کر دیکھا اور تعجب سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"معلوم ہوتا ہے تم نے بہادر بھیا کا کہنا ٹھیک سے نہیں سنا" ندیم نے شیرا کو سہارا دے کر فرش پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "انہوں نے مجھے پھینکنے کے لئے کہا تھا اور قلابازی کھا گئے تم خود"

شیرا کے ہوش ابھی تک بحال نہیں ہوئے تھے۔ وہ بار بار سر جھٹک رہا تھا۔ چاقو اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گر پڑا تھا ندیم نے آگے بڑھ کر اٹھا لیا۔ اتنی دیر میں بہادر مٹھیاں کستا ہوا ندیم کی طرف لپکا۔

"ذرا ٹھہر دیار" ندیم نے ہاتھ اٹھا کر کہا "ایک چاقو بدست آدمی پر ہتھیار کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی۔ یہ لو چاقو اور پھر حملہ کرو"

ندیم نے دستے کی طرف سے چاقو بہادر کی طرف بڑھا دیا بہادر کے اٹھتے ہوئے ہاتھ رک گئے۔ اس نے حیرت سے ندیم کی طرف دیکھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ شخص پاگل ہے یا پرلے درجہ کا بیوقوف۔ کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس نے سیدھا ہاتھ چاقو لینے کے لئے آگے بڑھایا۔ ندیم کی کلائی کو ایک جھٹکا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سانگا اور چاقو جیسے بجلی کی طرح کوندتا ہوا کمپارٹمنٹ کی چھت میں پیوست ہو گیا۔

"کمال ہے" ندیم نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں "یار تم کوئی جادو منتر تو نہیں پڑھ رہے تھے۔ تم نے اشارہ ہی کیا تھا، اور چاقو یوں میرے ہاتھ سے نکل گیا جیسے کسی عاشق کے سینے سے دل۔ یا تمہارے [illegible] دو ہزار روپیہ"

بہادر نے سنبھلتے ہوئے تیزی سے ہاتھ چلایا۔ اس نے جاپانی طریقہ پر ہاتھ سے وار کیا تھا۔ ندیم نے اس انداز سے جیسے دو دوست بڑی مدت کے بعد آپس میں مل رہے ہوں، مسکراتے ہوئے ذرا پیچھے ہٹ کر اس کا ہاتھ مصافحہ کی شکل میں پکڑ لیا۔

"بھئی واہ دوستی اسے کہتے ہیں" وہ بہادر کا ہاتھ اوپر نیچے جھٹکتے ہوئے بولا "ابھی لڑ رہے تھے اور ابھی ہاتھ ملا رہے ہیں۔ میں نے تو پہلے ہی شیرا سے کہا تھا کہ یہ دھول دھپہ تم سراپا ناز کا شیوہ نہیں۔ اے بیگم صاحبہ یہ تم کہاں بڑھ رہی ہو؟"

اس نے رخسانہ کی طرف دیکھتے ہوئے اچانک کہا۔

"لیجئے بھیا شیرا یہ تو خطرے کی زنجیر کھینچنے لگی ہے" ندیم نے کن انکھیوں سے شیرا کی طرف دیکھا۔

شیرا جو فرش سے اٹھ کر ندیم کی طرف بڑھ رہا تھا، چونک کر رخسانہ کی طرف گھوم گیا اور اس سے پہلے کہ رخسانہ کا ہاتھ زنجیر تک پہنچ سکتا، اس نے زور سے دھکا دے کر اسے برتھ پر گرا دیا۔ چاہتا تھا کہ ایک ہاتھ بھی رسید کر دے کہ ندیم چلایا۔

"ارے کیا کرتے ہو شیرا یار۔ اب ایسا بھی کیا زنانہ پن۔ طبیعت موج میں ہے تو ذرا بہادر بھائی کے سامنے آ کر تالیاں بجاؤ۔"

شیرا تاؤ کھا کر پلٹا۔ بہادر ابھی تک ندیم سے اپنا ہاتھ نہیں چھڑا سکا تھا۔ شیرا نے قریب آ کر دانت کٹکٹاتے ہوئے پوری طاقت سے گھونسا اٹھایا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ندیم نے پھرتی سے بہادر کو سامنے کر دیا۔ روکتے روکتے بھی شیرا کا مکا بہادر کی گدی پر پڑا اور وہ وہیں گردن پکڑ کر فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ کیا بالکل ہی اندھے ہو گئے ہو نہ اپنا دیکھتے ہو نہ پرایا بس ہاتھ چلانے سے مطلب" ندیم نے جیسے بڑے غصہ سے شیرا کو ڈانٹا اور جھک کر بہادر سے پوچھا "زیادہ چوٹ تو نہیں آئی؟"

اتنی دیر میں شیرا لات چلا چکا تھا۔ ندیم وہیں لڑھک گیا اور شیرا کی ڈبل سول جوتا جو ندیم کے سر کی طرف آ رہا تھا۔ بہادر کے منہ پر لگا۔ بہادر ایک چیخ مار کر پیچھے کی طرف الٹ گیا اس کا ہونٹ پھٹ گیا تھا اور شاید سامنے کا ایک دانت بھی جگہ چھوڑ چکا تھا۔ اس کے منہ سے خون کی دھار بہہ نکلی۔

ٹرین کی رفتار آہستہ ہونے لگی تھی۔ شیرا جو اس حادثہ پر ایک دم سراسیمہ نظر آنے لگا تھا۔ پھرتی سے جھکا۔ بیہوش بہادر کو اپنے کندھے پر ڈالا لپک کر ڈبے کا دروازہ کھولا اور چھلانگ لگا کر تاریکی میں کہیں غائب ہو گیا۔

"ارے بھائیو" ندیم نے کھڑکی سے سر نکال کر آواز دی "اسٹیشن تو آنے دیا ہوتا۔"

رخسانہ برتھ پر بیٹھی ہوئی پھٹی پھٹی نظروں سے ندیم کو گھور رہی تھی۔ ندیم نے جیسے بڑی مایوسی سے سر ہلاتے ہوئے کھڑکی سے ہٹ کر اس کی طرف دیکھا۔

"آپ نے بھی نہیں روکا۔ اب اگر ٹرین سے کودنے میں اس بیچارے کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے تو اس کا عذاب ثواب کس کی گردن پر ہو گا؟"

وہ اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ ایک سگریٹ نکال کر سلگایا۔ کش لگاتے کچھ عجیب نگاہوں سے رخسانہ کو دیکھا۔ "تو یہ تھے آپ کے محافظ۔ ان کے ساتھ گھر سے بھائی تھیں؟"

رخسانہ کا چہرہ جو ابھی تک خوف و گھبراہٹ سے زرد ہو رہا تھا ایکدم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

غصہ سے سرخ ہو گیا۔

"میں نے آپ سے زیادہ بدتمیز و بیہودہ انسان آج تک نہیں دیکھا"

وہ بپھر کر بولی۔

"جی ہاں آپ کے خیال میں غالباً تہذیب و شرافت کا تقاضہ یہ تھا کہ میں آپ کے بھائیوں کے ہاتھوں چپ چاپ مار کھا لیتا" ندیم نے کچھ تلخی سے جواب دیا "مگر مجھے افسوس ہے کہ میں ایسی شرافت کا قائل نہیں ہوں۔"

"وہ میرے بھائی نہیں تھے" رخسانہ نے چیخ کر کہا۔

"ساتھ تو آپ ہی لے کر آئی تھیں۔"

غالباً یہ کوئی چھوٹا سا اسٹیشن تھا یا ڈرائیور کو ان کلیئر نہیں ملی تھی کہ ٹرین بمشکل ایک منٹ رک کر دوبارہ چل پڑی۔

"وہ میرے ساتھ نہیں میرے پیچھے لگ کر آئے تھے" رخسانہ نے بتایا "میں ان سے بچنے کے لئے دروازہ بند کر رہی تھی کہ وہ زبردستی اندر گھس آئے مجھے امید تھی کہ آپ خواہ کتنے ہی بدتمیز کیوں نہ ہوں مگر اتنی شرافت تو رکھتے ہوں گے کہ مجھے ان غنڈوں سے بچا سکیں۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ مجھے کمزور اور بے سہارا دیکھ کر ان بدمعاشوں سے میرا سودا کرنے لگیں گے مگر آپ شاید اسی قسم شرافت کے قائل ہیں"

"اوہ" ندیم ایک دم چونک کر بولا "مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ غنڈے آپ کو پکڑ کر لے جا چکے ہیں"

رخسانہ کوئی جواب نہیں دے سکی۔ یہ بات اس کی بھی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ اگر مخدوم رخسانہ کو ابھی تک یقین نہیں آیا تھا کہ اس کا نام واقعی مخدوم ہے۔ مگر ظاہر ہے وہ اس کے بارے میں صرف اسی نام سے سوچ سکتی تھی، واقعی اس کا سودا کرنا چاہتا تھا۔ تو وہ ان غنڈوں سے لڑ کیوں پڑا۔ اور لڑائی بھی کیسی، وہ دونوں اسی دھوکے میں مار کھا گئے کہ مخدوم انتہا درجہ کا بزدل ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"یہ لیجئے" ندیم کی آواز نے رخسانہ کو اس کے خیالات سے چونکا دیا "آپ بھی کیا یاد کریں گی کہ کسی صاحب دل سے واسطہ پڑا تھا" اس نے ایک ہزار کے نوٹ گن کر رخسانہ کی طرف بڑھا دئے۔

"یہ کیا ہے"

"اب آپ مجھے یہ جتانے کی کوشش مت کیجئے کہ آپ کو انسانوں کے علاوہ کرنسی نوٹوں کی بھی پہچان نہیں ہے" ندیم نے کہا۔

"یہ آپ ہی کو مبارک رہیں" رخسانہ نے ترش لہجہ میں جواب دیا "میں حرام کی دولت کو ہاتھ لگانا بھی گناہ سمجھتی ہوں"

"حرام کی دولت جن کے لئے ہوگی ہوگی۔ میں نے تو اسے اپنی جان پر کھیل کر اور خون پسینہ بہا کر حاصل کیا ہے"

"جی ہاں۔ اب یہ محض اتفاق ہے کہ نہ خون آپ کا تھا نہ پسینہ"

"مگر وہ جان تو میری ہی تھی جسے میں نے آپ کی خاطر داؤں پر لگا دیا تھا" ندیم نے جواب دیا "میں نے سوچا تھا کہ آپ وہ لڑکی نہ ہوں جسے پولیس تلاش کر رہی تھی۔ مگر بہر حال گھر سے بھاگی ہوئی ضرور ہیں۔ اور اس صورت میں دولت آباد پہنچ کر آپ کو روپیہ کی ضرورت ہو سکتی ہے"

"جی شکریہ" رخسانہ نے بڑے روکھے لہجہ میں کہا "آپ کو میرے بارے میں سوچنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ میں آپ کی بے حد ممنون ہوں گی۔ اگر آپ آئندہ مجھے مخاطب کرنے کی کوشش نہ کریں"

"لاحول ولا قوت آپ پر تو کسی کڑک مرغی کا سایہ معلوم ہوتا ہے" ندیم تیوری چڑھا کر بولا "لعنت ہے اس پر جو اب بات کرنا تو کجا آپ کی بات کا جواب بھی دے" اور یہ کہہ کر اس نے ایک مرتبہ پھر بستر پر دراز ہوتے ہوئے چادر تان لی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ندیم کی آنکھ کھلی تو صبح کے چھ بج کر دس منٹ ہوئے تھے۔ اس نے منہ سے چادر ہٹاتے ہوئے سامنے والی برتھ کی طرف دیکھا۔ رخسانہ اپنی سیٹ پر موجود نہیں تھی۔ اس کا سوٹ کیس بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ ندیم گھبرا کر جلدی سے چادر پھینکتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔ پہلا خیال اس کے دل میں یہ ہی آیا کہ کہیں کسی درمیان کے اسٹیشن پر کوئی اور مصیبت تو نہیں آگئی تھی۔ کسمسا کر بیٹھتے ہوئے جب اس کی نگاہ اوپری برتھ پر گئی تو اس نے دل ہی دل میں لاحول پڑھی اور دوبارہ چادر اوڑھ کر لیٹ گیا۔ رخسانہ اپنی سیٹ سے اوپر والی برتھ پر سوٹ کیس سر کے نیچے رکھے ہوئے سو رہی تھی۔

اگر ٹرین راستے میں زیادہ لیٹ نہیں ہوئی ہے تو سات بجے تک دولت آباد پہنچ جانا چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ منزلِ مقصود پر پہنچنے میں ایک گھنٹے سے بھی کم وقت رہ گیا تھا۔ کیوں نہ ذرا منہ ہاتھ دھو کر یا ممکن ہو تو غسل کر کے حلیہ درست کر لیا جائے یہ فیصلہ کر کے ندیم اٹھ بیٹھا۔ سوٹ کیس سے ٹوتھ پیسٹ اور برش نکالا۔ تولیہ کندھے پر ڈالتے ہوئے اس نے ایک مرتبہ پھر اوپر دیکھا۔ رخسانہ کروٹ بدل رہی تھی۔ ٹرین کے جھٹکوں سے سوٹ کیس ہلتے ہلتے اور سرکتے سرکتے برتھ کے کنارے نصف سے زیادہ باہر نکلا ہوا تھا۔ رخسانہ کے سر اٹھاتے ہی اس کا گرنا لازمی تھا

ندیم زیرِ لب مسکراتا ہوا ٹوائلٹ کی طرف بڑھ گیا۔

دانت صاف کر کے منہ ہاتھ دھو رہا تھا کہ کمپارٹمنٹ میں ایک ہلکا سا دھماکہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سنائی دیا۔ ندیم نے آہستہ سے ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر جھانکا۔ سوٹ کیس نیچے گرا پڑا تھا اور رخسانہ اوپر والی برتھ سے آدھی لٹکی ہوئی۔ اترنے کے لئے پیروں سے نچلی سیٹ ٹٹول رہی تھی۔ ندیم نے دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ بڑے اطمینان سے دو مرتبہ صابن سے منہ دھویا۔ ہاتھ دھوئے پیر دھوئے وہیں کھڑے رہ کر منہ ہاتھ تولیے سے خشک کئے اور باہر نکل آیا۔ رخسانہ کی طرف دیکھے بغیر اپنے سوٹ کیس کی طرف بڑھا۔ اوپر رکھا ہوا سوٹ اٹھاتے ہوئے اس نے دزدیدہ نظروں سے رخسانہ کو دیکھا وہ تولیہ، برش اور صابن نکالنے کے بعد اب برش پر ٹوتھ پیسٹ نکال رہی تھی۔ ندیم ایک لمحہ کے لئے رک گیا۔ ادھر رخسانہ نے ٹوائلٹ کی طرف قدم بڑھایا۔ ادھر ندیم لپک کر اس سے پہلے اندر پہنچ چکا تھا۔ رخسانہ جھلا کر رہ گئی۔ پانچ منٹ انتظار کرنے کے بعد اس نے دروازے پر دستک دی کوئی جواب نہیں ملا۔ چند لمحہ ٹھہر کر اس نے دوبارہ دستک مگر پھر بھی خاموشی چھائی رہی۔ تیسری مرتبہ دروازے پر گھونسے برسائی ہوئی وہ چیخ پڑی۔

"آخر یہ کیا شرارت ہے۔ آپ باہر کیوں نہیں نکلتے۔"

"ذرا انتظار فرمائیے۔ محترمہ میں کپڑے تبدیل کر رہا ہوں" ندیم نے منہ پھیر کر جواب دیا اور بدستور ٹوائلٹ کی کھڑکی سے باہر جھانکنے لگا۔

"آپ کے کپڑے ہیں یا شیطان کا کفن کسی طرح تبدیل ہی نہیں ہو چکتے"

"میری سمجھ میں نہیں آتا آخر آپ اتنی بیتاب کیوں ہیں؟"

"مجھے منہ ہاتھ دھونا ہے۔"

"کوئی فرق نہیں پڑے گا محترمہ۔ صورت جیسی ہے ویسی ہی رہے گی۔"

"آپ نکلتے ہیں یا میں آپ کا سوٹ کیس اٹھا کر ٹرین سے باہر پھینک دوں" رخسانہ نے دھمکی دی۔

"اگر آپ نے میرے سوٹ کیس کو ہاتھ لگایا تو اچھا نہیں ہوگا۔"

Optimized by www.im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ندیم گھبرا کر بولا۔

"اور اگر آپ ایک منٹ کے اندر باہر نہیں نکلے تو یقیناً یہی ہو گا۔"

ندیم نے جلدی جلدی سوٹ تبدیل کیا۔ رخسانہ سے کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ سچ مچ سوٹ کیس اٹھا کر باہر پھینک دے۔ اتارے ہوئے کپڑے اٹھا کر وہ چلنے ہی والا تھا کہ کچھ خیال آیا۔ دروازے کی طرف دیکھا اور پھر پانی کے پائپ پر لگے ہوئے والو کو۔ اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک نمودار ہوئی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر والو بند کرتے ہوئے پوری طاقت سے کس دیا۔

"میں دس تک گنتی گن رہی ہوں" رخسانہ کی آواز آئی۔ "یقین کیجئے دس پر سوٹ کیس ٹرین کے باہر ہو گا۔ ایک ..... دو .... تین ......چار..... "

"آپ نے تو ناک میں دم کر دیا ہے" ندیم نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "جائیے۔ ذرا اچھی طرح رگڑ رگڑ کر منہ دھوئیے گا۔ ممکن ہے اسی طرح کچھ رنگ نکھر آئے۔ ویسے اتفاق سے میرے پاس بلیچنگ پوڈر بھی رکھا ہوا ہے۔ کہیں تو تھوڑا سا دیدوں"

"شکریہ۔ وہ آپ اپنے لیئے ہی رہنے دیں" رخسانہ نے تیزی سے جواب دیا اور ٹوائلٹ میں گھس کر دروازہ بند کر لیا۔

والو پائپ پر ٹونٹی سے کچھ فاصلہ پر لگا ہوا تھا۔ ندیم نے واش بیسن میں پانی گرنے کی آواز سنی اور مسکراتا ہوا اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اتارے ہوئے کپڑے سوٹ کیس میں رکھے اور سگریٹ سلگا رہا تھا کہ ٹوائلٹ کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور رخسانہ اس حلیہ میں کہ ٹوتھ پیسٹ سے اس کا تمام منہ سنا ہوا تھا۔ چلاتی ہوئی باہر نکلی۔

"یہ ٹوائلٹ میں پانی کیوں نہیں آ رہا ہے" اس نے ندیم کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"استغفراللہ پہلے ہی کون سی حسین و جمیل تھیں کہ اب کندگی تھوپ کر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آگئی ہیں۔" ندیم جیسے بڑی کراہت سے بولا" ذرا منہ دوسری طرف کر کے با
کیجئے میری طبیعت مالش کرنے لگی ہے" اور رخسانہ نے واقعی منہ دوسری
طرف کر لیا۔

"ہاں اب کہیے کیا کہہ رہی تھیں؟"

"ٹوائلٹ میں پانی نہیں آ رہا ہے۔"

"تو میں کیا کروں" ندیم نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"اب میں منہ ہاتھ کس طرح دھوؤں گی؟"

"ذرا اسے کلین کر لیجئے۔"

"آپ نے پائپ کا والو تو بند نہیں کر دیا ہے۔"

"جا کر دیکھ لیجئے۔"

"میں نے دیکھا تھا۔ مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔"

"آپ کی ذات برادری کا معلوم ہوتا ہے۔"

"آپ نے منہ دھویا تھا تو پانی آ رہا تھا۔"

"بالکل آ رہا تھا۔"

"پھر تو آپ کی شرارت ہے۔ سیدھی طرح چل کر اسے کھول دیجئے ورنہ

"ورنہ آپ سوٹ کیس کے ساتھ مجھے بھی اٹھا کر باہر پھینک دیں

ندیم نے بات کاٹتے ہوئے کہا" جا ئیے نہیں کھولتا۔"

"پلیز مخدوم صاحب" رخسانہ خوشامد پر اتر آئی۔

"آپ نے سوٹ کیس پھینکنے کی دھمکی کیوں دی تھی" اب نہیں دوں

"آپ تمام راستہ مجھ سے لڑتی رہی ہیں۔"

"اب نہیں لڑوں گی۔"

"اچھی بات ہے" ندیم نے اٹھتے ہوئے کہا وہ اٹھ کر ٹوائلٹ کی طر
چلا تو رخسانہ باہر ہی کھڑی رہی۔ ندیم نے والو کھول دیا۔

Optimized by www

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ادھر آیئے" اس نے آواز دی۔

رخسانہ منہ چھپاتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"پانی تو آرہا ہے" ندیم نے ٹونٹی کھولتے ہوئے کہا۔

"آپ نے والو کھول دیا ہوگا"

"میں نے بند ہی کب کیا تھا"

"تو پھر پہلے پانی کیوں نہیں آرہا تھا؟"

"مجھے کیا معلوم" ندیم نے جواب دیا۔

"اچھا اب آپ باہر جایئے مجھے منہ ہاتھ دھونا ہے"

"اور پانی پھر بند ہوگیا تو"

"نہیں ہوگا"

"پھر سوچ لیجئے میں بار بار اٹھ کر نہیں آؤں گا"

"مت آیئے گا"

رخسانہ دوسری طرف منہ کر کے بات کر رہی تھی۔ ندیم نے پھرتی سے ہاتھ اٹھا کر والو بند کیا اور باہر نکل گیا۔ رخسانہ نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا ٹب میں جتنا پانی آچکا تھا اس میں کلی تو خیر اس نے کرلی مگر اب صابن ہاتھ میں لے کر جو ٹونٹی کھولتی ہے تو پانی پھر غائب۔ بہت جھلائی "آخر آپ کیوں مجھے پریشان کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔" رخسانہ ایک مرتبہ پھر ندیم کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔

"اب کیا ہوا"

"پانی نہیں آرہا ہے"

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا" ندیم بگڑنے لگا۔ "مگر آپ لڑکیوں کی یہ عادت ہے کہ مرد کا سہارا بھی نہیں چاہیئے اور اس کے بغیر گزارا بھی نہیں ہوتا۔ چلئے صاحب دولت آباد تک تو بھگتنا ہی پڑے گا"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رخسانہ نے کوئی جواب نہیں دیا چپ چاپ ندیم کے پیچھے ٹوائلٹ میں داخل ہو کر ایک طرف کھڑی ہو گئی

"ٹونٹی کھولیے" ندیم نے حکم چلایا جیسے ہی رخسانہ ٹونٹی کھولنے آگے بڑھی ندیم نے والو کھول دیا۔

"یہ کیا پانی نہیں ہے" ندیم نے ٹونٹی سے گرتی ہوئی دھار کی طرف اشارہ کیا رخسانہ حیرت سے کبھی ندیم کی طرف دیکھ رہی تھی اور کبھی ٹونٹی کی طرف

"چلئے منہ ہاتھ دھوئیے میرا منہ کیا تک رہی ہیں"

"آپ جائیے گا نہیں" رخسانہ نے جلدی سے کہا ندیم مسکرانے لگا۔

"اطمینان رکھیئے اب پانی غائب نہیں ہو گا" اس نے جواب دیا اور باہر نکل آیا

رخسانہ منہ ہاتھ دھو کر واپس آئی اور اپنی برتھ پر بیٹھ گئی۔

"دولت آباد میں آپ کہاں جا رہی ہیں" ندیم نے پوچھا۔

"اب زیادہ بے تکلف ہونے کی کوشش مت کیجئے" رخسانہ نے جواب دیا۔ "میں کہیں بھی جاؤں آپ سے کیا"

"اچھا جی منہ ہاتھ دھو چکی ہو نا" ندیم بولا "کوئی بات نہیں ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں"

"میں ایسی گفتگو کی عادی نہیں ہوں" رخسانہ نے تیوری چڑھائی۔

"آہستہ آہستہ ہو جائیں گی۔ مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں"

"آپ کے لئے ہوں گے۔ مجھے رونے دھونے کی ضرورت نہیں ہے"

"پھر تو آپ سے بات کرنا ہی بیکار ہے"

"شکر ہے آخر کار آپ کی سمجھ میں ایک بات تو آئی" رخسانہ نے جواب دیا۔ اور منہ پھیر کر کھڑکی سے جھانکنے لگی۔

ندیم نے دوسری کھڑکی سے دیکھا دولت آباد کی نواحی بستیوں کو ہو چکی تھی اور پھر دس منٹ بعد ٹرین دولت آباد سٹی پہونچ گئی رخسانہ

Optimized by www.im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ے تیار بیٹھی تھی۔ ابھی ٹرین ٹھیک سے رکی بھی نہیں تھی کہ وہ ایک ہاتھ میں سوٹ کیس پکڑے کمپارٹمنٹ کا دروازہ کھول کر کھڑی ہو گئی اور ٹرین کے رکتے ہی نیچے اتر گئی۔ ندیم نے پلٹ کر اسے اترتے ہوئے دیکھا جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹکٹ نکالا جو انسپکٹر رخسانہ کا شوہر خیال کرتے ہوئے اس کے ہاتھ میں دے گیا تھا اور آپ ہی آپ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

رخسانہ تیزی سے اتر تو گئی مگر پلیٹ فارم پر قدم رکھتے ہی پہلی نگاہ ان پولیس کانسٹیبلوں پر پڑی جو ٹرین کے قریب ہی کھڑے ہوئے اترنے والوں کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ اس کا دل بے اختیار چاہا کہ ڈبے میں واپس لوٹ جائے مگر انا آڑے آ گئی۔ ہچکچاتے ہوئے اس نے چلنے کے لئے قدم اٹھایا۔ اسی لمحہ ایک ٹکٹ چیکر اس کی طرف بڑھا۔

"ٹکٹ پلیز" اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

رخسانہ نے سوٹ کیس پلیٹ فارم پر رکھا اور ہینڈ بیگ کھول کر ٹکٹ تلاش کرنے لگی۔ اتنی دیر میں ایک پولیس کانسٹیبل جو دس پانچ قدم کے فاصلہ پر کھڑا تھا۔ ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اطمینان سے دیکھئے" ٹکٹ چیکر نے بظاہر ہمدردی سے کہا مگر رخسانہ اس کے لہجہ میں چھپا ہوا طنز صاف محسوس کر رہی تھی۔

"گھبرا کون رہا ہے" وہ بگڑ کر بولی۔

"ممکن ہے آپ نے بیگ کے بجائے سوٹ کیس میں رکھ دیا ہو"

ٹکٹ چیکر نے خیال ظاہر کیا۔ "آپ اکیلی سفر کر رہی تھیں نا"

"کیا بات ہے" کانسٹیبل بھی ٹہلتے ٹہلتے قریب آ گیا تھا۔

رخسانہ کو اچانک یاد آ گیا کہ اس نے انسپکٹر کو ٹکٹ دیا تھا اور اس نے ندیم کو واپس کر دیا تھا۔ اس نے ایک نظر کانسٹیبل پر ڈالی۔ واپس جانے کے سوا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

"اوہ" وہ جیسے ایک دم یاد کرتے ہوئے بولی "ٹکٹ تو میرے شوہر کے پاس ہے۔"

"جی۔ آپ کے شوہر" کانسٹیبل اور ٹکٹ چیکر نے ایک ساتھ کہا۔

مگر رخسانہ سوٹ کیس وہیں چھوڑ کر ڈبے کی طرف بڑھ چکی تھی۔

"مخدوم صاحب" اس نے اندر داخل ہوتے کہا۔

"وہ تو پچھلے ہی اسٹیشن پر اتر گئے" ندیم نے جواب دیا۔ "کوئی کام تھا آپ کو"

"میرا ٹکٹ ہے آپ کے پاس" رخسانہ نے گھبراتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کا ٹکٹ میرے پاس کیوں ہوگا۔ محترمہ"

"خدا کے لیے اس وقت پریشان مت کیجئے۔ باہر ٹکٹ چیکر اور کانسٹیبل دونوں کھڑے ہیں"

"تو یہ بات ہے" ندیم نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ایک دم لہجہ بدل کر بولا "معاف کیجئے محترمہ میں آپ کو بالکل نہیں جانتا"

"پلیز مخدوم صاحب"

"یہ پلیز آپ نے کوئی اسم اعظم سمجھ رکھا ہے کیا" ندیم نے نرمی سے جواب دیا "بہر حال میں ایک مرتبہ آپ کے اس پلیز کا فریب کھا چکا ہوں۔ اب دھوکے میں آنے کے لئے تیار نہیں ہوں"

"میں آپ کے ہاتھ جوڑتی ہوں" رخسانہ کے چہرے پر ہوائیاں لگی تھیں۔

"بے تکلف ہونے کی کوشش مت کیجئے" ندیم نے کچھ دیر پہلے کا کہا ہوا فقرہ دہرایا۔

"میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں" رخسانہ گڑگڑائی۔

Optimized by www.im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"عشق کے امتحانات کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"ابھی بہت سے باقی ہیں۔"

"اور مقامات آہ و فغاں"

"شاعر نے سو فیصدی سچ کہا ہے بس مجھے پہلے سے پتہ نہیں تھا۔"

ٹکٹ چیکر نے ڈبے کے دروازے کے ساتھ لگی ہوئی لوہے کی بار پکڑ کر جھانکا۔

"کیوں محترمہ کیا آپ کے شوہر بھی نہیں مل رہے ہیں۔ میرا مشورہ مانیے سوٹ کیس کھول کر دیکھ لیجیے" اس نے کہا۔

"کیا بات ہے" ندیم سیٹ سے اٹھ کر سخت لہجہ میں بولا "آپ کو یہ بھی تمیز نہیں کہ شریف خواتین سے کس طرح بات کی جاتی ہے"

"آپ...... آپ ان کے شوہر ہیں" ٹکٹ چیکر ہکلایا۔

"کہیے تو نکاح نامہ پیش کر دوں" ندیم سوٹ کیس اٹھا کر آگے بڑھا "ہٹیے راستہ دیجیے"

وہ رخسانہ کی طرف گھوما۔

"آؤ رخسانہ ڈارلنگ"

ٹکٹ چیکر جلدی سے نیچے اتر گیا۔ اس نے کانسٹیبل کی طرف دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔ ندیم پہلے خود اترا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رخسانہ کو اترنے میں مدد دی۔

"یہ لیجیے" اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا اور رخسانہ کا ٹکٹ نکالا "اچھی طرح چیک کر لیجیے"

ٹکٹ چیکر نے ایک نظر دونوں ٹکٹوں پر ڈالی اور واپس کر دیے۔

"اب ذرا اپنا نام بھی بتا دیجیے" ندیم نے جیب سے قلم اور نوٹ بک نکالتے ہوئے ٹکٹ چیکر سے کہا۔

"جی"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"میں نے آپکا نام پوچھا ہے۔"

"کیا کریں گے آپ"

"رپورٹ کروں گا آپ کی" ندیم نے تیزی سے کہا "آخر اس جملے سے آپ کا کیا مطلب تھا کہ کیوں محترمہ کیا آپ کے شوہر بھی نہیں مل سکے ہیں۔ ریلوے آپ کو اسی اخلاق کی ٹریننگ دیتی ہے؟"

"میں معافی چاہتا ہوں جناب۔ دراصل مجھے غلط فہمی ہو گئی تھی" ٹکٹ چیکر نے جلدی سے کہا۔

"جانے دو ڈیئر بیچارے شریف آدمی معلوم ہوتے ہیں" رخسانہ نے سفارش کی۔

"اچھا ڈارلنگ تم کہتی ہو تو معاف کئے دیتا ہوں" ندیم نے جواب سامنے سے ایک قلی گذر رہا تھا۔

"اے قلی" ندیم نے پکارا "یہ سوٹ کیس اٹھاؤ"

وہ رخسانہ کی طرف گھوما اور بڑی بے تکلفی سے اپنا بازو اس کے میں ڈال دیا۔

"آؤ ڈارلنگ چلیں" اس نے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

رخسانہ کا منہ بن گیا تھا۔ مگر وہ احتجاج نہیں کر سکی۔ پھر بھی کچھ آگے جا کر اس نے اپنا بازو چھڑانا چاہا۔

"ابھی ہم اسٹیشن کی حدود سے باہر نہیں نکلے ہیں" ندیم نے کہا "کیا ہے آواز دوں کسی کانسٹیبل کو؟"

"اچھی بات ہے۔ باہر نکل کر آپ کے مزاج پوچھوں گی" رخسانہ بڑبڑ

"مجھ سے کچھ کہہ رہی ہو ڈارلنگ" ندیم ٹھیک سے سن نہیں سکا

"کچھ نہیں ڈیئر" رخسانہ دانت پیستے ہوئے بولی "میں کہہ رہی میری وجہ سے آپ کو کتنی زحمت اٹھانا پڑ رہی ہے"

Optimized by www

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"کیسی باتیں کر رہی ہو رخسانہ ڈارلنگ یہ تو میرے لئے عین راحت ہے"
ندیم نے جواب دیا اور بازو کچھ اور مضبوطی سے پکڑ لیا۔

دونوں اسٹیشن کی عمارت سے باہر نکل کر ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھے قلی نے ایک ٹیکسی ڈرائیور کو اشارہ کیا۔ ڈرائیور نے آگے بڑھ کر قلی کے ہاتھ سے سوٹ کیس لے لئے ندیم نے دس روپے کا نوٹ نکال کر قلی کو دیا۔

قلی سلام کر کے چلا گیا۔

"کہاں چلنا ہے صاحب" ڈرائیور نے پوچھا۔ ندیم نے رخسانہ کی طرف دیکھا

"تم سامان رکھو، پتہ بھی بتا دیا جائے گا" رخسانہ نے جواب دیا۔

"سامان کا کرایہ علیحدہ ہو گا"

"لے لینا"

ڈرائیور نے ٹیکسی کا پچھلا حصہ کھول کر سوٹ کیس اس میں رکھ دیئے رخسانہ ٹیکسی میں بیٹھنے کے لئے آگے بڑھی۔

"یہ آپ نے کیا گرایا ہے" ندیم نے زمین پر دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کہاں" رخسانہ رک گئی۔

"یہ تو شاید آپ کی ٹاپس معلوم ہوتی ہے" ندیم نے جھک کر کوئی چیز اٹھاتے ہوئے جواب دیا۔

"میری ٹاپس" رخسانہ نے جلدی سے کان ٹٹولے۔

"جی ہاں ٹاپس ہی ہے" ندیم کے ہاتھ میں ایک کلپ والی ٹاپس چمک رہی تھی۔

"غضب ہو گیا" رخسانہ گھبرا کر بولی "دونوں کان خالی ہیں۔ ذرا دیکھئے دوسری بھی یہیں گری ہو گی"

"دوسری تو یہاں نظر نہیں آتی" ندیم نے غور سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اوہ میرے خدا۔ ہیرے کی ٹالیس ہیں۔ اب کیا ہو گا" رخسانہ بری طرح
نروس معلوم ہو رہی تھی۔
"گھبرایئے نہیں میں دیکھتا ہوں۔ ابھی کی بات ہے۔ ممکن ہے
جائے" ندیم نے تسلی دی۔
"پلیز مخدوم صاحب ذرا جلدی جایئے۔ کمپارٹمنٹ سے اترنے چڑھنے
میں کہیں رہیں نہ گر گئی ہو" رخسانہ نے التجا آمیز لہجہ میں کہا۔
ندیم زمین کی طرف دیکھتا ہوا اسٹیشن کی عمارت کی طرف چلا۔
"ڈبے میں بھی ایک نظر ڈال لیجئے گا" رخسانہ نے پکارا ندیم نے
اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ گیا۔
جیسے ہی وہ اسٹیشن کی بلڈنگ میں اندر جا کر نظروں سے غائب
رخسانہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ اس کے ہونٹوں پر ایک پر
ہنسی رقص کر رہی تھی۔
"چلو ڈرائیور۔ گلشن کالونی" اس نے ڈرائیور سے کہا جو پہلے ہی اپنی سیٹ
پر بیٹھ چکا تھا۔
"صاحب کہاں چلے گئے"
"جہنم میں"
"کب تک واپس آئیں گے" ڈرائیور نے پوچھا "میرا مطلب ہے اگر
دیر انتظار کرنا پڑا تو ویٹنگ چارجز علیحدہ ہوں گے"
"وہ اب نہیں آئیں گے" رخسانہ نے جواب دیا "تم ٹیکسی کیوں نہیں
اسٹارٹ کرتے"
ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے چابی گھمائی اور دوسرے لمحہ ٹیکسی اسٹیشن
کی حدود سے نکل کر مین روڈ پر گھوم چکی تھی۔

Optimized by www.Ima

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ندیم نے کوہ نور اسٹوڈیو کے سامنے ٹیکسی رکوائی۔ اتر کر کرایہ ادا کیا۔ اور گیٹ کی طرف چلا۔ وسیع و عریض آہنی گیٹ بند تھا مگر اس کے پہلو میں ایک چھوٹا سا دروازہ آمد و رفت کے کھلا ہوا تھا ندیم اندر داخل ہو گیا۔

"او بھائی" پیچھے سے چوکیدار نے آواز دی "کہاں منہ اٹھائے چلے جا رہے ہو"

ندیم رک گیا۔ چوکیدار لپک کر اس کے قریب آیا۔

"کیا یہاں منہ اٹھا کر چلنا منع ہے" ندیم نے پوچھا۔

"جی ہاں منع ہے" چوکیدار نے جواب دیا "آج کل بارہ بجی کے گدھے کی شوٹنگ ہو رہی ہے۔ ڈائریکٹر صاحب نے بول دیا ہے کہ کسی کو اندر مت آنے دو"

"چاہے وہ منہ جھکا کر آئے یا اٹھا کر"

"اٹھانے جھکانے کی بات نہیں ہے صاحب ہمیں کسی کو چھوڑنے کا آرڈر ہی نہیں ہے"

"تم نے کیا بتایا تھا کس کی شوٹنگ ہو رہی ہے"

"بارہ بجی کے گدھے کی"

"کب سے ہو رہی ہے"

"کوئی ایک ہفتہ ہو گیا صاحب"

"کمال ہے اور اب تک کوئی اسے شوٹ نہیں کر سکا" ندیم نے حیرت ظاہر کی "معلوم ہوتا یہاں کسی کا نشانہ اچھا نہیں ہے"

چوکیدار کے چہرہ پر ہنسی نمودار ہوئی۔

"تم سمجھا نہیں صاحب" وہ بولا "بندوق کی نہیں فلم کی شوٹنگ ہو رہی ہے فلم کی۔ سینما والی فلم"

"اوہ" ندیم نے یوں سر ہلایا جیسے کوئی بہت اہم بات سمجھ میں آ گئی ہو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ہیروئن کون ہے؟"
"بیگم آرا۔"
"اور گدھے کا پارٹ کون کر رہا ہے" ندیم باتیں کرتے ہوئے آگے چلنے لگا۔
"اپنے ہیرو جمال کے سوا کون کر سکتا ہے" چوکیدار نے جواب دیا" مگر صاحب یہ تم ادھر کہاں جا رہے ہو۔ گیٹ اس طرف ہے۔"
"مجھے مینجر صاحب سے ملنا ہے۔ بھائی بہت ضروری کام ہے"۔ ندیم نے بتایا" میں ان کا سالا ہوں:"
چوکیدار نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔
"پھر تو صاحب آپ جلدی سے گیٹ کے باہر چلے جائیں" چوکیدار ندیم کا بازو پکڑتے ہوئے بولا" مینجر صاحب نے دیکھ لیا تو میری نوکری جاتی رہے گی۔"
"وہ کیوں"
مینجر صاحب آج صبح خود آکر حکم دے گئے ہیں کہ خبردار جو کسی سالے کو اندر آنے دیا نہیں تو اس کے ساتھ تمہیں بھی نکال باہر کروں گا۔"
"کیا بات ہے چوکیدار" شریف پتہ نہیں کیسے اس طرف آگیا تھا۔
"مر گئے۔ بھاگیئے صاحب" چوکیدار نے گھبرا کر کہا۔
"اسلام علیکم مینجر صاحب" ندیم شریف کی طرف گھوم گیا۔
"میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ مینجر صاحب" چوکیدار نے جلدی سے کہا" یہ صاحب ...."
"ٹھیک ہے تم جاؤ" شریف نے چوکیدار کو جانے کا اشارہ کیا۔
"یہ میں مینجر صاحب کب سے ہو گیا" اس نے آگے بڑھ کر ندیم کا کان پکڑ لیا۔
"جب سے سٹوڈیو کے چوکیدار کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ سالوں کو خاص طور سے اندر نہ آنے دیا جائے۔"

Optimized by www.ime

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ارے وہ" شریف کچھ جھینپ کر بولا" تم تو جانتے ہو اسٹوڈیو میں، مگر اچھے بھلے آدمی کو گالیوں کی عادت پڑ جاتی ہے۔"

"نہیں میں بالکل نہیں جانتا تھا۔ یہ میری معلومات میں ایک اضافہ ہے۔"

"اچھا خیر اسے چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ نہ کوئی خط نہ تار یہ ایک دم کیسے ٹپک پڑے۔ گھر پر تو سب خیریت ہے۔"

"گھر کے حالات گھر چل کر اطمینان سے عرض کروں گا۔ آپ کی چھٹی کس وقت ہوتی ہے۔"

"یہاں نہ کوئی کام کا وقت مقرر ہے نہ چھٹی کا" شریف نے جواب دیا۔ "اب یہ ہی دیکھ لو کہ یہ کوئی دفتر کا وقت ہے جو میں یہاں جھک مار رہا ہوں مگر چونکہ ایک بڑی پارٹی کی شوٹنگ ہو رہی ہے اس لئے کم سے کم اس کی شوٹنگ ٹائم پر مجھے اسٹوڈیو میں ضرور موجود ہونا چاہیئے۔ آؤ چلو آفس میں چل کر بیٹھیں۔"

شریف ندیم کو ساتھ لے کر اپنے دفتر میں آیا۔

"بیٹھو" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا" دو تین دن پہلے امی کا خط آیا تھا۔ انہوں نے لکھا تھا کہ آئندہ ہفتہ تمہاری شادی ہونے والی ہے۔ مگر تم یہاں موجود ہو۔"

"میں شادی سے ہی تو بھاگ کر آیا ہوں" ندیم نے بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"بھاگنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا" شریف نے سر ہلایا" میرے ایک دوست بھی شادی کے نام سے کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے۔ ایک دن ملنے آئے تو انکے ساتھ کوئی محترمہ بھی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں ٹھنڈی سانس لے کر بولے۔ تمہاری بھابھی ہیں۔ میں نے کہا اے بھائی یہ کیسے ممکن ہوا تم تو شادی سے بچنے کے لئے گھر سے بھاگ نکلے تھے۔ جواب میں کہنے لگے بھیا یہ ہی تو میری حماقت تھی۔ میں اپنے تئیں شادی سے بھاگا تھا۔ مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ شادی کی طرف ہی بھاگ رہا ہوں۔ گھر سے نکلا تو راستے میں ایک چچا جان مل

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گئے۔ حال سن کر فرمایا۔ تو تم یہ ہی چاہتے ہو نا کہ تمہارے والدین کہیں تمہاری شا
نہ کر دیں۔ سو اس سے بچنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ تم میری بیٹی سے نکا
کر لو اللہ اللہ خیر سلا۔ نہ کنوارے رہو گے نہ شادی کا جھگڑا کھڑا ہو گا۔ میں تو
آمادہ ہو گیا۔ وہ تو نکاح کے بعد رخصت ہوتے وقت جب چچا جان نے
بھاری گٹھری میرے سر پر رکھی۔ تب میری آنکھیں کھلیں۔ مگر پھر کیا ہو سکتا
چنانچہ اب اپنے کئے پر پچھتا رہا ہوں اور ہر ایک کو نصیحت کرتا ہوں کہ بھیا شا
سے انکار مت کرو۔ کرو گے تو تمہارے آگے آئے گا۔"

"اپنے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی حادثہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔" ندیم نے ہنستے
بتایا۔ "ایک صاحبزادی تنہا میرے ڈبے میں سفر کر رہی تھیں۔ انہیں گرفتاری سے
بچانے کے لئے مجھے عارضی طور پر ان کا شوہر بننا پڑا۔ مگر اس ہمدردی کا انعا
انہوں نے یہ دیا کہ جاتے ہوئے میرا سوٹ کیس بھی لے گئیں۔"

اور یہ کہہ کر ندیم نے شریف کو ٹرین کے سفر کی پوری تفصیل بتا دی

"میں ٹانپس کی ناکام تلاش کے بعد باہر آیا تو ٹیکسی غائب۔ سمجھ گیا کہ چور
ہو گئی۔ مگر گرے ہوئے دودھ پر پچھتانا اپنی عادت نہیں۔ چنانچہ پہلے تو سوٹ
کھونے کے غم میں خوب ڈٹ کر ناشتہ کیا۔ اس کے بعد آپ کی تلاش میں
یہاں چلا آیا۔"

"گویا ابھی گھر نہیں گئے ہو" شریف نے پوچھا۔

"نہیں۔ بتایا تو کہ سیدھا اسٹیشن سے چلا آ رہا ہوں۔"

"اور شہناز کو تمہاری آمد کی بالکل اطلاع نہیں ہے؟"

"کیسے ہو سکتی ہے۔"

بس تو پھر سمجھ لو کہ آج میں نے سو روپیہ کی شرط جیت لی۔" شریف نے
بڑے جوش کے ساتھ کہا۔

"کیا مطلب"

Optimized by www.im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"مطلب یہ کہ تمہاری ہمشیرہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ میں میک اپ ویک اپ کچھ نہیں جانتا۔ بس اپنے منہ میاں مٹھو بنا کرتا ہوں اور یہ کہ اگر میں کبھی اپنے فن سے انہیں فریب دے سکوں تو وہ سو روپیہ انعام دیں گی۔ ان کا دعویٰ ہے کہ میرے سوا جس کسی کو بھی وہ اچھی طرح جانتی ہیں اسے خواہ کسی میک اپ میں سامنے لاؤں فوراً پہچان لیں گی۔"

"آپ کے سوا کیوں۔ اس میں کیا مصلحت ہے" ندیم نے پوچھا۔

شہناز کا خیال ہے کہ شوہروں کو کسی میک اپ کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اس کے بغیر بھی بیویوں کی سمجھ میں نہیں آتے۔"

"تو آپ مجھے میری ہی بہن کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں" ندیم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"صرف شرط جیتنے کی حد تک"

"مگر میں صرف ایک شرط پر آپ کا آلہ کار بن سکتا ہوں۔"

"وہ کیا"

"شرط کے سو روپے میری ملکیت ہوں گے" ندیم نے جواب دیا۔ شریف نے ایک گہری سانس لی۔

"مجھے پہلے ہی سمجھ لینا چاہیے تھا کہ میں کس بہن کے بھائی سے معاملہ کر رہا ہوں" وہ بولا۔

"تو پھر کیا کہتے ہیں؟"

"وہی جو تمہاری بہن سے کہا تھا۔ قبول ہے بھائی"

"مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"سر دست کچھ دیر تک انتظار" شریف نے کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔ "پھر جب میک اپ روم خالی ہو جائے تو تھوڑا سا میک اپ۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"میں آپ کو بہت زحمت دے رہی ہوں" رخسانہ نے شرمندہ لہجے
کہا "سچ مانیئے اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ رضیہ کہیں باہر گئی ہوئی ہے تو میں آپ
کا ارادہ ہی نہیں کرتی اور وہ بھی ایسی لاپرواہ ہے کہ ایک مہینے سے کوئی خط
نہیں لکھا۔ اسٹیشن سے اتر کر اس کے گھر پہونچی تو دروازے میں تالا پڑا ہوا
آپ کا پتہ معلوم نہ ہوتا تو بڑی پریشانی اٹھانا پڑتی۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہو" شہناز نے جواب دیا "آخر ہم سب ایک
کالج میں پڑھ چکی ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ رضیہ کے ساتھ تمہارے تعلقات
کچھ زیادہ رہے ہیں اور میں سائنس گروپ میں ہونے کی وجہ سے تم لوگوں کی
میں زیادہ شریک نہیں ہو سکی۔ مگر رضیہ میری بہترین سہیلی ہے۔ تم بلا تکلف
جب تک چاہو قیام کر سکتی ہو۔ میرا پتہ بھی شاید اسی نے تمہیں لکھا ہوگا۔"

"جی ہاں"

"مگر یہ اچانک کیسے آنا ہوگیا۔ میرا خیال ہے تم نے رضیہ کو بھی اس
پروگرام کی اطلاع نہیں دی تھی۔ وہ جانے سے پہلے مجھ سے ملنے آئی تھی
باتوں باتوں میں تمہارا ذکر بھی آیا تھا۔ مگر اس نے مجھے بالکل نہیں بتایا
تم یہاں آنے والی ہو۔"

"ہاں کچھ ایسے ہی ایک دم سے پروگرام بن گیا" رخسانہ نے جواب دیا
"میرا ذکر کس سلسلہ میں آیا تھا؟"

"بس یونہی" شہناز کے انداز سے معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ٹالنے کی کوشش
کر رہی ہے "تمہارے والد صاحب کا نام کلیم احمد صاحب ہے نا؟"

"جی ہاں" رخسانہ نے کچھ حیرت سے جواب دیا۔

"اور وہ گورنمنٹ کنٹریکٹر بھی ہیں؟"

"جی ہاں۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟"

"بھئی تم نے اب تک عنایت بستی اور کبھی میرے گھر تک نہیں آنے

Optimized by www.im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تو اب جبکہ ہمارے درمیان نئے سرے سے بہنا پا قائم ہو رہا ہے ہمیں ایک دوسرے کے حالات سے تو واقف ہونا ہی چاہیئے بس اسی خیال سے پوچھ لیا تھا" شہناز نے مسکرا کر جواب دیا۔ مگر اس مرتبہ پھر اس کا انداز چغلی کھا رہا تھا کہ وہ ضرور کوئی بات چھپا رہی ہے۔ رخسانہ کو تجسس تو ہوا مگر اس نے کچھ زیادہ زور دینا مناسب نہیں سمجھا۔

اسی وقت ملازم رخسانہ کے دونوں سوٹ کیس اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی۔ ٹیکسی سے سامان اتروا کر بیرونی کمرے میں رکھ دیا گیا تھا۔ اور یہ معلوم ہونے کے بعد کہ رخسانہ قیام کے ارادے سے آئی ہے۔ شہناز اسے مہمانوں کے لئے مخصوص دو کمروں میں سے ایک میں لے آئی تھی۔ چنانچہ اب تک اسے سوٹ کیس کو توجہ سے دیکھنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ اب جو ملازمہ انہیں اٹھا کر لائی تو وہ ایک سوٹ کیس دیکھ کر چونک سی گئی۔

"کیا بستر بھی سوٹ کیس میں بند کر کے لائی ہو" اس نے پوچھا۔

"یہ بات آپ نے غالباً دو سوٹ کیس دیکھ کر پوچھی ہے" رخسانہ مسکرائی "مگر ان میں سے ایک سوٹ کیس میرا نہیں ہے"

"اچھا! تو پھر کس کا ہے"

"ایک صاحب میرے ڈبے میں سفر کر رہے تھے" رخسانہ نے بتایا "آپ تو جانتی ہیں کہ آج کل کے نوجوانوں نے جہاں کسی لڑکی کو اکیلے دیکھا اور ان کی رال ٹپکی۔ ان حضرت نے بھی مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش کی۔ ایک حد تک تو میں اخلاقاً ان کی باتیں برداشت کرتی رہی۔ مگر جب وہ حد سے آگے بڑھنے لگے تو مجھے سزا میں یہ سوٹ کیس ضبط کرنا پڑا"

"کون صاحب تھے"

"تھے کوئی مخدوم صاحب" رخسانہ نے بتایا۔

"مخدوم صاحب"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"جی ہاں مجھے تو انہوں نے یہ ہی نام بتایا تھا ویسے ہو سکتا ہے جھوٹ بولا ہو۔"

"اور اگر انہوں نے پولیس میں سوٹ کیس کی چوری کی رپورٹ کردی تو"

"جی" رخسانہ چونک پڑی۔ یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا پولیس تک بات پہونچی تو غضب ہو جائے گا۔" واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی" اس نے پریشانی سے کہا" اب کیا کیا جائے؟"

"تم نے اسے کھول کر دیکھا" شہناز نے جواب دیا" ممکن ہے کوئی چیز ایسی مل جائے جس سے تمہارے مخدوم صاحب کا پتہ چل سکے اور یہ سوٹ کیس انہیں واپس کیا جاسکے۔"

"ابھی تک تو نہیں دیکھا ہے۔ اب دیکھے لیتی ہوں" رخسانہ اٹھنے لگی۔

"رہنے دو" شہناز نے کہا" میں لیے جاتی ہوں۔ کوئی پتہ وغیرہ مل گیا تو خیر ورنہ شریف صاحب کو دے دوں گی۔ وہ خود ہی کوئی ترکیب سوچ لیں گے۔"

شہناز اٹھ کھڑی ہوئی" باتھ روم کمرے کے سامنے ہے تم منہ ہاتھ دھو کر کپڑے تبدیل کر لو۔ میں ناشتہ بھیجتی ہوں۔"

"ناشتہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ رضیہ کے پڑوس میں جو لوگ رہتے ہیں انہوں نے زبردستی چائے پلادی تھی۔"

"بس تو پھر آرام کرو" شہناز نے جواب دیا۔ اور گھڑی دیکھتے ہوئے "ابھی گیارہ بجے ہیں۔ دوپہر کا کھانا ہمارے یہاں ایک بجے تک کھایا جاتا ہے دو گھنٹے ہیں۔ ایک نیند تو لے ہی لو گی۔"

شہناز کو سوٹ کیس دیکھتے ہی شبہ ہوا تھا کہ وہ ندیم کا ہے دوسرے کمرے میں لے جا کر کھولا تو یقین ہو گیا۔ مگر سوال یہ تھا کہ ندیم بھی دولت

Optimized by www.

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آیا ہے تو وہ اب تک گھر کیوں نہیں پہنچا سوٹ کیس تو نہیں تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ چار پانچ دن قبل شہناز کے پاس امی کا خط آیا تھا اور اس میں انہوں نے تفصیل سے لکھا تھا کہ انھوں نے کلیم احمد صاحب کی اکلوتی بیٹی کے لئے پیام دیا تھا۔ جو منظور کر لیا گیا ہے۔ امید ہے کہ شادی بھی جلد ہی ہو جائے گی۔ تاریخ طے ہوتے ہی اسے اطلاع دیں گی اور یہ کہ وہ دو چار دن پہلے آنے کی کوشش کرے

شہناز نے اپنی سہیلی رضیہ سے ذکر کیا تو اس نے بتایا کہ اگر یہ کلیم احمد صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر ہیں تو ان کی بیٹی رخسانہ اس کی سہیلی ہے اور یہ کہ شہناز کو بھی اس سے واقف ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ بھی اسی کالج میں پڑھتی تھی شہناز رخسانہ کو واجبی طور پر جانتی تھی۔ اس نے رضیہ سے اس کے عادات و اطوار کے بارے میں معلوم کیا تو رضیہ نے بتایا کہ ویسے تو سب ٹھیک ہے مگر ذرا مزاج کی تیز ہے۔

شہناز کی سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آ رہی تھی کہ اگر اگلے ہفتہ ان دونوں کی شادی ہونے والی ہے تو پھر یہ یہاں کیسے آئے ہوئے ہیں۔ اور پھر یہ اتفاق بھی کتنا عجیب تھا کہ دونوں نے نہ صرف ایک ہی دن اور ایک ہی ٹرین میں سفر کیا۔ بلکہ ایک ہی کمپارٹمنٹ میں دولت آباد ساتھ آئے۔ مگر رخسانہ تو سوٹ کیس والے کا نام مخدوم بتا رہی تھی۔ ممکن ہے یہ ندیم کی کوئی شرارت ہو۔

گھر کے کام میں مصروف رہنے کے باوجود شہناز کا ذہن ان ہی خیالات میں کھویا ہوا تھا کہ شریف کچھ گھبرایا ہوا سا گھر میں داخل ہوا۔

"ارے بھئی شہناز" اس نے آتے ہی کہا "ذرا جلدی سے پانچ چھ انڈوں کا حلوہ آلو کے چپس اور بہترین سی چائے تو بنا ڈالو اور ہاں فریج میں مچھلی موجود ہو تو دو چار قتلے اس کے بھی تل لینا۔"

"معلوم ہوتا ہے آج آپ پھر کچھ مفت خور دوستوں کو ساتھ لے آئے ہیں" شہناز نے منہ بنا کر جواب دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"شش" شریف نے گھبرا کر ہونٹوں پر انگلی رکھی۔ "خدا کے لئے آہستہ بولو بابا نے سن لیا تو جلال میں آ کر پتہ نہیں کیا بددعا دے دیں۔"

"بابا" شہناز نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں بہت بڑے عامل اور پہنچے ہوئے فقیر ہیں۔" شریف نے فخریہ لہجہ میں بتایا۔ "ہمارے اسٹوڈیو میں آج ایک نئی فلم کی رسم افتتاح میں تشریف لائے تھے۔"

"فلم کی رسم افتتاح میں تشریف لائے تھے۔ تو میں اندازہ لگا سکتی ہوں کہ کتنے پہنچے ہوئے ہوں گے۔" شہناز نے کچھ طنزیہ لہجہ میں جواب دیا۔

"بالکل اندازہ نہیں لگا سکتیں۔" شریف نے کہا۔ "تم جو سوچ رہی ہو وہ بات نہیں ہے۔ یہ واقعی بڑے خدا رسیدہ بزرگ ہیں۔ تم دیکھو گی ایمان لے آؤ گی۔ چہرے پر وہ نور ہے کہ نظر جما کر بات کرنا مشکل ہوتا ہے۔ میں انہیں کمرے میں بٹھاتا ہوں۔ تم ذرا جلدی سے چائے لے آؤ۔ شاباش۔"

شریف لپکتا ہوا باہر گیا۔ اور پھر جو واپس لوٹا ہے تو شہناز دیکھتی ہی رہ گئی۔ سر سے پاؤں تک سفید براق کپڑوں میں ملبوس ایک بزرگ جن کی داڑھی مونچھیں بھویں پلکیں تک سفید تھیں ایک ہاتھ میں لمبی تسبیح لٹکائے دوسرے ہاتھ میں بید کے موٹے سے عصا کا سہارا لئے شریف کے ساتھ داخل ہوئے۔ ہر چند کوئی اگربتی وغیرہ نہیں سلگ رہی تھی مگر ان کے اندر آتے ہی شہناز نے محسوس کیا جیسے سارا گھر ایک دم بہترین قسم کی اگربتی کی خوشبو سے مہک اٹھا ہو۔ سفید بالوں کے باوجود بابا کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ پتہ نہیں یہ چمک ان کے چہرے کی تھی یا کسی اور چیز کی کہ غور سے دیکھنے کی کوشش سے شہناز کی آنکھیں خود بخود جھک گئیں۔ شریف تو جیسے ان کے سامنے بچھا جا رہا تھا۔

"اس طرف آئیے بابا۔" وہ ہاتھ جوڑ کر سر جھکائے بولا۔

Optimized by www.Iq

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بابا ایک شان بے نیازی سے قدم اٹھاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے
ور سامنے ہی میز پر ایک سوٹ کیس دیکھ کر چونک پڑے۔

"یا حق" انھوں نے نعرہ لگایا "تیری قدرت کے کھیل نیارے ہیں۔
ہاں کے مسافر تو نے کہاں اتارے ہیں۔ یا حق"

"زیادہ ہوشیار بننے کی کوشش مت کرنا سالے صاحب" شریف نے
باکے کان میں سرگوشی کی "ورنہ شہناز فوراً سمجھ جائے گی۔"

"یا حق" بابا نے پھر نعرہ لگایا "بے فکر رہو بیٹا یہ دنیا بھول بھلیوں کا جال
ے یہاں سب کچھ آسان ہے مگر انسان کو پہچاننا محال ہے۔"

بابا نے اپنے کندھے پر پڑی ہوئی چادر فرش پر بچھائی اور اس پر بیٹھ
ر آنکھیں بند کر لیں گویا عالم استغراق میں چلے گئے شریف بڑے ادب باتمیز انداز
ان کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد شہناز چائے کی
ے لیے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تو بابا نے ایک دم آنکھیں کھول دیں۔

"یہ میری شریک حیات شہناز ہیں بابا" شریف نے گویا تعارف کرایا۔
ر شہناز سے کہا" باباکو سلام کرو۔"

"سلام بابا" شہناز نے چائے کی ٹرے رکھتے ہوئے کہا۔

"جیتی رہو بیٹی آباد و شاد رہو۔"

"ہماری شادی کو سال بھر سے زیادہ ہو گیا ہے بابا" شریف جیسے
ی افسردگی سے بولا۔

"اور اگلے برس دو سال سے زیادہ ہو جائیں گے" بابا نے فلسفیانہ لہجہ
ں کہا" برسوں کا شمار نہ کیا کرو بیٹا یہ تو گذرتے ہی جاتے ہیں۔"

"میرا مطلب ہے بابا کہ ابھی تک ہمارا گھر سنسان ہے۔ دعا کیجئے کہ ان
ود ہری ہو جائے" شریف نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ شہناز شرما گئی۔

"استغفر اللہ" بابا نے ایک جھرجھری سی لی" انسان بھی فقیروں سے

کیسی کیسی ادنیٰ خواہشات کی تکمیل چاہتا ہے۔

"کیا ہوا بابا" شریف نے گھبرا کر پوچھا "کیا مجھ سے کوئی بھول ہو گئی؟"

"بھول" بابا نے سخت لہجہ میں جواب دیا "ارے نادان تو خود بازار سے دو روپیہ کا ڈسٹمپر لا کر اپنی بیوی کی گود ہری کیوں نہیں کر لیتا۔ ہم نے دعا مانگی اور اس کی گود مستقل طور پر ہری ہو گئی تو کل جب کسی اور رنگ کی گود کا فیشن چلا تو پھر تو کیا کرے گا۔"

شہناز نے چونک کر بابا کی طرف دیکھا۔

"حق ہے بابا حق ہے۔ یہ نکتے کی باتیں عام لوگ کہاں سمجھ سکتے ہیں مگر میں آپ کا اشارہ پا گیا ہوں بابا۔ ایسا ہی کروں گا۔"

شریف نے جلدی سے بات بنانے کی کوشش کی۔

"مگر تیری بیوی تیری طرح سمجھ دار نہیں ہے بیٹا" بابا نے داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "اس کے دل میں فقیر کی طرف سے بدگمانی کی پرچھائیاں رینگنے لگی ہیں۔ مگر ہم اس کے من کی بات بھی جانتے ہیں"

"تو پھر بتائیے بابا کہ میرے دل میں کیا ہے" شہناز بولی۔

"بیٹی تو فقیر کی آزمائش کر رہی ہے" بابا نے سر ہلایا "اچھا تو سن تیرے گھر میں کسی مسافر کے قدموں کی آوازیں سن رہے ہیں"

شہناز نے حیرت سے بابا کو دیکھا۔ "تو وہ مسافر آ چکا ہے یا آنے والا ہے" "دیکھ آ چکا ہے اور کچھ آنے والا ہے" بابا نے آنکھیں بند کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا بابا یہ بتائیے کہ وہ کوئی عزیز ہے یا دوست" شریف نے سوال کیا۔

"وہ اپنا بھی ہے اور پرایا بھی" بابا نے جواب دیا۔

"ایک ہی شخص اپنا اور پرایا کیسے ہو سکتا ہے" شہناز نے پوچھا۔

"... نہیں قد کی بات کر رہے ہیں" بابا کچھ جلال میں آ گئے "...

Digitized by www.1m...

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے ایک وہ ہے جس کے نام کے ساتھ تو اور تیرے گھر والے بہاروں کا نکھار اور پھولوں کی خوشبو کا تصور کر رہے ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ ابھی بہاروں کا موسم نہیں آیا کلیوں کے پھول بننے میں بہت دیر ہے۔" بابا ایک دم کھڑے ہو گئے۔

"کہاں چل دیئے بابا" شریف بھی گھبرا کر کھڑا ہو گیا "پہلے تو نہیں بیٹھ گئے۔"

"بیٹا تو نے چلے فقیر کے لئے نہیں بنوائی تھی۔ ہماری خاطر تواضع کی آڑ میں خود انڈوں کا حلوہ کھانا چاہتا تھا" بابا نے شانِ بے نیازی سے کہا "جا کھا لے۔ فقیر اس گھر میں مانس گند سونگھ رہا ہے۔"

بابا تیزی کے ساتھ کمرے سے نکل گئے۔ شہناز اور شریف نے ایک دوسرے کی طرف حیرت سے دیکھا اور جلدی سے بابا کے پیچھے لپکے۔ بابا ایک ایک کمرہ جھانکتے پھر رہے تھے۔

رخسانہ اپنے کمرے میں لیٹی ہوئی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ بابا دندناتے ہوئے اندر گھس گئے۔

"ہاں۔ یہ ہے وہ آسیب جس کا سایہ ہمیں اس گھر کے در و دیوار سے جھانکتا نظر آ رہا تھا۔" بابا نے جوش کے ساتھ کہا رخسانہ چونک کر جلدی سے اٹھ بیٹھی، وہ بڑی حیرت سے بابا کو دیکھ رہی تھی۔ کمرے کے دروازے پر شہناز اور شریف کھڑے ہوئے تھے۔

"لڑکی ہم تیرے سر پہ تمام منحوس ستاروں کو رقص کرتے دیکھتے ہیں۔" بابا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا" تو نے اس شریف نوجوان کو دھوکا دیا مگر وہ نوجوان کے بھیس میں خدا کا فرشتہ تھا جو تیری مدد کے لئے ساتھ کر دیا گیا تھا۔ تو نے کفرانِ نعمت کیا ہے۔ تیرا غرور تیری انانیت ہمیں سخت ناپسند ہے تجھے بہت جلد اپنے کئے کی سزا ملنے والی ہے۔ ایسی سزا جسے تو تمام زندگی بھر فراموش نہیں کر سکتی۔"

شہناز جو اب تک بابا سے کافی متاثر ہو چکی تھی۔ جلدی سے آگے بڑھی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"یہ میری پہیلی ہے بابا" اس نے کہا "کوئی ترکیب ایسی نہیں ہو سکتی کہ اگر یہ بھول کر غلطی کر بیٹھی ہے تو اس کا کفارہ ادا ہو جائے؟"

"اس کا کفارہ یہی ہے کہ یہ اپنے غرور کو انکساری سے اور انانیت کو فرمانبرداری سے تبدیل کرے۔ اس نوجوان کو تلاش کرے اور اس سے اپنے تند طرزِ عمل کی معافی مانگے" بابا نے جواب دیا پھر ایک دم شہناز کی طرف پلٹ کر کہا "بیٹی اب فقیر کو اپنے کمرے میں لے چل۔ فقیر کے جانے اور کسی کے آنے کی گھڑی قریب آگئی ہے۔ چل جلدی کر"

"آیئے بابا" شہناز نے اپنے کمرے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ بابا نے ایک قہر آلود نظر عمانہ پر ڈالی اور کمرے سے باہر چلے گئے۔

شہناز کے کمرے میں پہنچ کر بابا بڑے اطمینان سے اس کے بستر پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے۔

"تیرا شوہر بڑا فنکار ہے بیٹی" بابا نے شریف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "مگر ہم نے سنا ہے کہ تو اس کے فن کا اعتراف نہیں کرتی"

"میں کچھ سمجھی نہیں بابا" شہناز نے تعجب سے کہا

"ابھی سمجھ جائے گی۔ ذرا اس الماری سے اپنا کیش بکس کھول کر سو کا ایک پتہ نکال لا"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا بابا کہ میرا کیش بکس اس الماری میں رکھا ہے" شہناز نے حیرت سے پوچھا۔

"فقیروں سے کوئی بھید چھپا نہیں ہوتا۔ لا جلدی کر ہمیں دیر ہو رہی ہے" شہناز نے الماری کھول کر بکس سے سو روپے کا ایک نوٹ نکال کر بابا کو دے دیا۔ بابا نے نوٹ لے کر جیب میں رکھا اور شریف کی طرف دیکھ کر بولے "بچہ تو اپنی شرط جیت گیا ہے۔ اب فقیر کو جانے کی اجازت دے۔ اس گرمی کے موسم میں سوٹ کے اوپر چالیس گز کا تھان لپیٹ کر ہم پسینے

Optimized by www.Im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں شرابور ہو چکے ہیں۔ داڑھی کے بال علیحدہ انگلش کی سوئیوں کے مانند جلد میں گھسے جا رہے ہیں۔"

"اگر آپ کو گرمی لگ رہی ہے تو کپڑے اتار دیں۔" شریف نے کہا۔

"ارے سورکھ کپڑے تو ہم اتار لیں گے مگر پہلے ہماری داڑھی تو اتار۔"

شریف نے ایک قہقہہ لگایا۔ شہناز نے چونک کر پہلے شریف کی طرف اور پھر بابا کی جانب دیکھا۔

"کہئے بیگم صاحبہ اب کیا خیال ہے" شریف جھک کر سلام کرتے ہوئے بولا اور آگے بڑھ کر بابا کا کان پکڑ کر کھینچ لیا۔ ایک جھلی سی چہرے سے اتری چلی آئی۔ بھویں اور داڑھی بھی اس کے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔

"ندیم" شہناز کے منہ سے بے اختیار نکلا "تو یہ مجھے بیوقوف بنایا جا رہا تھا"

"ہم بھلا قدرت کے کاموں میں کیسے دخل دے سکتے ہیں" شریف نے جواب دیا "ہم تو محض تصدیق کر رہے تھے"

"یہ کوئی کمال نہیں ہے کہ کسی کو بے خبری میں فریب دیا جائے۔"

"خواہ کچھ بھی کہو شرط تو تم ہار چکی ہو"

"جی نہیں یہ دھاندلی نہیں چلے گی۔ سو روپیہ آپ کو واپس کرنا پڑیں گے۔"

"سو روپیہ میرے پاس نہیں تمہارے بھیا کے پاس ہیں۔"

"ندیم کی کان گوشی تو ذرا دھوم دھام سے کروں گی۔ خواہ مخواہ اس بیچاری رخسانہ کو بھی ڈرا دیا۔"

"ندیم نہیں مخدوم" ندیم نے ہنستے ہوئے کہا "اسے یہ نہ بتایئے گا کہ میرا نام ندیم ہے۔ مگر واقعی یہ تو کچھ عجیب اتفاق ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ سوٹ کیس پر تو فاتحہ ہی پڑھنا پڑے گی۔ یہاں آ کر دیکھا تو شریف بھائی کے کمرے میں رکھا ہوا ہے۔ مگر رخسانہ یہاں آئی کیسے؟"

"میرے ساتھ کالج میں پڑھ چکی ہے" شہناز نے بتایا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"مجھ سے تو بس یونہی رسمی سلام دعا تھی۔ مگر رضیہ کی بہت گہری سہیلی اس کے پاس آئی تھی۔ مگر رضیہ اپنے والدین کے ساتھ گرمیاں گزارنے بیرون گئی ہے چنانچہ یہ یہاں چلی آئی۔ تمہاری بہت شکایت کر رہی تھی۔"

"جی ہاں اب تو وہ جو چاہیں کہہ سکتی ہیں۔" ندیم نے منہ بنا کر جواب دیا۔ "میں نہ ہٹتا تو آپ کی سہیلی اس وقت کسی کوٹھے پر بیٹھی ہوئی ٹھمری گا رہی ہوتی۔"

"مگر سوال یہ ہے کہ تم یہاں کیسے نظر آ رہے ہو۔ اگلے ہفتے تو تمہاری شادی ہونے والی ہے۔"

"ہے نہیں تھی۔" شریف بولا۔ "یہ حضرت شادی سے بھاگ کر آئے ہیں۔"

"کیوں کیا لڑکی پسند نہیں تھی؟"

"اس بیوفا مخلوق پر سے میرا اعتبار اُٹھ گیا ہے۔ شہناز بہن!" ندیم نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔ "آپ عالیہ کو تو جانتی ہوں گی۔ میں اسے پسند کرتا تھا۔ اس نے بھی وعدہ کیا تھا کہ میرے سوا کسی سے شادی نہیں کرے گی۔ مگر جب میں سے دو ٹوک فیصلہ کرنے پہنچا تو دیکھا کہ وہ کسی اور منزل کی طرف چل پڑی ہے۔"

"مجھے معلوم تھا کہ عالیہ جیسی لڑکیاں ہر نئے دن کے ساتھ اپنی پسند بدلنے کی عادی ہوتی ہیں۔ سچ کہتی ہوں ندیم اگر کہیں اس سے تمہاری شادی ہو جاتی تو تمام زندگی پچھتاتے رہتے۔ میں کالج میں اس کے رنگ ڈھنگ دیکھ چکی ہوں۔ کئی لڑکوں سے اس کی دوستی تھی۔ مگر چالاک اتنی تھی کہ ایک کو دوسرے کا پتہ نہیں چلنے دیتی تھی۔ اگر تم ہر لڑکی کو عالیہ پر قیاس کرو گے تو سخت غلطی کرو گے۔"

"ممکن ہے آپ درست کہہ رہی ہوں۔ مگر عالیہ کے تجربے کے بعد میں اس مسئلہ پر غور کرنا نہیں چاہتا۔"

"رخسانہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟" شہناز نے مسکرا کر پوچھا۔

"اسے وہ مغرور ناک چڑھی لڑکی زبردستی میرا ناک میں دم کرتی ہے۔" ندیم نے گھبرا کر جواب دیا۔

Optimized by www.im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"میں یہ ہی سوچ کر حیران ہوں کہ اس کے والدین نے تنہا اتنی دور سفر کی اجازت کیسے دے دی" شریف سوچتے ہوئے بولا "کہیں وہ بھی کسی بات پر گھر چھوڑ کر تو نہیں چلی آئی ہے؟"

"چھوڑیئے بھی شریف بھائی ہم کیوں کسی کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان ہوں" ندیم نے جیسے بڑی بوریت سے کہا "یوں وہ گھر سے بھاگی ہوئی ضرور ہے" اس نے شہناز کی طرف دیکھا "ایک دو دن کے بعد چلتا کیجئے گا۔ اسے ورنہ بلاوجہ ہم لوگ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں"

"بھئی وہ میری سہیلی ہے۔ میں اپنے منہ سے تو جانے کے لئے نہیں کہوں گی" شہناز نے جواب دیا "اپنے آپ چلی جائے تو دوسری بات ہے"

"تو پھر کھانے کا خرچ اور کمرے کا کرایہ لیجئے گا۔ اس سے ہمارے شریف بھائی کا پیسہ مفت کا نہیں ہے جو ایرے غیروں کو کھلا دیا جائے کیوں شریف بھائی" ندیم نے شریف کو اکسانے کی کوشش کی۔

"بھئی یہ شہناز جانیں ہمیں دو وقت کی روٹی ملتی رہے۔ پھر ہماری بلا سے کہ یہ گھر میں خیرات خانہ کھول لیں یا کچھ اور"

"اور یہ آپ نے رخسانہ کو ٹھہرایا کہاں ہے" ندیم نے شہناز سے کہا "آپ جانتی ہیں کہ میں جب آتا ہوں اس برابر والے کمرے میں قیام کرتا ہوں"

"بڑی مصیبت ہے" ندیم نے جواب دیا "اچھا تو پھر کمرہ کھلوا دیجئے میں ذرا نہا دھو کر آدمیت کے جامے میں آنا چاہتا ہوں۔ شریف بھائی نے پتہ نہیں چہرہ پر کیا الا بلا لگا دی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے سچ مچ خدا رسیدہ ہوتے ہوتے بال بال بچا ہوں"

"تم چل کر اپنا سوٹ کیس اٹھاؤ" شہناز نے کہا "میں بھی آ رہی ہوں"

ندیم کمرے سے چلا گیا تو شہناز نے جھک کر سرگوشی میں شریف سے کہا "میرا تو خیال ہے جیسے یہ دونوں ایک دوسرے سے شادی کرنے سے بچنے

کے لیتے ہی گھر سے بھاگ گئے تھے۔ مگر تقدیر انہیں ملانے پر تلی ہوئی ہے

"کیا مطلب" شریف نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے آپ کو بتایا نہیں تھا کہ ابا جان ندیم کی شادی کلیم صا
کی لڑکی سے کر رہے ہیں"

"تو پھر"

"تو پھر یہ کہ رخسانہ ان ہی کی لڑکی ہے" رخسانہ نے جواب دیا پھر
لہجہ بدل کر زور سے بولی "میں وہ سو روپیہ ہرگز نہیں چھوڑوں گی۔ وادے
کوئی بات ہے؟"

"کیا" شریف نے آنکھیں نکالیں۔ رخسانہ دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی
شریف نے پلٹ کر نگاہ ڈالی تو ندیم کھڑا تھا۔

"ہاں۔ ہاں بھئی لے لینا" مارے گھبراہٹ کے شریف کے منہ
سے نکل گیا۔

"گواہ رہنا ندیم انہوں نے تمہارے سامنے وعدہ کیا ہے" رخسانہ ش
شوخی سے بولی۔

اور شریف کو بعد از وقت ہوش آیا کہ دونوں بہن بھائی نے مل کر
اس سے سو روپے ٹھگ لئے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کھانے کی میز پر ندیم اور شریف کچھ باتیں کر رہے تھے شہناز رخسانہ کو لئے اندر داخل ہوئی۔

ندیم کو پہچانتے ہی رخسانہ کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اس نے گھبرا کر شہناز کی طرف دیکھا۔

"یہ کون صاحب ہیں" اس نے چپکے سے پوچھا۔

"میرے بھائی ندیم ہیں" شہناز نے جواب دیا۔

"ندیم"

"ہاں میرا خیال تھا کہ تم پردہ نہیں کرتیں اس لئے انہیں کھانے کی میز پر بلا لیا ہے"

"یہ یہیں آپ کے پاس رہتے ہیں" رخسانہ نے کچھ اور غور سے ندیم کی طرف دیکھا۔

"نہیں آج ہی آئے ہیں" شہناز نے جواب دیا اور پھر ہنستے ہوئے پوچھا "تم انہیں جانتی ہو؟"

"یہ دونوں سہیلیوں میں کیا کھسر پھسر ہو رہی ہے" شریف نے پوچھا۔

ندیم نے گویا چونک کر رخسانہ کی طرف دیکھا۔

"اوہ آپ" وہ لڑکھڑا کر گیا "میں نے کہا محترمہ وہ میرا سوٹ کیس کہاں ہے"

"سوٹ کیس" شریف نے حیرت ظاہر کی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"جی ہاں میں نے آپ کو بتایا تھا نا کہ ایک چڑیل میرا سوٹ کیس چرا کر لے گئی ہے۔"

"کیا بدتمیزی ہے ندیم" شہناز نے ڈانٹا "یہ میری سہیلی رخسانہ ہے اور اگر تم وہ ہی نوجوان ہو جس کا ذکر رخسانہ نے کیا تھا تو تمہاری سزا اس سے زیادہ ہونا چاہیئے تھی۔"

شہناز اور رخسانہ بھی کرسیوں پر آکر بیٹھ گئیں۔ رخسانہ کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔

"کیا جرم کیا تھا میں نے۔ ذرا پوچھئے تو اپنی سہیلی سے" ندیم نے تیزی سے

"افوہ بھئی یہ کھانے کی میز پر جھگڑا کرنا مجھے سخت ناپسند ہے" شہناز نے قورمے کا ڈونگا کھولتے ہوئے کہا "تمہیں سوٹ کیس ہی چاہیئے نا وہ مل جائے

"خواہ مخواہ بور کیا اس وقت آپ نے" ندیم بھی چمچے سے اپنی پلیٹ میں سالن نکالتے ہوئے بولا "گھنٹہ بھر سے کھانا میز پر رکھا ٹھنڈا ہو رہا ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ان محترمہ کا انتظار کیا جا رہا ہے تو میں اب تک کھانا اٹھ چکا ہوتا۔"

"تم کھانا کھاؤ رخسانہ" شہناز نے بڑے پیار سے کہا "اس شریر کی باتوں کا خیال مت کرنا۔ یہ یونہی بکتا رہتا ہے۔"

"بہرحال میں مخدوم صاحب سے معذرت خواہ ہوں" رخسانہ آہستہ لہجہ میں بولی "میری وجہ سے انہیں کافی پریشانی ہوئی۔"

"مخدوم صاحب" شہناز نے پلکیں جھپکائیں۔

"جی ہاں مجھے ندیم صاحب نے اپنا یہ ہی نام بتایا تھا۔"

"پھر تو مجھے یقین ہے کہ اس نے تمہیں واقعی پریشان کیا ہوگا" شہناز نے ندیم کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں شہناز بہن وہ تو بس یونہی منہ سے نکل گیا تھا" ندیم

Optimized by www.in

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نے گڑبڑا کر جواب دیا۔

شریف نے ایک زوردار قہقہہ بلند کیا۔

"کیا میں نے کوئی بہت مضحکہ خیز بات کہہ دی تھی" ندیم نے چونک کر پوچھا۔

"انہیں قہقہہ لگانے کے لئے کسی بات کی ضرورت نہیں ہوتی" شہناز نے نوالہ توڑتے ہوئے جواب دیا "جس منہ کے اعصاب کچھ دیر کے لئے کنٹرول سے باہر ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ اچھے خاصے چائے پیتے پیتے گلا پھاڑنے لگے۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگے آج کل اسٹوڈیو میں اتنا کام ہے اتنا کام ہے کہ کئی دن سے کسی بات پر ہنسنے کی بھی فرصت نہیں ملی۔ اس وقت خالی بیٹھا تھا۔ میں نے سوچا لاؤ دو چار قہقہے پیشگی لگائے جائیں یا اسی طرح ایک مرتبہ نہ جانے کیا بات ہو رہی تھی کہ جناب نے ٹھٹھے مارنا شروع کر دیئے جب اچھی طرح ہنس چکے تو خود ہی بتایا کہ کئی دن سے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں قہقہہ لگانا بھول گیا ہوں۔ لوگ بڑے بڑے قہقہے اور لطیفے سناتے ہیں اور متوقع نگاہوں سے میری طرف دیکھتے ہیں۔ مجھے شرمندگی ہوتی ہے کہ بیچارے دل میں کیا کہتے ہوں گے۔ چنانچہ ذرا اس وقت پریکٹس کر رہا تھا۔"

"لاحول ولا قوۃ" شریف کچھ جھینپ سا گیا۔ "خواتین سے زیادہ غیر صحت مند رادی میں نے کوئی نہیں دیکھا۔"

"آپ کم سے کم شہناز کو غیر صحت مند نہیں کہہ سکتے" ندیم نے جواب دیا "یوں جہاں تک روایت کا تعلق ہے مجھے آپ سے سو فیصدی اتفاق ہے۔"

"لیکن آپ ہنسے کس بات پر تھے" رخسانہ نے پوچھا۔

"شکر ہے بہن کہ تم نے پوچھ لیا ورنہ یہ کھانا کھانے کے بعد میری جان کھا جاتے کہ اب اس گھر میں کوئی ہماری بات پوچھنے کا روادار نہیں ہے۔ خواہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہنسیں یا روئیں،" شہناز بولی اور پھر شریف کی طرف دیکھ کر کہا "ہاں صاحب آپ کس بات پر ہنس رہے تھے؟"

"ابھی میں نے کہا تھا کہ وہ تو بس یونہی منہ سے نکل گیا تھا تو اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا" شریف نے کہنا شروع کیا "میرے ایک دوست ہیں شادی کے بعد وہ جب بھی ملتے کسی نہ کسی مصیبت کا دکھڑا روتے رہتے۔ آج بڑا لڑکا کھیلتے کھیلتے گر پڑا تو اس سے چھوٹے کی نکسیر پھوٹ گئی۔ ایک لڑکی کو بخار آ رہا ہے۔ دوسری کو کھانسی اور دوا بیوی پی رہی ہیں۔ آٹا اتنا مہنگا ہو گیا ہے کہ جیب ہلکی ہو جاتی ہے اور کندھے پر وزن کا احساس تک نہیں ہوتا۔ گھی مٹی کا تیل دالیں سب کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ عوام چلاتے ہیں حکومت ڈانٹتی ہے مگر نہ ان کی باتیں ختم ہوتی ہیں اور نہ وہ زمین پر آنے کے لیے تیار ہوتی ہیں۔ ادھر تنخواہ اتنی کی اتنی ہے۔ اکیلا تھا تو گذر جاتی تھی مگر جب سے شادی کی ہے۔ جان مصیبت میں آ گئی ہے بیوی کی نت نئی فرمائشیں بچوں کی تعداد اور قرض کا بوجھ ہے کہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ ان کی باتیں سنتے سنتے ہم لوگ تنگ آ چکے تھے۔ آخر جب وہ ایک دن حسب معمول اپنی کتھا سنا چکے تو میں نے پوچھا شادی سے پہلے تمہیں معلوم تھا کہ تمہاری تنخواہ کتنی ہے؟ بولے ہاں معلوم تھا اور گرانی کا حال بھی جانتے تھے میں نے پوچھا جواب دیا ہاں اگرچہ اتنی نہیں تھی مگر گرانی تھی ضرور۔ اور تمہیں یہ اطلاع بھی بہر حال ہو گی کہ شادی کے بعد بیوی آتی ہے تو بچے بھی آتے ہیں! اور وہ باری باری بیمار بھی ہوتے ہیں۔ کہنے لگے ہاں ہاں بھئی یہ سب باتیں معلوم تھیں مگر تمہارا مطلب کیا ہے۔ میں نے جواب دیا بھلے آدمی جب تمہیں ان سب باتوں کا پتہ تھا تو تم نے نکاح کے وقت بیوی کو قبول کیوں کیا تھا۔ ایک ٹھنڈی سانس بھر کے بولے بھیا وہ تو بس یونہی منہ سے نکل گیا تھا"

ابھی لوگ ہنس ہی رہے تھے کہ ملازم کھانے کے کمرے میں داخل ہوا

Optimized by www.Im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"صاحب آپ کا فون آیا ہے۔" اس نے شریف سے کہا۔
"فون آیا ہے۔" ندیم نے حیرت سے دہرایا "کمرہ وہ گیا کہاں تھا۔ ابھی پندرہ منٹ پہلے تو میں نے اسے ڈرائنگ روم میں رکھا ہوا دیکھا تھا۔"
"جی ہاں" ملازم نے جواب دیا "فون تو رکھا ہوا ہے مگر فون آیا ہے۔"
"یہ کیا بات ہوئی فون رکھا ہوا بھی ہے اور فون آیا بھی ہے۔"
"سرکار وہ باتیں کرنے والا فون رکھا ہوا ہے اور باتیں سننے والا فون آیا ہے۔" ملازم نے اپنی طرف سے سمجھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔
"ندیم کیوں بے کار اسے پریشان کر رہے ہو۔" شہناز نے ڈانٹا اور ملازم سے بولی "تم جاؤ صاحب ابھی آتے ہیں۔"
"پتہ نہیں لوگ کھانے کے وقت ہی فون کیوں کرتے ہیں۔" شریف نے اٹھتے ہوئے ناگواری سے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔
"تم اس سے پہلے بھی کبھی دولت آباد آئی تھیں۔" شہناز نے خسانہ سے پوچھا۔
"جی نہیں۔ یہ پہلا ہی اتفاق ہے۔" خسانہ نے جواب دیا۔
"پھر تو تم نے یہاں کے تفریحی مقامات میں سے کچھ بھی نہیں دیکھا ہوگا۔" شہناز نے ندیم کی طرف دیکھا "ذرا خسانہ کو یہاں گھما پھرا دو گے۔"
"معاف کیجئے میرے پاس بے کار باتوں کے لئے وقت نہیں ہے۔" ندیم نے جواب دیا۔ "اس کے علاوہ جو محترمہ نواب گنج سے یہاں تک تنہا آسکتی ہیں، وہ اکیلی تفریح کرنے بھی جا سکتی ہیں۔"
"آپ بیکار معافی مانگ رہے ہیں۔" خسانہ نے تلخ لہجے میں کہا "اول تو میں یہاں سیر و تفریح کے لئے کوئی بھی نہیں ہوں۔ اور کبھی ارادہ ہوا بھی تو آپ جیسے بور آدمی کے ساتھ وقت خراب کرنے سے اکیلے ہی جانا بہتر ہے۔"
اس نے شہناز کی طرف دیکھا۔ "میرا ارادہ یہاں کوئی سروس تلاش کرنے کا ہے۔"
"صرف تلاش کرنے کا۔" ندیم نے آہستہ سے کہا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"سروس ملتے ہی میں اپنے رہنے کا انتظام بھی کر لوں گی۔" رخسانہ نے اپنی بات پوری کرتے ہوئے کہا۔ "میں نہیں چاہتی کہ آپ میری وجہ سے بلاوجہ پریشان ہوں۔"

"گویا پریشانی کی کوئی وجہ ہو تو ضرور پریشان ہوں۔" ندیم نے پھر دخل دیا۔

"تم خاموش نہیں رہو گے۔" شہناز نے سخت لہجہ میں کہا اور رخسانہ کی طرف دیکھ کر بولی۔ "مگر تمہیں یہ خیال کیوں ہوا کہ میں تمہاری وجہ سے پریشان ہوں۔ سروس کرنا چاہتی ہو شوق سے کرو۔ میں شریف صاحب سے کہوں گی کوئی مناسب جگہ ان کی نظر میں ہوئی تو کوشش بھی کر دیں گے۔ مگر سروس کرتے بھی تم یہاں رہ سکتی ہو۔ کم سے کم اس وقت تک میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گی جب تک رضیہ نہ آجائے۔"

ابھی رخسانہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ شریف واپس آگیا۔ اس کے چہرے سے تشویش اور فکرمندی کے تاثرات ظاہر تھے۔

"کیا بات ہے۔ کس کا فون تھا۔" شہناز نے جلدی سے پوچھا۔

شریف کوئی جواب دیئے بغیر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ شہناز کے ساتھ ہی ندیم اور رخسانہ بھی متوقع نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"کس کا فون تھا؟"

"ڈی۔ ایس پی صغیر صاحب کا۔" آخر شریف نے جواب دیا۔

"ڈی ایس پی۔" رخسانہ نے سانس روک لی۔

"یا اللہ آخر آپ بتاتے کیوں نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے تھے۔" شہناز بے تابی سے بولی۔

"انہوں نے کل صبح اپنے دفتر میں ندیم اور رخسانہ کو بلایا ہے۔"

"مجھے۔" ندیم بڑے زور سے چونکا۔

"مگر کیوں۔" شہناز بھی حیران تھی۔

Optimized by www.im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نواب گنج سے کسی امیر گھرانے کی لڑکی لینے قیمتی زیورات اور دس ہزار روپیہ نقد لے کر چلی گئی ہے۔" شریف نے بتایا "یہاں روکت آباد سٹی اسٹیشن پر ڈی ایس پی صاحب کے کہنے کے مطابق رخسانہ اور ندیم نے پولیس کے سامنے خود کو میاں بیوی ظاہر کیا تھا۔"

"مارے گئے ندیم صاحب اور کر و صنف نازک سے ہمدردی" ندیم بڑبڑایا۔

"ایک ٹکٹ چیکر اور ایک انسپکٹر کو رخسانہ پر کچھ شبہ ہوا تھا مگر جب ان لوگوں نے اپنے آپ کو شوہر اور بیوی بتایا تو وہ انہیں نہیں روک سکے۔ اب ڈی ایس پی صاحب چاہتے ہیں کہ انہیں خود دفتر میں بلا کر بات کریں۔"

"مگر انہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ دونوں یہاں ہیں" شبناز نے پوچھا۔

"جو ٹیکسی ڈرائیور رخسانہ کو یہاں چھوڑ گیا تھا۔ پولیس نے اسے تلاش کر کے اس کا بیان لیا تو اس نے بتا دیا کہ بیگم صاحبہ نے صاحب کو اسٹیشن پر چھوڑ دیا تھا اور خود یہاں اتر گئیں۔"

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے" شبناز ہنسنے لگی "یہ دونوں اگر راستہ میں میاں بیوی بن سکتے ہیں تو وہاں ڈی ایس پی کے سامنے جا کر بھی یہ ہی ڈرامہ کھیل سکتے ہیں۔"

"جی نہیں" ندیم کھٹ سے بولا "مذاق کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ میں اب اس مذاق کو مزید آگے بڑھانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ ٹرین میں محض اس خیال سے حامی بھر لی تھی کہ رخسانہ صاحبہ کو سفر میں خواہ مخواہ کی پریشانی نہ ہو مگر اس ہمدردی کا صلہ تو مجھے یہ ملا کہ ایک جھوٹا بہانہ بنا کر مجھے وہیں اسٹیشن پر چلتا چھوڑ دیا گیا اور خود میرا سوٹ کیس لے کر بھاگ کھڑی ہوئیں۔"

"مگر اب اس سے بھی کام نہیں چل سکتا" شریف کا لہجہ بدستور سنجیدہ تھا۔ "ڈی ایس پی صاحب نے ہدایت کی ہے کہ یہ دونوں اپنی شادی کا دستاویزی ثبوت بھی لے کر آئیں۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"دستاویزی ثبوت مگر۔ ۔ ۔ ۔"

"ڈی ایس پی صاحب کہہ رہے تھے" شریف نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا "کہ میں نے محض آپ کی خاطر گھر پر پولیس نہیں بھیجی اور یہ کل تک کی مہلت بھی اپنی ذمہ داری پر دے رہا ہوں۔ چنانچہ اب اگر کوئی بات ہوتی ہے تو میری پوزیشن خراب ہوگی۔"

"جناب آپ کی پوزیشن خراب ہو یا اچھی مگر میں قربانی کا بکرا بننے کے لئے تیار نہیں ہوں" ندیم نے تیزی سے کہا "اس کے علاوہ آپ لوگوں نے یہ کیوں فرض کر لیا ہے کہ رخسانہ صاحبہ سچ مچ گھر سے بھاگ کر آئی ہیں۔ ممکن ہے وہ کوئی دوسری لڑکی ہو اور ایسی صورت میں آپ اور یہ بڑی آسانی سے جا کر اپنی پوزیشن کی وضاحت کر سکتے ہیں کہا جا سکتا ہے کہ سفر میں پریشانی سے بچنے کے لئے ایک مذاق کیا گیا تھا۔"

"مگر میں ایسا نہیں کر سکتی" رخسانہ گھبرا کر بولی۔

"کیوں۔ کیا آپ واقعی زیورات اور نقد روپیہ لے کر بھاگی ہیں" ندیم نے پوچھا۔

"نہیں ...... مگر...."

"تو پھر آپ کو کس بات کا اندیشہ ہے؟"

"تم سمجھتے نہیں" شریف نے رخسانہ کی پریشانی محسوس کرتے ہوئے کہا "اب اگر پولیس کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تم میاں بیوی نہیں ہو تو خواہ رخسانہ وہ لڑکی ہوں یا نہ ہوں پولیس تم دونوں کو بھی شبہ کی نظر سے دیکھے گی اور اگر اس بات کی اطلاع رخسانہ کے والدین تک پہنچی یا پولیس نے اپنی تحقیقات کا دائرہ وہاں تک پھیلا دیا تو ان کے لئے انتہائی ذلت آمیز بات ہوگی۔"

رخسانہ نے دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر رونا شروع کر دیا۔ شہناز اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے پاس پہنچی اور بڑی محبت سے اسکے سر پہ ہاتھ رکھ دیا۔

Optimized by www.fana

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"تم پریشان مت ہو ہم اس سے بچنے کی کوئی نہ کوئی ترکیب سوچ لیں گے۔" وہ بولی اور شریف کی طرف دیکھ کر کہا "پھر اب آپ کا مشورہ کیا ہے؟"

"میں سمجھتا ہوں کہ اس صورت میں ہمارے لئے بلاوجہ کی پریشانی ذلت اور اخباری پبلسٹی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے" شریف نے سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا" ندیم نے جلدی سے پوچھا۔

"کہ قیصری اور رخسانہ کی شادی کر دی جائے" شریف نے سنجیدگی سے جواب دیا حالانکہ دل میں اسے ہنسی روکنا مشکل ہو رہا تھا۔

"ہرگز نہیں مجھے مغرور لڑکیاں بالکل پسند نہیں ہیں" ندیم نے تیزی سے جواب دیا "رخسانہ صاحبہ نے جو سلوک میرے ساتھ کیا ہے۔ وہ میں کبھی نہیں بھلا سکتا۔ ہم دونوں کے خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور پھر آخر میں کیوں کسی کے لئے قربانی کا بکرا بنوں۔ مجھے ان سے کیا دلچسپی ہے"

"تو یہاں کون آپ کی خوشامد کر رہا ہے" رخسانہ روتے ہوئے بولی۔

"افوہ تم دونوں نے پھر لڑنا شروع کر دیا"

"آپ ہی دیکھ لیجئے بھلا ایسی لڑکی کے ساتھ زندگی بسر ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں" ندیم نے جیسے احتجاج کیا۔

"میرے خیال سے ایسا کرتے ہیں" شہناز نے مشورہ دیا "کہ فی الحال اس پریشانی سے بچنے کے لئے یہ دونوں شادی کر لیں اور جب بات ختم ہو جائے تو ان کی مرضی ہے۔ اس رشتہ کو قائم رکھیں یا ختم کر دیں"

"بھئی واہ کیا لاجواب مشورہ ہے" شریف اچھل پڑا "بقول شخصے ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آئے۔ اور اسی کو یوں بھی کہا گیا ہے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ پولیس کا اطمینان بھی ہو جائے گا اور ان کا بھی کچھ نہ بگڑے گا بشرطیکہ....."

وہ لمحہ بھر کے لئے رکا اور شریر لہجہ میں بولا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"بشرطیکہ بعد میں کسی کی نیت نہ بدل جائے۔"

"جی ہاں مجھے اسی کا خطرہ ہے۔" ندیم جلدی سے بول پڑا۔ "یہ محترمہ تو نواب گنج سے ہی میرے گلے پڑی جا رہی تھیں۔"

"ضرور۔" رخسانہ نے سسکیاں لیتے ہوئے منہ چڑایا۔ "پتہ نہیں آپ کس خوش فہمی میں مبتلا ہیں۔ آپ تو میرے پاؤں بھی پڑیں تب بھی میرا جواب یہی ہوگا کہ عنقا را بلند است آشیانے۔"

"بس تو پھر یہ بات طے ہو گئی کہ آپ ابھی سہ پہر کو قاضی صاحب اور اپنے چند دوستوں کو بلا کر ان دونوں کا نکاح پڑھوا دیں۔" شہناز نے کہا۔

"بھئی دیانتداری کی بات یہ ہے کہ مجھے اس تجویز سے سراسر خطرے کی بو آتی ہے۔" ندیم نے سوچتے ہوئے کہا۔

"خطرے کی کیا بات ہے۔ جب تم دونوں ہی ایک دوسرے کو ناپسند کرتے ہو تو معاملہ ٹھنڈا ہوتے ہی علیحدہ ہو جانا۔" شریف بولا۔

"جی ہاں دل کے سمجھانے کو تو بہت سی دلیلیں دی جا سکتی ہیں۔" ندیم نے جواب دیا۔ "بہرحال مجھے ان محترمہ کے آنسوؤں پر رحم نہ آگیا ہوتا تو کبھی ہرگز آمادہ نہ ہوتا۔"

"تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں رخسانہ؟" شہناز نے پوچھا۔

"میرے امی ابو کو پتہ چلے گا تو وہ کیا کہیں گے۔"

"ہم انہیں پتہ چلنے ہی کیوں دیں گے۔" شریف نے جواب دیا۔ "اس کے علاوہ جیسا کہ طے ہو چکا ہے یہ ایک بالکل عارضی انتظام ہے کوئی مستقل چیز ہوتی تو البتہ فکر کی بات تھی۔"

اور اس طرح اسی دن عصر کے وقت تقریباً پانچ بجے تین چار گواہوں کی موجودگی میں قاضی صاحب نے ندیم اور رخسانہ کا نکاح پڑھا دیا۔

Optimized by www.Ima

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"کمال ہے" ندیم نے انتہائی پوزیشن سے اخبار ایک طرف ڈال دیا "آج ایک ہفتہ ہو گیا ہے مگر کوئی قاعدے کی ملازمت کا اشتہار ہی نہیں دیتا۔ دس پندرہ جگہ درخواستیں بھی بھجوا چکا ہوں وہاں سے کسی اللہ کے بندے کو جواب دینے کی توفیق نہیں ہوئی۔" وہ شریف کی طرف متوجہ ہوا۔ "یہ آپ کا دولت آباد بھی بس یوں ہی ہے۔ ایک غریب الوطن مسافر کے لئے اس کی فیکٹریوں، ملوں اور کمپنیوں میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ آپ بھی وعدہ تو روز کرتے ہیں مگر شاعروں کے محبوب کی طرح ایفا ایک بھی نہیں کرتے۔"

"آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے شریف بھائی کہ پہلے میرے لئے کسی ملازمت کا انتظام کریں گے۔" رخسانہ نے کہا۔

"کیوں جناب آپ میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں کہ پہلا چانس آپکو دیا جائے۔" ندیم تیزی سے بولا "اصولاً میرا حق زیادہ ہے میں تو کہتا ہوں آپ کے سلسلہ میں شریف بھائی پر کوئی ذمہ داری سرے سے عائد ہی نہیں ہوتی۔ آپ اپنی مرضی سے گھر سے نکلیں اپنی مرضی سے اتنی دور کا سفر کیا۔ اپنی مرضی سے شادی کی مگر ملازمت آپ کو شریف بھائی تلاش کر کے دیں۔ آخر کیوں"

"میں نے ہرگز اپنی مرضی سے شادی نہیں کی۔" رخسانہ نے تلملا کر جواب دیا۔

"جی ہاں نکاح کے وقت شریف بھائی نے آپ کی طرف سے کہہ دیا تھا۔"

"وہ ایک مجبوری تھی۔"

"درست ہے مگر میرے لئے آپ کے لئے کوئی مجبوری نہیں تھی۔" ندیم نے کہا اور شریف سے پوچھا "آخر یہ ڈھونگ کب تک چلتا رہے گا۔ کیا ابھی تک آپ کے ڈی ایس پی صاحب کو اطمینان نہیں ہوا؟"

"بھئی میں نے نکاح نامہ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی تو انہیں جا کر دے دی تھی۔" شریف نے بتایا "لیکن وہ انہوں نے لے کر رکھ لی۔ اور ابھی تک واپس نہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی ہے اور جب تک واپس نہ ملے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کب پولیس بلا کر سوال
جواب کر لے۔

" یہ اچھی مصیبت ہے " ندیم بڑبڑایا " اب جب تک بیگم صاحب گھ
سے شکی ہو گئی ہیں کسی خوبصورت لڑکی سے فلرٹ بھی نہیں کر سکتے تاکہ آئندہ
سیکھے کی شادی کے موقع پر کام آئے۔"

"میری طرف سے آپ جہاں چاہیں جھک ماریے پھریں مجھے کیا۔"

" مگر مجھے ہے کل آپ شاپنگ کرتے وقت سیلزمین سے مسکر
مسکرا کر باتیں کر رہی تھیں یہ بات مجھے بے حد ناپسند ہے۔" ندیم بولا۔

" برا کرے۔ میں آپ کی پسند ناپسند کی پابند نہیں ہوں۔"

" بالکل ہیں جب تک آپ کو دنیا مسز ندیم خیال کرتی ہے اس وقت تک
آپ کسی نوجوان سے بات نہیں کر سکتیں خاص طور پر مسکرا کر۔"

ورنہ آپ کیا کریں گے؟

" میں ..... میں ..... ٹانگیں توڑ دوں گا۔"

" اپنی؟"

" جی نہیں اس نوجوان کی۔"

" دیکھ لیجئے شریف بھائی" رخسانہ نے شکایت کی۔ "طے ہو چکا تھا کہ
اس رشتہ سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرے گا۔ مگر یہ اس طرح
رہے ہیں جیسے ..... جیسے ..." وہ ایکدم خاموش ہو گئی۔

" ہاں بھئی یہ بات تو ہے " شریف نے تائید کی " جب تمہیں ایک
دوسرے سے کوئی مطلب ہی نہیں تو ملنے جلنے پر پابندی کیسے لگا سکتے ہو

" اچھی بات ہے یعنی ہم تو اس مقدس رشتہ کا خواہ وہ عارضی ہی
اتنا احترام کریں کہ کوئی لڑکی ٹائم بھی پوچھتی ہے تو یہی جواب دیتے ہیں
ہماری شادی ہو چکی ہے کسی اور سے پوچھ لو اور بیگم صاحب کا یہ حال

Optimized by www.Ima

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کر..... خیر کوئی بات نہیں اب میں بھی ایک سے ایک حسین لڑکی کے ساتھ کلب جانا شروع کر دوں گا۔"

"تم دونوں کی لڑائیوں نے تو ناک میں دم کر دیا ہے" شہناز تیوری چڑھا کر بولی "آپ ان کے لئے کوئی کام دھندا کیوں نہیں تلاش کرتے" اس نے شریف سے کہا "دن بھر گھر میں کٹ کھنی مرغیوں کی طرح لڑتے رہتے ہیں"

"یہ لوگ کچھ بتانے کی مہلت بھی تو دیں" شریف نے ہنس کر کہا "میں نے ایک نہایت مناسب ملازمت کا بندوبست کر لیا ہے"

"میرے لئے نا" ندیم نے جلدی سے پوچھا۔

"جی نہیں میرے لئے کیوں شریف بھائی؟" رخسانہ بھلا کیسے خاموش رہتی "بھئی تم دونوں کے لئے" شریف نے جواب دیا "میرے ایک دوست ہیں سیٹھ رمضانی بہت بڑے آدمی ہیں۔ انہیں اپنے لئے ایک پرائیویٹ سیکرٹری اور اپنی جوان لڑکی کے لئے ایک ٹیوٹر کی ضرورت ہے میں نے تم دونوں کا ذکر کیا تو فوراً آمادہ ہو گئے تمہیں آج ہی میرے ساتھ ان کے ہاں چلنا ہے"

"کیا عمر ہو گی سیٹھ صاحب کی" ندیم نے پوچھا

"عمر تو پچاس پچپن سال سے کم نہیں ہے۔ مگر صحت ماشاء اللہ بہت اچھی ہے چالیس سال سے زیادہ کے نظر نہیں آتے" شریف نے بتایا۔

"بس تو پھر میں ان کا سیکرٹری بن جاؤں گا۔ اور رخسانہ ان کی لڑکی کو پڑھائیں گی" ندیم نے کہا۔

"جی نہیں مجھے پڑھانے کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ میرے لئے سیکرٹری کی پوسٹ مناسب رہے گی" رخسانہ نے جواب دیا "سیٹھ صاحب تنخواہ کیا دیں گے" اس نے شریف سے پوچھا۔

"سیکرٹری کو دو ہزار اور ٹیوٹر کو ایک ہزار روپیہ" شریف نے جواب دیا۔

"پھر تو سیکرٹری کی جگہ لازماً مجھے ملنا چاہیئے" ندیم نے کہا "مجھے زیادہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تنخواہ کی ضرورت ہے؟"

"کیوں صاحب آپ کو زیادہ تنخواہ کی ضرورت کیوں ہے؟" رخسانہ نے بگڑتے ہوئے پوچھا۔ "دنیا جانتی ہے کہ عورتوں کے اخراجات مردوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔"

ہوتے ہوں گے" ندیم نے لاپرواہی سے جواب دیا "مگر مجھے آج کل ایک پورے خاندان کا بوجھ اٹھانا ہے۔ کبھی نہ کبھی کوئی اصل بیوی بھی ...

"منہ دھو رکھیں کسی کا دماغ خراب نہیں ہوا ہے جو آپ کے ساتھ قسمت پھوڑنے پر تیار ہو جائے گی۔"

"بھئی میرے خیال سے تو اس بات کا فیصلہ کرنا سیٹھ صاحب کا کام ہے" شریف نے کہا "وہ جسے جس جگہ کے لئے مناسب سمجھیں گے۔ رکھ لیں گے۔ تم دونوں جلدی سے تیار ہو جاؤ" اس نے اپنی گھڑی دیکھی "ٹھیک دس بجے کی کوٹھی پر پہنچ جانا ہے۔"

"مجھے نہیں رخسانہ صاحبہ کو تاکید کیجئے" ندیم اٹھتے ہوئے بولا "گھنٹہ سے پہلے تو ان کا میک اپ ہی ختم نہیں ہو گا۔"

"اور خود جناب جو دو دو گھنٹے سیفٹی ریزر سے چہرے پر ہل چلاتے رہتے ہیں۔ وہ کچھ نہیں" رخسانہ نے فوراً جواب دیا۔

"میں اسی پر حیران ہوں کہ دنیا کی کوئی بات ایسی ہو گی جس میں تم لوگ اختلاف کا پہلو نہ تلاش کر لو۔"

شہناز نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اتفاق کرنے کے لئے معقولیت کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ بدقسمتی سے اتنی سی بھی رخسانہ صاحبہ کے حصہ میں نہیں آئی۔"

ندیم نے جواب دیا اور اس سے پہلے کہ رخسانہ کوئی جواب دے سکے کمرے سے نکل گیا۔

Optimized by www.ImageOptimizer.net

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"تو میں کہہ رہا تھا" سیٹھ رمضانی نے سر سے پیر تک ندیم اور رخسانہ کو باری باری دیکھتے ہوئے کہا "اچھا تو یہ ہیں وہ دونوں جن کی تم نے سفارش کی تھی۔ ویسے سفارش کا حال یہ ہے کہ میں نے باہر کے ملکوں سے کچھ ہلکی مشینری درآمد کرنے کے لئے ایک بہت بڑے آدمی سے سفارش کرائی کہ حکومت مجھے کم سے کم دو لاکھ کا لائسنس دے دے۔ مگر جب لائسنس ملا تو وہ صرف پچاس ہزار کا تھا۔ اتنے دن سے بندوق کے لائسنس کی درخواست دے رکھی ہے تو وہ بھی ابھی تک بن کر نہیں آیا ہے۔ ادھر آج کل جو بندوق بن کر آ رہی ہیں ان کی کیفیت یہ ہے کہ وقت پڑنے پر ترکاری کاٹنے کا چاقو ان سے کہیں زیادہ کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ ڈاکٹروں کا بھی دماغ خراب ہونے لگا ہے۔ کہتے ہیں صحت کے لئے ترکاریاں ہی کھانا ازبس ضروری ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ ترکاریاں ہی کھانا ہوتیں تو ہم ادھر کیوں آتے تو میں کہہ رہا تھا کہ . . . . . ہاں"

"آپ نے یہ کہا تھا کہ میں ان دونوں کو لے آؤں تو آپ سیکرٹری اور ٹیوٹر کی پوسٹ کے لئے رکھ لیں گے" شریف جلدی سے بات کاٹتے ہوئے بولا۔

"ضرور ضرور تو میں کہہ رہا تھا میاں کہ نام کیا ہے تمہارا" سیٹھ رمضانی نے ندیم سے پوچھا۔

"جی مجھے ندیم کہتے ہیں"

"ندیم" سیٹھ صاحب نے زیر لب دہرایا "مجھے یاد آیا ہے کہ میں نے تمہارے بارے میں کسی کتاب میں بھی پڑھا تھا۔ کچھ ایسی ہی بات تھی کہ کسی شاعر نے کسی صاحب کے ہاتھ کوئی چیز بھجوائی تھی مگر وہ صاحب پلٹ کر ہی نہیں آئے تو انہوں نے تم سے شکایت کی کہ تجھ سے تو کچھ کلام نہیں لیکن اے ندیم اور پتہ نہیں کیا"

"جی ہاں وہ ندیم میں ہی ہوں" ندیم نے جلدی سے کہا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"بڑی خوشی ہوئی تم سے مل کر۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ بے بی کو بھی شعر و شاعری
کا بہت شوق ہے۔ تم یقیناً اسے بہت اچھی طرح پڑھا سکو گے۔ ویسے پڑھنے
سے فائدہ کیا ہے۔ یہ آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔ پچھلے سال کی بات ہے
مجھے تین لاکھ انکم ٹیکس دے کر بھی پانچ لاکھ فائدہ ہو گیا تھا مگر اس سال حالات
بہت خراب ہیں۔ جگہ جگہ ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔ دنگا فساد ہو رہا ہے تو میں کہہ
رہا تھا..... کیا کہہ رہا تھا میں بھئی"

انھوں نے شریف کی طرف دیکھا

"آپ یہ کہہ رہے تھے کہ آپ نے ندیم کو بے بی نادرہ کا ٹیوٹر رکھ لیا
ہے" شریف نے بتایا۔

"بالکل بالکل اور یہ لڑکی" سیٹھ رمضانی نے رخسانہ کی طرف دیکھا "تمہارا
کیا نام ہے بھئی؟"

"رخسانہ" رخسانہ نے جواب دیا

"اوہ" سیٹھ صاحب چونکے "رخسانہ تو شاید سکندر اعظم کی بیوی کا نام تھا"

"تھا نہیں سہراب مودی صاحب نے جو فلم بنائی تھی اس میں رکھ دیا
تھا" ندیم نے بتایا۔

"وہ ہی تو میں بھی کہہ رہا تھا" سیٹھ صاحب نے گردن ہلائی "گویا کہ تم
دونوں سے غائبانہ تعارف پہلے ہی سے تھا میرا۔ بہرحال تو تم آج سے میری
سیکریٹری ہو۔ کام کچھ ایسا زیادہ نہیں ہے۔ بزنس میرا لڑکا کمال سنبھال لیتا ہے۔
دو چار خط جو میرے نام آتے ہیں۔ بس ان ہی کے جوابات وغیرہ دینا ہوتے ہیں
یا پھر کبھی کبھی کمال دفتر سے کچھ ٹائپ کا کام گھر لے آتا ہے۔ ٹائپ تو تم جانتی ہو گی؟"

"جی ہاں کچھ یونہی سا جانتی ہوں مگر جلد ہی سیکھ جاؤں گی" رخسانہ
نے جواب دیا۔

"بس تو پھر ٹھیک ہے کام کے بارے میں زیادہ فکر مت کرنا بس

Optimized by www.Im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جتنا ہو جائے ٹھیک ہے مگر ٹائم سے ڈیوٹی پر آنا بہت ضروری ہے"
سیٹھ صاحب نے کہا اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی پر ہاتھ مارا آواز سن کر ایک چپراسی نما ملازم کمرے میں داخل ہوا۔
"دیکھو بے بی اور کمال میاں اپنے کمرے میں ہوں تو انہیں بلاؤ" سیٹھ صاحب نے چپراسی کو حکم دیا اور جب وہ چلا گیا تو شریف کی طرف دیکھ کر بولے "ہاں بھئی تو میں کہہ رہا تھا کہ تم نے ان لوگوں کو تنخواہ وغیرہ کے بارے میں تو بتا دیا ہوگا"
جی ہاں۔ سیکرٹری کے لئے دو ہزار اور ڈرائیور کے لئے ایک ہزار میں نے انہیں بتا دیا ہے" شریف نے جواب دیا۔
"غلط بتایا ہے تم نے" سیٹھ صاحب نے فوراً کہا "جب تم نے ان کا ذکر کیا تھا تو یہ نہیں کہا تھا کہ ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی میں ذاتی طور پر لڑکیوں کو پسند کرتا ہوں۔ مگر اس کے باوجود عورت کے مقابلے میں مرد کا کام بھی زیادہ ہوتا ہے اور ذمہ داریاں بھی ہیں ندیم کو دو ہزار اور رخسانہ کو ایک ہزار پیسے دینگے"
ندیم نے منہ چڑانے والے انداز میں رخسانہ کی طرف دیکھا۔ مگر رخسانہ نے جلدی سے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ "تو میں کہہ رہا تھا کمال خدا کچھ کھلنڈرے مزاج کا لڑکا ہے" سیٹھ صاحب نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا "دفتر سے فارغ ہو کر شام کے وقت کلب وغیرہ بھی جاتا ہے۔ بہت جلد بے تکلف ہو جاتا ہے۔ اس کی باتوں کا برا مت ماننا۔ آج کل لڑکیوں نے ذرا ذرا سی بات پر برا ماننے کا فیشن اختیار کر لیا ہے۔ حالانکہ فیشن کوئی دیرپا چیز نہیں ہے موسم کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ بلکہ کبھی کبھی تو موسم کے بدلنے کا بھی انتظار نہیں کرتا دیسے دولت آباد کا موسم بڑا واہیات ہو گیا ہے۔ نہ گرمیوں کا پتہ چلتا ہے نہ سردیوں کا اور پتہ تو آج کل کسی بھی چیز کا نہیں چلتا۔ صبح سے اپنا چشمہ کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں۔ اسی کا پتہ نہیں چل رہا ہے"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ایک چشمہ تو آپ نے لگا بھی رکھا ہے" ندیم نے بتایا۔

"ہائیں" سیٹھ صاحب نے جلدی سے اپنی ناک ٹٹولی "تعجب ہے چشمہ لگا ہوا ہے اور پھر بھی صاف نظر نہیں آتا کہیں میری نگاہ کچھ اور کمزور تو نہیں ہو گئی ہے"

"میرا خیال ہے اس میں آپ کی نگاہ کا قصور نہیں" رخسانہ نے کہا "بس ذرا شیشے صاف نہیں ہیں"

"لاحول ولا قوۃ" سیٹھ صاحب چشمہ اتار کر قمیض کے دامن سے اس کے شیشے صاف کرتے ہوئے بولے "کمل سچ ہی کہتا ہے. سیکرٹری کے بغیر آدمی کو کچھ بھی ٹھیک سے نظر نہیں آتا تو میں کہہ رہا تھا کہ......"

مگر اسی وقت کمرے میں کمال اور نادرہ داخل ہوئے اور سیٹھ صاحب کو یہ بتانے کا موقع نہیں مل سکا کہ وہ کیا کہہ رہے تھے ندیم نے دیکھا کہ کمال ایک خاصا خوش شکل اور جامہ زیب نوجوان ہے اور جس قسم کے تنگ و چست کپڑے اس نے پہن رکھے تھے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ بہت زیادہ ماڈرن بھی ہے. نادرہ اپنے بھائی سے بھی دو چار قدم آگے ہی نظر آتی ہے. کوئی شک نہیں کہ فیشن کے اس مختصر لباس نے جو اس نے اس وقت پہنا ہوا تھا۔ اس کے حسین و سڈول جسم کو بے حد پر کشش اور جاذب نظر بنا دیا تھا.

"تو میں کہہ رہا تھا نادرہ بیٹی کہ میں نے آج تمہارے لئے ایک بہترین ٹیوٹر کا انتظام کر دیا ہے" سیٹھ صاحب نے انہیں آتے دیکھ کر کہا "ان سے ملو یہ ہیں۔ ندیم صاحب تمہارے نئے استاد اب اس سال تمہیں دسویں کے امتحان میں گیارہویں بار فیل نہیں ہونا چاہیئے"

"اوہ ہاؤ سویٹ" نادرہ نے باریک سی آواز نکالی اور بڑی بے تکلفی سے صوفے پہ بالکل ندیم کے برابر ہی بیٹھ گئی.

رخسانہ نے برا سا منہ بنایا.

"آپ سے مل کر بہت مسرت ہوئی" ندیم نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا

Optimized by www.Im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور بھئی کمال میاں دیکھو لو کہ میں نے اپنے اور تمہارے لئے ایک سیکرٹری بھی منتخب کر رکھی ہوئی ہے۔"

"ہاؤ ڈو یو ڈو" کمال نے آگے بڑھ کر رخسانہ کے ہاتھ بڑھانے کے باوجود اس کا ہاتھ پکڑا ہی نہیں بلکہ اسے کھینچ کر صوفے سے کھڑا بھی کر دیا۔

"آئیے ذرا ادھر" میں آپ کو وہ کمرہ دکھاؤں جہاں بیٹھ کر آپ کو کام کرنا ہے۔"

"ہاں لے جاؤ" سیٹھ صاحب نے گردن ہلائی "میں کہہ رہا تھا۔ نادرہ بیٹی کہ تم بھی ندیم کو اپنا اسٹڈی روم دکھاؤ۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ آج ہی سے پڑھائی بھی شروع کر دو۔ آخر جب ٹیوٹر رکھ لیا گیا ہے تو وقت کیوں ضائع کیا جائے۔ وقت بڑی دولت ہے۔ اور دولت بڑی مشکل سے ہاتھ آتی ہے۔ اور یہ تمہارے ہاتھ مجھے ہی ننگے نظر آ رہے ہیں یا واقعی تم نے کوئی کپڑا نہیں پہن رکھا ہے۔"

"نہیں ڈیڈی میں نہانے جا رہی تھی کہ چپراسی نے بتایا آپ بلا رہے ہیں تو یونہی چلی آئی" وہ صوفے سے ندیم کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہو گئی "آئیے چلیں" رخسانہ کمال کے ساتھ اور ندیم نادرہ کے ساتھ کمرے سے باہر چلے گئے تو سیٹھ صاحب شریف کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ہاں شریف صاحب میں کہہ رہا تھا کہ ......"

"کہ اب مجھے بھی آپ سے رخصت کی اجازت مانگنا چاہیئے۔ وہاں اسٹوڈیو میں میرا انتظار کیا جا رہا ہوگا۔"

"یہ نہیں" سیٹھ صاحب نے سر ہلایا "میں غالباً کوئی اور ہی بات کہہ رہا تھا۔"

رخسانہ بڑے انہماک سے کوئی خط ٹائپ کر رہی تھی۔ کمال نے آہستہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے کمرے کا دروازہ کھول کر جھانکا۔

رخسانہ کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ وہ دبے پاؤں اندر آیا اور بہت احتیاط سے ایک ایک قدم اٹھاتا ہوا رخسانہ کی کرسی کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا۔ رخسانہ بدستور سر جھکائے ٹائپ کیے جا رہی تھی۔ کمال نے ایک لمحہ کچھ سوچا پھر اس کے دونوں ہاتھ آگے بڑھے اور رخسانہ کی آنکھوں کو چھپا لیا۔

"کون" رخسانہ چونک گئی۔

کمال نے ایک قہقہہ لگا کر ہاتھ ہٹا لیے۔

"کیوں، ڈر گئیں" وہ ہنستے ہوئے بولا۔

"آپ" رخسانہ نے پلٹ کر کمال کو گھورا "یہ کیا حرکت ہے؟"

"حرکت ہی میں برکت ہے۔ رخسانہ ڈیئر" کمال نے جواب دیا۔ "پتہ معلوم ہے پانچ بج چکے ہیں۔ آج کا کام ختم۔"

"میں ایسی اوچھی باتیں پسند نہیں کرتی" رخسانہ ترشی سے بولی۔

"مگر میں بہت پسند کرتا ہوں۔"

"تو پھر آپ مجھے اپنی پسند کا پابند کیوں سمجھتے ہیں" رخسانہ نے جواب دیا" ذرا ہٹ کر کھڑے ہوئیے مجھے یہ ضروری خط ابھی ختم کرنا ہے۔"

"یہ رہا تمہارا ضروری خط" کمال نے ٹائپ رائٹر سے کاغذ کھینچ لیا" اور تمہاری پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ میں تمہیں اپنی پسند ہی کا نہیں پابند بھی سمجھتا ہوں"

"تو کان کھول کر سن لیجئے کہ میں یہاں صرف ملازمت کرنے آئی ہوں" رخسانہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔

کمال نے ایک قہقہہ بلند کیا۔ دروازے کے سامنے سے گذرتے ہوئے

Optimized by www.Im

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ندیم نے یہ قہقہہ سنا اور اس کے قدم رک گئے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ کمرے میں آ گیا۔

"پھر کیا ہوا۔ محبت کرنا ملازمت کی شرائط کے خلاف تو نہیں ہے" کمال نے رخسانہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹ لیا "میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ رخسانہ ڈارلنگ۔ کیا میں اتنا برا ہوں کہ تم میری محبت کا جواب محبت سے نہیں دے سکتیں؟"

کمال نے رخسانہ کو اپنی طرف کھینچا تو ایک لمحہ کے لئے رخسانہ کا چہرہ دروازے کی جانب ہو گیا۔ اس نے ندیم کو کھڑے دیکھ لیا اور مزاحمت کا ارادہ ترک کر کے کمال کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"کون کہتا ہے کہ آپ برے ہیں" وہ بڑے انداز سے لچک کر بولی "صورت شکل ہزار میں ایک ماڈرن تعلیم یافتہ، دولت مند سوسائٹی میں عزت و شرافت کے ستون۔ آخر خدا نے کیا شے آپ کو نہیں دی۔ میں تو کہتی ہوں کہ آپ الگزم خود یوسف ثانی نوجوانوں سے لاکھ درجہ بہتر ہیں جنہیں ان کی مردانگی کا زعم کسی شریف لڑکی سے سیدھے منہ بات نہیں کرنے دیتا۔ میرا مقصد تو صرف اتنا ہے کہ ڈیوٹی کے ٹائم میں یہ سب باتیں اچھی نہیں لگتیں۔"

"تو..... تو..... گویا تم میری محبت قبول کرتی ہو" کمال نے بے تحاشا خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں نہیں آپ کسی بھی لڑکی کے آئیڈیل شوہر بن سکتے ہیں"

"اوہ رخسانہ ڈارلنگ" کمال نے اسے آغوش میں لینا چاہا۔

"اتنی بے صبری اچھی نہیں ہوتی کمال صاحب" رخسانہ نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا "کم سے کم ابھی ہمیں ایک دوسرے کو کچھ اور سمجھنے کا موقع ملنا چاہئے پھر آپ اپنے ڈیڈی سے بھی بات کریں کہ انہیں مجھے اپنی بہو بنانے پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ڈیڈی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے ڈارلنگ" کمال نے جواب دیا" وہ تو اور خوش ہوں گے کہ انہیں بیٹے کے لئے بیوی تلاش کرنے کی پریشانی سے نجات ملی معلوم ہے میں اب تک کم سے کم ایک درجن رشتے مسترد کر چکا ہوں"

"اچھا مگر کیوں؟"

"کوئی لڑکی پسند ہی نہیں آتی تھی" کمال نے جواب دیا" محبت تو دل کا سودا ہے تمہیں دیکھتے ہی دل نے بے اختیار کہہ دیا کہ ہاں یہ ہے کوئی چیز"

ندیم تیزی سے گھوما اور دروازے سے نکل گیا۔ رخسانہ نے دزدیدہ نگاہوں سے اسے جاتے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"تو آپ کسی چیز کی تلاش میں تھے۔ وہ شوخی سے بولی۔

"ہاں ایسی چیز جسے میں اپنی آنکھوں کے راستہ دل میں بٹھا لوں" کمال نے بڑے رومانٹک لہجہ میں کہا۔

"مگر میرا قد پانچ فٹ تین انچ ہے اور وزن ایک سو پانچ پونڈ" رخسانہ نے اسی شوخی سے کہا اور . . . . .

"اور سینہ چھتیس انچ کمر بائیس انچ" کمال بات کاٹتے ہوئے بولا۔ "میں جانتا ہوں ڈارلنگ۔ میں نے نگاہوں کے گز سے تمہارے تمام ناپ لے لئے ہیں"

"میرا مطلب یہ نہیں تھا" رخسانہ کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گذر گیا۔ "میں کہہ رہی تھی کہ اتنی بھاری بھرکم چیز رکھنے کے لئے تو کسی ہاتھی کے دل کی ضرورت ہو گی"

"میرا دل کسی ہاتھی کے دل سے بھی بہت بڑا ہے"

"ایک بات اور بھی ہے" رخسانہ آہستہ سے بولی۔

"وہ کیا"

"میری شادی بھی ہو چکی ہے"

Optimized by www.ImageOptimizer.net

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"کچھ بھی ہو چکا ہو مگر میں اب تمہاری محبت کے دعوے سے دست بردار نہیں۔۔۔۔" کمال کہتے کہتے رک گیا پھر ایک دم چونک کر بولا "کیا کہا تم نے کیا ہو چکی ہے؟"

"شادی"

"شادی" کمال چیخا "کس سے"

"ندیم صاحب سے"

"یہی ندیم جو نادرہ کو پڑھاتا ہے"

"ہاں"

"لاحول ولا قوۃ وہ بھی کوئی آدمی ہے جس سے شادی کی جائے کیا تم نے اپنی پسند سے کی تھی؟"

"نہیں۔ بس حالات کی مجبوری تھی۔"

"کوئی بچہ تو نہیں ہے"

"چار بچے ہیں۔ رخسانہ سر جھکا کر بولی۔"

"کمال ہے تمہارے چہرہ سے تو یہ بھی اندازہ نہیں ہوتا کہ تمہاری شادی ہو چکی ہوگی کتنے دن ہوئے شادی کو"

زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ ہوا ہوگا"

"کیا" کمال اچھل پڑا "ایک مہینے میں چار بچے"

"میرے تھوڑی ہیں" رخسانہ نے سادگی سے بتایا "ندیم صاحب کے پہلی بیوی کے ہیں"

"لاحول ولا قوۃ۔ تم نے تو مجھے پریشان ہی کر دیا تھا" کمال نے اطمینان کا سانس لی "تمہارے ماں باپ کیا اندھے تھے کہ انہوں نے ایک بیوی کی موجودگی کے باوجود تمہاری شادی ندیم سے کر دی؟"

"بیوی موجود نہیں تھی نا" رخسانہ نے بتایا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"مرچکی تھی" کمال نے تیزی سے کہا" بات تو ایک ہی ہے"

"نہیں مری بھی نہیں تھی"

"تو پھر"

"طلاق لے کر والدین کے گھر چلی گئی تھی"

"تو یہ مزید اس بات کا ثبوت ہے کہ کوئی شریف عورت ندیم کے ساتھ گذارہ نہیں کر سکتی" کمال نے جوش کے ساتھ کہا۔

"میں نے بتایا نا بس حالات کی مجبوری تھی"

"میں اس مجبوری کو ختم کر دوں گا۔ تمہیں ندیم سے طلاق کا مطالبہ کرنا پڑے گا"

"وہ نہیں دیں گے؟"

"تو میں اُسے جان سے مار دوں گا" کمال مٹھیاں کس کر بولا۔

"مجھے حاصل کرنے کے لئے آپ قتل جیسا سنگین جرم بھی کر سکتے ہیں"

"کیوں نہیں، تمہیں کیا معلوم رخسانہ ڈارلنگ کہ تمہاری خاطر زمین کا سینہ چیر سکتا ہوں۔ آسمان کے تارے توڑ کر لا سکتا ہوں۔ اپنی تمام دولت اپنی زندگی اپنا سب کچھ تم پر نچھاور کر سکتا ہوں" کمال بڑے جوش میں بول رہا تھا۔

"اور وہ بھی لوگ ہیں" رخسانہ نے بڑے انداز سے شرما کر کہا۔

"کیا"

"وہ ہی گانا جو انداز میں دلیپ کمار نے گایا تھا" رخسانہ نے بتایا کہ اگر تو بچھڑ جائے میں گیت سناتا جاؤں"

"مگر مجھے گانا نہیں آتا" کمال نے جھینپ کر کہا۔

"تو پھر ریکارڈ دیں آج کل تمام رواج ہے۔ انداز میں بھی دلیپ کمار خود تھوڑی ہی گا رہا تھا"

"تمہیں گانا سننے کا بہت شوق ہے"

Optimized by www.ImageOptimizer.net

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"بہت"

"تو پھر آؤ کلب چلتے ہیں وہاں ڈانس بھی ہوگا ہے اور گانا بھی"

"آپ مجھے کلب لے جائیں گے" رخسانہ نے چونک کر پوچھا

"کیوں نہیں"

"آپ سچ مچ مجھے کلب لے جائیں گے" رخسانہ مسرت سے چیخی۔

"ہاں ہاں بھئی۔ ابھی اسی وقت"

اور یہ سنتے ہی رخسانہ نے ایک دم پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔

"ارے ارے" کمال گھبرا گیا "یہ کیا کر رہی ہو"

"رو رہی ہوں" سسکیاں بھرتے ہوئے رخسانہ بولی

"مگر کیوں۔ کیا میری کوئی بات ناگوار لگی ہے" کمال نے پوچھا، رخسانہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر" کمال نے پھر پوچھا۔

یہ وہی بات ایک مرتبہ مجھ سے ایک اور صاحب نے بھی کہی تھی"

"اچھا پھر کیا ہوا"

"پھر میں کپڑے بدل کر انتظار کرتی رہی مگر وہ نہیں آئے۔ دوسرے دن اخبار میں پڑھا کہ کار کے حادثے میں ان کا انتقال ہو گیا"

رخسانہ نے جواب دیا اور زور زور سے رونے لگی۔

"تو تمہیں اس وقت ان کی یاد کیوں آئی۔ کیا ان سے محبت کرتی تھیں"

"نہیں" رخسانہ نے سسکیوں پر آتے ہوئے کہا "مجھے یونہی خیال آیا کہ ان کے مرنے کے دو سال بعد آپ نے کلب چلنے کی دعوت دی ہے اگر آپ کا بھی انتقال ہو گیا تو پتہ نہیں یہ بات سننے کے لیے مجھے کتنے سال انتظار کرنا پڑے گا"

"اوہ" کمال ہنسنے لگا "تم گھبراؤ نہیں، میرا ابھی مرنے کا کوئی پروگرام

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہیں ہے۔"

"سچ مچ" رخسانہ نے جلدی سے آنسو پونچھ لئے "کیا اللہ میاں سے آپ کی براہ راست بات ہو چکی ہے؟"

"یہ ہی سمجھ لو" کمال نے قہقہہ لگایا "اچھا شاباش اب تم جلدی سے جا کر منہ ہاتھ دھو لو پھر ہم کلب چلتے ہیں۔"

"آپ یہاں انتظار کریں میں ابھی آئی" رخسانہ نے کسی ننھی بچی کی طرح اچھل کر دروازے کی طرف بھاگتے ہوئے کہا۔

کمرے میں ٹیپ ریکارڈ پر کسی مغربی آرکسٹرا کی تیز اور کان کے پردے پھاڑنے والی بے سُری آوازیں گونج رہی تھیں۔ نادرہ چست پتلون اور قمیض میں پورے کمرے میں کولہے مٹکاتی پھر رہی تھی۔ ندیم اندر داخل ہوا اور خاموشی سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"آپ کو ٹوئسٹ ڈانس کرنا آتا ہے" نادرہ نے ندیم کے سامنے کھڑے ہو کر مٹکتے ہوئے پوچھا۔

"کیا" ندیم نے پوچھا۔ حالانکہ اس نے سن لیا تھا۔

"ڈانس۔ یہ جو میں کر رہی ہوں" نادرہ نے کچھ اور بلند آواز سے کہا۔

"مر رہی ہوں" ندیم جیسے کان پر ہاتھ رکھ کر سننے کی کوشش کرتے ہوئے بولا "کیا مطلب میں سمجھا نہیں"

"کیا میری آواز آپ کو سنائی نہیں دے رہی ہے" نادرہ نے اور مرتبہ چیختے ہوئے پوچھا۔

"ندیم نے صوفے سے اٹھ کر ٹیپ ریکارڈ کا سوئچ آف کر دیا۔

"ہاں اب کہیے آپ کیا کہہ رہی تھیں" اس نے پوچھا۔

"میں پوچھ رہی تھی آپ کو ٹوئسٹ ڈانس آتا ہے؟" کیا یہ کوئی نیا

Optimized by www.ImageOptimizer.net

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میٹرک کے کورس میں شامل کر لیا گیا ہے" ندیم نے سادگی سے کہا۔

نادرہ ہنسنے لگی۔ "اگر وہ مولوی صاحب جو بچپن میں مجھے قاعدہ پڑھانے آتے تھے یہ بات کہتے تو درست تھا" وہ بولی "مگر آپ تو نئے زمانے کے گریجویٹ ہیں۔ آپ کو تو ایسا بے خبر نہیں ہونا چاہیئے"

"آپ کو نماز پڑھنا آتی ہے" ندیم نے اچانک سوال کیا۔

"واٹ" نادرہ نے منہ پھاڑ کر ندیم کی طرف دیکھا "نماز کا ڈانس سے کیا تعلق ہے"

"کچھ نہیں۔ میں نے یونہی ایک سوال پوچھا ہے۔ آتا ہو تو بتا دیجئے"

"نہیں" نادرہ برا سا منہ بنا کر بولی "مجھے نہیں آتی نماز"

"اگر کانونٹ اسکول کے وہ عیسائی ماسٹر صاحب جو آپ کو دینیات پڑھاتے ہیں۔ یہ بات کہتے تو درست تھا" ندیم نے جواب دیا "مگر آپ تو ماشاءاللہ ایک مسلمان گھرانے کی بیٹی ہیں۔ آپ کو تو اتنا بے خبر نہیں ہونا چاہیئے"

نادرہ ہونٹ کاٹنے لگی۔ "یہ آپ نے مجھ پر طنز کیا ہے" وہ بولی۔ اس کی نگاہوں میں غصہ کی چمک تھی۔

"بالکل نہیں۔ میں آپ کے والد صاحب کا ملازم ہوں۔ ملازموں میں جواب دینے کی ہمت نہیں ہوتی طنز کیا کریں گے" نادرہ یا تو غصہ میں تھی یا ایک دم قہقہہ مار کر ہنسنے لگی "پتہ نہیں کیوں" اس نے عجیب انداز سے مسکراتے ہوئے کہا۔ مجھے آپ پر غصہ آتے آتے رہ جاتا ہے۔ آپ اس کی وجہ بتا سکتے ہیں"

"ممکن ہے رحم آجاتا ہو"

"رحم نہیں پیار" نادرہ ندیم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی "وہ شعر تو آپ نے سنا ہوگا کہ ان کو آتا ہے پیار پر غصہ ہم کو غصہ پہ پیار آتا ہے۔ آپ نہ جانے کیوں مجھے اتنے اچھے لگتے ہیں کہ جی چاہتا ہے بس دیکھتی ہی جاؤں"

"میں دو بجے آیا تھا" ندیم نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا "اور اس وقت پانچ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بج کر سات منٹ ہو رہے ہیں۔ ساڑھے تین بجے آپ شاپنگ کر کے واپس آئیں اور اس کے بعد سے ٹیپ ریکارڈ پر اچھل کود شروع کر دی۔ کیا آج پڑھنے کا ارادہ نہیں ہے؟"

"میں تو دل و جان سے پڑھنا چاہتی ہوں مگر آپ موقع ہی نہیں دیتے"

"خیر یہ بھی میرا ہی قصور سہی"۔ ندیم نے کہا۔ "چلئے تو اب کتابیں نکال لیجئے جلدی سے"

"کتابیں، وہ کس لئے؟"

"پڑھنے کے لئے"

"مگر میں تو آپ کو پڑھنا چاہتی ہوں" نادرہ نے جواب دیا۔ "اور آپ ہیں کہ کسی ممنوعہ کتاب کی طرح سربستہ ہیں کسی طرح کھلتے ہی نہیں"۔

"میں وہ کتاب ہوں نادرہ صاحبہ جس کے تمام ورق سادے ہیں"۔

"تو پھر میں ان پر اپنی محبت کی داستان لکھ دوں گی"۔

"آپ کو لکھنا آتا ہے؟" ندیم نے جلدی سے کہا۔ "ذرا لائیے تو دیکھ لوں کیسی اردو املا بولتی ہوں۔ آپ لکھ کر دکھا دیجئے"۔

"آپ مجھے بچی سمجھتے ہیں جو اس طرح بہلانے کی کوشش کر رہے ہیں" نادرہ نے کچھ برا مان کر کہا۔

"آخر آپ چاہتی کیا ہیں" ندیم نے جیسے جھنجھلا کر پوچھا۔

"میں آپ کو چاہتی ہوں" نادرہ ایک دم بڑی جذباتی ہو گئی اس نے ندیم کے قریب آ کر اپنی باہیں اس کے گلے میں ڈال دیں۔

"میں چاہتی ہوں آپ مجھ سے محبت کریں۔ صرف مجھ سے جب میں آپ کی طرف دیکھوں تو آپ کا دل دھڑکنے لگے"۔

"اور بلڈ پریشر بڑھ گیا تو" ندیم نے آہستہ سے کہا۔

"اور جب میں آپ کے سامنے سے گذروں" نادرہ اسی جذباتی لہجے

Optimized by www.ImageOptimizer.net

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بول رہی تھی "تو آپ میرے راستہ میں نگاہوں سے پیار کے پھول بچھاتے چلے جائیں۔"

"گویا تمہیں ٹیوشن کی نہیں علی کی ضرورت ہے۔"

"پھر جب میں آپ کے پاس آؤں تو آپ میری رس بھری آنکھوں کی گہرائیوں میں ڈوب کر مجھے محبت کے نغمے سنائیں اور جب میں آپ سے دور ہوں تو وہی نغمے آپ کے ہونٹوں پر برہا کے گیت بن جائیں اور جب ہم چاند کی چاندنی اور تاروں کی چھاؤں میں اس ظالم سماج کی نگاہوں سے چھپ کر ایک دوسرے سے ملیں تو آپ مجھے بے اختیار اپنی آغوش میں لے کر کہیں۔۔۔"

"نادرہ" ندیم نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی" نادرہ نے آنکھوں میں ابھرتے ہوئے سرخ ڈوروں اور گہری سانسوں کے ساتھ کہا۔

"ایک کپ چائے پلاؤ گی؟"

"ضرور پلاؤں گی" نادرہ روانی میں کہہ گئی پھر ایک دم چونک کر ندیم سے الگ ہوتے ہوئے بولی "یہ کیا بد مذاق ہے۔"

"چائے پینا بد مذاق ہے" ندیم نے پوچھا اس کی نظریں بلا ارادہ دروازے کے ہلتے ہوئے پردے کی طرف اٹھ گئیں گویا ساڑھی کی ایک جھلک یہ بتانے کے لئے کافی تھی کہ وہاں رخسانہ کھڑی ہے۔

"تم نے سنا نہیں نادرہ ڈارلنگ" ندیم ایک دم چہکتے ہوئے لہجہ میں بولا۔ "چائے سے چاہ بڑھتی ہے۔"

"جی" نادرہ اچھل پڑی "کہیں میرے کان مجھے دھوکا تو نہیں دے رہے ذرا ابھی کیا کہا تھا آپ نے۔"

"نادرہ ڈارلنگ" ندیم نے بڑے رومانی انداز سے کہا۔

"ایک بار پھر کہیے" نادرہ نے جیسے مدہوش ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"امّاں چاہے لاکھ کہیں ۔ میری کمزوری ہے میری بات ہے میں قسم سے کہتی
بیٹے کا تصور بھی نہیں کر سکتا" ندیم بڑے جذباتی لہجے میں بولا۔
"آپ کہتے ہیں سے بالکل یوں جیسے کوئی بہت گلشن میں شہد گھول رہا ہو"
نادرہ نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے آنکھیں کھول دیں "آپ کیسی پیار بھری
کی باتیں کرتے ہیں امّاں پیار بھری باتوں کے سننے کا سبب تھا آپ کے قدموں
میں بھی جان دے سکتی ہوں۔"
رخسانہ نے یوں منہ بنایا جیسے اس نے کڑوی کسیلی گولی نگل لی ہو
بات دراصل یہ تھی کہ نادرہ کے کمرے کے باہر ہی تھا رخسانہ نے باتیں سنی تو
بے کلی ہوئی تو نادرہ کے کمرے سے گزرتے ہوئے اس نے یہ باتیں نادرہ سے کی
باتیں کرنے لگی تو دوستی کے بہانے جانے کیوں نہ جا سکے ہوئے بھی اس کے قدم
ہی آپ رک گئے اس نے پردے کی اوٹ سے جھانک کر دیکھا نادرہ ندیم کی
گردن میں بانہیں ڈالے کھڑی ہے ... بے اختیار اس کے دل میں ان
کے لئے شدید نفرت کا احساس پیدا ہوا۔ تو یہ عشق و محبت کا کھیل یہاں چل رہا ہے
اس نے دانت پیستے ہوئے زیر لب کہا۔
"آپ پلنگ پر ہی ابھی ہٹانا بلکہ سے ہائے سکتے تھے کہہ کر آئی ہو"
نادرہ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔
ندیم کو خطرہ ہوا کہ وہ کہیں رخسانہ کو نہ دیکھ لے
"پھر تو بہت دیر ہو جائے گی" اس نے جلدی سے کہا تو نادرہ پردے
کے قریب پہنچ چکی تھی۔
مرجھائی ہوئی خوبصورتی کی بجلی بن کر نادرہ نے ندیم کی طرف گھوم کر بڑے
پیار و محبت بھرے لہجے میں کہا "آج میں آپ کو رات بے انتہا پیار دوں گی۔"
"مجھے یقین ہے آپ کیلئے نہ محبت کرنے والی ہوں"
"یہ تو محبت نہیں دیوانگی ہے آج آپ نے میری محبت قبول کر کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسرت کا وہ بے پایاں احساس بخشتا ہے کہ جاتے جتنا ازکیا جب مجھ سے اپنے
جوتے بھی صاف کروائیں تو مجھے اس میں بھی ایک روحانی خوشی محسوس ہوگی۔
رخشندہ کو غصہ آگیا۔ اس نے اپنی مسہری سے پیر نکال کر اس کی ہتھیلی
پر ہاتھ میں پکڑا ہی تھا ندیم پر وہ سے تھے بالکل قریب اس کی طرف پشت کئے کھڑی
تھی۔ تو مجھے جوتے صاف کرتے ہوئے روحانی خوشی ہوگی۔ اس نے دل ہی
دل میں کھولتے ہوئے کہا بڑی کو آتی رہی وہاں سے چپل جوتے صاف
کرنے والی۔

"مگر اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔" ندیم کہہ رہا تھا۔ "ہم لوگ کہیں باہر
گھومنے کیوں نہ چلیں۔ مثلاً کسی ہوٹل میں چائے پی لیں گے اور تفریح بھی ہو جائے گی۔
مگر ..... وہ شمشیر ..... صاحب ایک مرتبہ تو خود بھی خوشی سے
اچھل پڑی مگر وہ شمشیر کا نقل اس کے منہ سے نکلتے ہی رخشندہ کا ہاتھ بھی چپل
کی طرف بڑھا۔ وہ دوسری مرتبہ چپل چھینے کی شدید خواہش سے اپنے ہونٹ کاٹ رہی
پڑی رخشندہ شکست جیسے میں پاتھ مسہری سے لٹکے ہوئے تھی۔

"کیا ہوا؟" ندیم نے زبردستی چہرے پر گھبراہٹ کے تاثرات پیدا کرتے
ہوئے پوچھا۔ وہ رخشندہ کی حرکت دیکھ چکا تھا۔

مگر وہ اس جواب دینے کے بجائے ایک جھٹکے سے پیر سکیڑے بری طرح
کے منہ بناتے ہوئے بیٹھ رہی تھی کہ جیسے اس مہینہ سے ادھر ادھر دیکھ
کر اس ناگہانی افتاد کا سبب تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

●

"یہ جب بادل چھٹے تو معرکہ کیا دیکھا ہے میں جو صاف تھے چاند کی بیلی
ندیم کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا تھا لیکن جب ہر شکل تو نہیں آیا ہے کہ

رخسانہ کمال بھائی کے ساتھ کلب کیوں آئی ہے۔"

"رخسانہ فرض کرو کہ میں تم سے شادی کر لوں" نبیل نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ مجھ سے فرضی شادی کرنا چاہتے ہیں؟" نادرہ نے حیرت سے جواب دیا۔

"ہو سکتی ہے ایک بات کہ ... فرض کرو میری اور تمہاری شادی ہو گئی ہے۔" "وہ ہم دونوں" "تم مجھے چھوڑ کر دوسرے مردوں کے ساتھ ہی رقص تو نہیں کرتی پھرو گی۔"

"بالکل نہیں" نادرہ نے فوراً جواب دیا "مگر مجھے تم اچھی بہت فرض کیوں کر رہے ہیں۔ کیا شادی ہی کر لیں گے۔"

"وہ تو خیر ... گھر میں سب چاہتے تھے کہ ذرا اس رخسانہ کو دیکھو سیٹھ صاحب نے ... کمال صاحب کے ساتھ کیوں ہیں مگر ... مگر کسی کو نہیں بتایا ہے۔"

"تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے" نادرہ نے ہنس کر کہا "ظاہر ہے اس نے کمال بھائی کو پسند کر لیا ہے"

"بات تو یہی ہے کہ اب وہ کسی کو پسند یا ناپسند کرنے کا حق نہیں رہا۔"

"وہ کیوں؟"

"اس کی شادی ہو چکی ہے"

"اچھا" نادرہ نے حیرت سے پوچھا "کس کے ساتھ؟"

[illegible]

"نہیں" نادرہ نے چائے کی پیالی ہاتھ سے رکھ کر منہ پھیر کر کہا۔

"یہ ٹھیک ہے مجبوری تھی کہ میں نے خود کو افسر کی بیٹی کے ساتھ بتایا۔ مگر میں جانتا ہوں تم بھی دوسرے لوگوں کی طرح مجھے ہی قصور وار ٹھہراؤ گی مجھے ہی برا سمجھو گی۔"

"ٹھیک طور پر" نادرہ تیزی سے بولی "آخر آپ نے یہ بات مجھ سے کیوں چھپائی۔ آپ کو کیا حق تھا۔۔۔۔"

"کہ شادی شدہ ہوتے ہوئے تم سے محبت کرنے لگوں" نعیم نے بات کاٹی۔

"جی نہیں" نادرہ نے کچھ اور بگڑتے ہوئے کہا "ایک ایسی عورت کی خاطر جو آپ کی بیوی ہو، آپ کے بچوں کی ماں ہو، آپ کیا معنی رکھتے ہیں اس تک میری محبت قبول کرنے سے کتراتے رہیں، میں اب سمجھی ہوں کہ آپ مجھ سے دور رہنے کی کوشش کرتے تھے اس کی وجہ کیا تھی میں پاگل تھی جو اتنا کر بیٹھی آپ پر اعتبار کرتی، کس حق سے آپ کو کس نے دیا کہ ایک بیچاری بیوی کے ساتھ آپ اپنے جذبات اور آرزوؤں کا گلا گھونٹتے رہیں، آپ کو چاہیے تھا کہ پہلی فرصت میں اسے طلاق دے دیں"

"کیا" نعیم نے بڑی حیرت سے کہا "تو تم یہ چاہتی ہو کہ میں ... شادی شدہ ہوتے ہوئے بھی میری محبت قبول کرنے کے لئے تیار ہو؟"

"کیوں نہیں" نادرہ نے فوراً جواب دیا "ایک بے وقوف عورت کی خاطر جو کی خاطر کیسے یہ سر پر بیٹھ کر دے دیں ان کی حماقت سے ہم دونوں کی خوشحالی میں کیوں خلل ڈالیں جب کہ ہم اسی کو اپنے گھر کی زینت بنا لیں؟"

ادھر نعیم کو لگ رہا تھا تم سچ مچ ویسی ہی ہو جیسی میں نے پہلی مرتبہ دیکھی تھی تم سے شادی کی ہوتی کاش مجھے معلوم ہوتا کہ اس دنیا میں ایک ہستی ایسی بھی موجود ہے جو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مجھے پتا ہے، وہ ہیرا نہیں جو غائب ہو گئے ہیں، تمہارا مطلوب وہ ہیرا تھا
جو وہ ہیرا جو بادشاہوں کا تاج اور ملکہ کی مالا...... میرا مطلب ہے کسی
ملکہ کے گلے کا ہار بن سکتا ہے۔"

"مگر ایک شرط ہے۔" نادرہ نے کہا۔

"وہ کیا؟ تمہارے ساتھ شادی کرنے کے لئے مجھے ہر شرط منظور ہے۔"

"آپ کو عذرا کو طلاق دینا پڑے گی۔"

"اور اگر اس نے نہیں لی تو؟"

"یہ تمہارا سوال ہے۔" نادرہ نے مسکرا کر کہا۔ "اسے لینا پڑے گی۔"

"تمہیں معلوم نہیں، وہ بڑی مغرور لڑکی ہے۔" نعیم نے بتایا۔ "شادی کے بعد
میں نے اسے اپنی ماں کے گلے کا ہیرا دکھائی، میں ایک ہیرے کی انگوٹھی دینا چاہی،
جانتی ہو وہ اس وقت دلہن بنی بیٹھی تھی۔ مگر اس نے وہ انگوٹھی میرے منہ پر
مار دی اور گھونگھٹ الٹ کر بولی کہ مجھے آپ کی کوئی چیز نہیں چاہیئے۔ ضرورت
ہوگی تو بازار سے خود خرید لاؤں گی۔"

"مگر طلاق کا انگوٹھی سے کیا تعلق؟"

"یہ تو مجھے معلوم نہیں۔" نعیم نے سر ہلایا۔ "مگر اتنا جانتا ہوں کہ وہ تمہارے
سے زیادہ ضدی ہے۔ جو کہہ چکی ہے کہ میری کوئی بھی کوئی چیز اسے نہیں
چاہیئے اب ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے مگر وہ طلاق لینے پر ہرگز تیار نہیں ہوگی
وہ پھر سے کہنے لگی کہ طلاقیں ایک ساتھ دی جاتی ہیں مجھے ایک ہی ملی تو تین
تین طلاقیں ایک ساتھ تو وہ قیامت تک نہیں لے سکے گی۔"

"کیسے نہیں لے گی۔" نادرہ نے ایک دم کرسی پیچھے کھسکا کر اٹھتے ہوئے
کہا۔ "ذرا اٹھئے تو میرے ساتھ۔"

..... "کیا غضب کرتی ہو۔" نعیم گھبرا کر بولا۔ "اس وقت میں جا کر
کیا ہو جائے گا۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"میں اتنی بے وقوف نہیں ہوں" نادرہ نے جواب دیا "آدمی بات سے مرتا ہو تو زہر دینے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی میٹھی چٹکیاں لوں گی کہ وہ خود سے باہر ہو کر طلاق مانگے گی۔"

"سچ کہہ رہی ہو؟" رحمت بیگ نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

"بلکہ آپ دیکھتے جائیے" نادرہ نے کمال اور رخسانہ کی میز کی طرف بڑھتے ہوئے جواب دیا۔

یہ دونوں قریب پہنچے تو کمال نے یوں چونک کر دیکھا جیسے اب پہلی مرتبہ دیکھ رہا ہو۔

"ارے ہیلو ندیم صاحب" نادرہ زبردستی مسکراتے ہوئے بولی "آپ لوگ بھی آئے ہوئے ہیں؟"

"یہ نادرہ صاحبہ پکڑ کر لے آئیں" ندیم نے یوں کہا گویا معذرت پیش کر رہا ہو۔

"ابھی ہاں کہیں آپ ندیم صاحب کو ناقابل برداشت سمجھتی ہیں" رخسانہ نے کمال سے کہا "یہ بیچارے ابھی تک دوسری کی شکل دیکھ کر بیٹھتے ہیں"

"ہم یہاں بیٹھ سکتے ہیں کمال بھائی؟" نادرہ نے کہا۔

"ضرور ضرور" کمال نے بظاہر خوش اخلاقی سے کہا "چائے منگواؤں آپ لوگوں کے لئے؟"

"ابھی آپ ندیم صاحب کے بارے میں کچھ کہہ رہی تھیں" نادرہ نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ تو... کمال صاحب ہم رقص کریں؟" رخسانہ نادرہ کی بات نظر انداز کر گئی۔

کمال جیسے اشارہ ہی کا منتظر تھا فوراً اٹھ گیا۔ دونوں ڈانس فلور پر پہنچ گئے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"دیکھو تم نے کتنی چالاک ہے" ندیم نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں بھی پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔ ویسے ہم بھی ڈانس کریں گے"

"مگر مجھے ڈانس نہیں آتا"

"چلیں آپ میرے قدموں کے ساتھ قدم اٹھاتے رہیں" نادرہ نے ندیم کا ہاتھ کھینچ کر کرسی سے کھڑا کر دیا۔

عجب ماحول تھا اس وقت شاید کسی کی فرمائش پر وائلن کی دھن بج رہا تھا جو مغربی تہذیب کا انتہائی شریفانہ ڈانس ہے۔

ڈانس فلور تھرکتے ہوئے جوڑوں سے بھرا ہوا تھا۔ نادرہ اور ندیم بھی اسی ہجوم میں شامل ہو گئے۔ کمال اور رخسانہ دوسری طرف تھے۔

"دیکھا" کمال نے رخسانہ کے کان میں سرگوشی کی۔ "ندیم کس شان سے نادرہ کو لے کر ہماری میز پر آ گیا تھا"

"اچھا میں نے غور نہیں کیا" رخسانہ بولی۔ "میں اس وقت دوسری طرف دیکھ رہی تھی"

"وہ سوچتا ہوگا تب ہی کہ آپ کی بیوی پر بھی پردہ نہیں ہے"

"کیا ہی تماشائی سوچ ہے جو بات بات کی باتوں میں ہی رکھ سکتے رہتے ہیں۔ آئیڈیل اس کی لفظیں تھیں وہ پر بھی پوری تھیں"

"اس کے برعکس مجھے دیکھیے" کمال کا لہجہ جھک کر بالکل رخسانہ کے کان سے لگا ہوا تھا۔ "میں آپ سے اتنی محبت کرتا ہوں، اتنی محبت کرتا ہوں کہ......"

چٹاخ...... ایک ہلکی سی آواز آئی اور کمال کا سر تیزی سے رخسانہ کے سر سے ٹکرا گیا۔

"یہ کون بدتمیز تھا" کمال نے جلدی سے گردن موڑ کر دیکھا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ناچنے کو طبیعت چاہا۔ منظر سب بیٹھا اپنے تھوڑے مصروف تھے ندیم ایک ہاتھ نادرہ کی کمر میں ڈالے جیسے تیر کا ہوا چلا جا رہا تھا۔

"آپ تو بڑا اچھا ڈانس کرتے ہیں" نادرہ حیرت سے کہہ رہی تھی۔

"میں نہیں نادرہ ڈارلنگ یہ تمہاری محبت رقص کر رہی ہے" ندیم نے جواب دیا۔ وہ کن انکھیوں سے کمال کو دیکھ رہا تھا جو چند لمحے اپنا سر پیٹنے کے بعد دوبارہ ڈانس کرنے لگا تھا۔

"آپ نے کبھی بے وفا بیوی کی بے غیرتی خوشی کی کمال بھائی سے ایسی چھٹی پر لی ہے کہ کبھی نہ" نادرہ نے بڑے شکایتی لہجہ میں کہا "اور ایک آپ ہیں اتنا الگ ڈانس کر رہے ہیں جیسے مجھ سے چھو بھی گئے تو جھلس جائیں گے"

"میں تمہیں بھی جلا دوں گا نادرہ ڈارلنگ" ندیم نے ایک ٹھنڈی سانس بھری "شمع کی مانند تمہارے اندر محبت کا وہ شعلہ بھڑک رہا ہے جو پروانوں کو جلا کر خاک کر دیتا ہے مجھے ذرا اس کی تپش کا عادی ہو جانے دو، پھر تمہیں کوئی شکایت نہ ہوگی"

"میری محبت شمع کی طرح جلانے والی نہیں بلکہ سلگنے والی ہے" نادرہ نے جذباتی انداز سے کہا "اس میں آگ نہیں چاندنی کی ٹھنڈک ہے تم میرے قریب تو آکر دیکھو ندیم میں تمہیں محبت کی وہ سرمدی نگری کی شراب پلاؤں گی کہ تم اپنی بے وفا بیوی کے دیئے ہوئے تمام زخم بھول جاؤ گے"

ندیم نے دیکھا کمال اور رخسانہ رقص کرتے ہوئے اسی جانب آرہے ہیں۔ وہ نادرہ کے کچھ اور قریب ہو گیا۔

"میرے اتنے قریب آجاؤ ندیم کہ درمیان میں کوئی فاصلہ باقی نہ رہے" نادرہ کہہ رہی تھی "اتنے قریب کہ رخسانہ کسی بھولے ہوئے خواب کی طرح تمہارے ذہن سے نکل جائے اور قریب آؤ اور قریب تمہیں یاد بھی نہ رہے

گئے دیکھوں نے بند کر کے بیٹھے دل کی اتھاہ گہرائیوں میں ..... بھولی بسری کہانی
نادرہ نے بڑی مشکل سے آنسوؤں میں ہونٹ دبا کر چلنے والی چیخ
اور اس کا ہاتھ اپنے گلے پر رکھ لیا۔

"میں ہو اٹھی تک" نسیم نے دو پہلی بار رخساروں کو دیکھتا پہلے سے
دیکھے ہوئے پوچھا "کیا پھر کسی بھڑ نے کاٹ دیا؟"

ٹھیک اسی وقت ایک سرپھرا ایک قوی ہیکل آواز شامل کر کے مارش پر گیا
نیچے ہو رہے جو رستا لیا بیچا سے ہوئے ہیں اپنی اپنی میزوں کی طرف بڑھ
گئے۔ نادرہ رخسانہ کی زبان کا ورد بند تو شکر ہو چکی تھی۔

"آپ چلئے" اس نے نسیم سے کہا "میں ذرا دیر ہو کر آتی ہوں کیا بات ہے
کہیں خیریت تو ہے کیا بھابی ہاتھ دھونے کا ارادہ ہے" نسیم نے
شوخی سے کہا۔

"جی نہیں بلکہ ہاتھ دھو کر آپ کے پیچھے پڑنے کا خیال ہے" نادرہ
نے ہنستے ہوئے جواب دیا پھر بولی "ذرا دیکھنا باجی پہلا گر جوتے کہاں
ڈھونڈ لیا ہے؟"

"میں بھی ساتھ چلوں" نسیم نے پوچھا۔

"تمہیں کوئی تکلیف ہے بھئی میں" نادرہ نے سوال کیا۔

"مجھے تو ایک بہت بڑی تکلیف ہو گئی ہے تمہیں تو خبر نہیں"

"شکل سے خود تم کو پتہ چل رہا ہے"

"اس وقت تو تم بہت شاعر لگ رہی ہو"

"جی ہاں آپ کی محبت نے مجھے شاعر بنا دیا ہے"

"خوب" نسیم مسکرایا "محبت بھی کیا چیز ہے مجھے رومانی
اور تمہیں شاعرہ"

"پھر تو دور ایک جنرل کمپنی کمرے میں ... رخسانہ کے قریب

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نصرت نے مجھ سے کہا "تو دنیا بھی تماشا دیکھے گی۔"

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں" ندیم نے پلٹ کر جواب دیا "بشرطیکہ آپ
ایسب کو خیر بخیر قبول کر لیں۔"

مگر زینت تو شاید سن بھی نہ سکی وہ اپنی بات کہہ کر آگے بڑھ گئی تھی
"یہ اس کی خاص عادت ہے" تبسم نے تاسف سے بھری ہوئی آواز میں کہا "ہار
کے ٹھہرتی نہیں ہے"

"میں خود ڈاکٹر سے اس بیچاری کا دماغ درست کروں گی" نازش نے
نفرت سے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا "پتہ نہیں یہ کیسے کالج میں پڑھ کہاں
سے آگئی تھی"

"اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اتنے آدمیوں میں ڈھونگ مارنے کے لئے
اسے صرف تمہیں ہی پسند کیا" ندیم بڑی سنجیدگی سے بولا "یہ اس بات کا ثبوت
ہے کہ تم سے محبت کرنے والوں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے میرے رقیب بھی ہیں۔"

"خدا ایسے پرستاروں سے بچائے جو ڈھونگ مار کر محبت کا اظہار کرتے
ہیں" نازش نے کہا اور ڈائننگ کی طرف چل دی۔

ندیم کمال کی میز کی طرف بڑھ گیا "نازش تو ڈائننگ کو گئی ہیں"
اس نے بیٹھتے ہوئے کہا

"مسٹر ندیم" کمال نے کچھ جھجکتے ہوئے کہا "کیا آپ کو اس بات پر اعتراض
ہے کہ آپ کی بیوی میرے ساتھ ڈانس کر لیتی ہیں؟"

"ہرگز نہیں" ندیم نے فوراً جواب دیا "آپ تو کلب کی بات کر رہے
ہیں یہ آپ کے ساتھ گھر جا بھی سکتی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا"
"شکریہ" کمال نے جھک کر بولا "کیا مطلب"

"مطلب یہ ہے کہ میں نازش سے شادی کرنے والا ہوں اسلامی شریعت کے
مطابق آپ ان سے شادی کر سکتے ہیں جیسے کہ ماضی میں ہو چکا ہے۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"مسٹر ندیم آپ اپنی حد سے آگے بڑھ رہے ہیں۔"

"جی بہت بہتر پیچھے ہو جاتا ہوں" ندیم نے اپنی کرسی پیچھے کھسکا لی۔

"آپ میرا اخلاق اُدھار لے رہے ہیں" کمال نے بھی ہنستے ہوئے کہا

"آپ میری بیوی اڑا رہے ہیں، کم سے کم مجھے تو ... کا حق دو"

ندیم نے مسکرا کر جواب دیا۔

"ہنہ بیوی" رخسانہ نے منہ بنایا "بیوی کا خیال ہوتا تو آپ دوسری

کلب میں بیٹھے نہ ہوتے۔"

"اور تم نے ان کو اسپتال جانے پر مجبور کر دیا" زیب نے ہنسی دبا کر

اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"معاف کیجئے" کمال ہنستے ہوئے بولے "آپ کو معلوم

میں ایک شریف آدمی کے چہرے پر تماشا ہے زیب دیکھئے۔"

"میں نے چپت ماری" ندیم نے بڑی حیرت سے پوچھا "کس

"مجھے یہ اللہ کس کے"

"آپ نے مجھے چپت لگاتے ہوئے دیکھا تھا"

"کلب میں کسی اور کو مجھ سے اتنی پرخاش نہیں ہو سکتی سب

میرے دوست ہیں۔"

"ممکن ہے آپ نے پہلے کسی اور دوست کی بیوی کی بات

کی ہو۔"

"آپ خیر بیوی پر حملہ کر رہے ہیں" کمال نے طنز میں دانت

پیس کے کہا "رخسانہ نے خود آپ کو چپت مارتے دیکھا تھا اور یہ امی

بھی اس بات کی گواہ ہیں کہ شرافت کے جامے سے کون باہر ہو رہا ہے

جیسے آپ شرافت کا جامہ تو پہن لیتے ہیں تب بھی ...

کون باہر ہو رہا ہے" ندیم نے کمال کے بجائے بیگم کی طرف اشارہ کر کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

راب ہو گیا۔

"گویا آپ نے چیت نہیں ماری ہے اور رخسانہ جھوٹ بول رہی ہیں۔"

"ہاں میں نے ہی چیت ماری تھی، پھر آپ کیا کر لیں گے۔"

"آپ ذرا باہر آئیے" کمال نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"چلیے" مریم بھی اٹھ گئی۔

کمال تیز چلتا ہوا غصے کے ساتھ باہر لان میں آ گیا۔ اس کے برعکس مریم بالکل پرسکون تھی۔ رخسانہ گھبرائی ہوئی سی محسوس ہو رہی تھی مگر اس کے باوجود اس نے کمال یا مریم کو روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔

"تو آپ اقرار کرتی ہیں کہ رخسانہ کے چیت آپ نے ماری تھی" کمال نے آستینیں چڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں ماری تھی، ماری ہے تو کیا۔ کچھ بولے تو پھر ماروں گی۔"

"اب بھی موقع ہے کہ آپ معافی مانگ لیں تو میں درگزر کر سکتا ہوں" کمال نے کہا۔

"معاف کیجئے میں قیامت تک آپ سے معافی نہیں مانگ سکتی آخر کیوں مانگوں۔ مجھے ضرورت کیا ہے مانگنے کی" مریم بولی۔

"کیا خیال ہے" کمال نے رخسانہ کی طرف دیکھا "معافی تو ایک طرح سے انہوں نے مانگ لی ہے۔ بات ختم کی جائے؟"

"لاحول ولا قوۃ" مریم رخسانہ کے کچھ کہنے سے پہلے بول پڑی "یہ تو الٹی بات ہی منہ پر آ گئی۔ میں تو سمجھ رہی تھی کہ آپ میرے ہاتھ سے مار کھانے کو پتہ نہیں آ گئے تھے۔"

"جی ہاں آپ مار سکتی ہیں، چپ چاپ برداشت کر لیتا لیکن غصہ آ گیا تھا۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"نہیں۔ خیر یہ توقع تو نہیں تھی۔ ویسے یہ تو ضرور چاہئے تھا۔" ندیم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے جا بیٹھ۔ بڑے دیکھے ہیں ایسے دعوے والے۔"

"مجھے یقین ہے ضرور دیکھے ہوں گے اور دیکھے ہی نہیں ہوں گے ان کے ہاتھ سے مار بھی کھائی ہوگی۔" ندیم نے جواب دیا۔ "آپ کی حرکتیں ہی ایسی ہیں۔"

"بہت زبان چل رہی ہے۔ ابھی ایک ہاتھ دوں تو ساری شوخی ہوا ہو جائے گی۔" کمال نے گھونسہ دکھایا۔

"پھر بھی۔ کیوں ایسی دل شکن باتیں کر رہے ہو۔" ندیم نے ہاتھ جوڑ دیئے۔ "مجھ سے بڑے بڑے پہلوان تو میرے محلے کی دھمکیاں دیتے نے کچھ بھی نہیں ہے۔"

"وہ تو یہ بات ہے۔ میں تو طرح دے رہا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے آپ کی شامت ہی آئی ہے۔" کمال نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔ یہی اس کا ہاتھ تیزی سے اٹھا اور گھونسے کی صورت میں ندیم کی گردن پر جا پڑا۔

ندیم کے لئے یہ حملہ یا تو بالکل غیر متوقع تھا یا پھر اس نے جان بوجھ کر یہ پڑنے دیا۔ بہر حال بات کچھ بھی ہو۔ ندیم اس گھونسے کا جواب دیئے بغیر لڑکھڑاتا ہوا منہ کے بل زمین پر جا پڑا تھا۔

کمال نے ایک انداز حقارت سے اپنے رقیب کی طرف دیکھا اور ہمارا خیال تو کی طرف پلٹ ہی رہا تھا کہ ندیم شیر کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا اور بجلی کی سرعت سے کمال کی طرف لپکا۔ کمال بالکل اس طرح جیسے پھر اس کی کمر پر حملہ کرنا چاہتا ہے ایک طرف ہٹ گیا اور ندیم زور میں لڑکھڑاتا ہوا اس کی گھاس پر جا پڑا تھا۔ وہ پھر اٹھا۔ اس مرتبہ کمال نے اپنے سینے سے ہاتھ سے ایک زبردست

www.iqbalkalmati.blogspot.com

منہ سے سسکی نکلی ندیم نے تین چار قدم زمین پر رکھا تھا ہی چند لمحے تک وہیں پر پڑا رہا اور پھر ایک دم اٹھ کر کمال کی طرف جھپٹ پڑا لیکن دو ہی قدم چلا تھا کہ کمال نے گردن اور جسم کی خاص جنبش سے خالی دیئے اور جواب میں دانت کٹکٹا کے جو ایک گھونسا ندیم کے سینے پر مارا ہے تو ندیم ہائے کہہ کر وہیں گر گیا۔

رخسانہ فق چہرے کے ساتھ یہ لڑائی دیکھ رہی تھی پھر جب ندیم کے ہٹنے پر اس کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی اور پھر جیسا کہ ہم نے دیکھا اس کا رنگ پھیکا اور سفید پڑ جاتا ندیم ہائے کہہ کر گرا تو بالکل بے خیال سی ہو کر کمال کی طرف بڑھی اور اس سے پہلے کہ کمال اس کا مقصد سمجھ سکتا رخسانہ کا ہاتھ اٹھا اور ایک زناٹے دار تھپڑ کمال کے گال کو سرخ کر گیا وہ ایک لمحے تک ششدر کھڑا حیرت سے رخسانہ کو گھورتا رہ گیا۔

اور پھر تھپڑ مارتے ہی جیسے رخسانہ کو اپنی عجیب حرکت کا احساس ہو گیا ہو اس نے گھبرائی ہوئی نظروں سے کمال کی طرف دیکھا۔

"میں .... معافی چاہتی ہوں" وہ ہکلائی "میں دراصل یہ کرنا چاہتی تھی" یہ کہہ کر وہ تیزی سے پلٹی اور تقریباً بھاگتی ہوئی کلب کے گیٹ سے باہر نکل گئی۔

تھپڑ کی تند سی آواز خاصی بلند تھی ندیم نے بھی سن لی تھی۔ وہ ابھی ذرا سا سر اٹھا کر رخسانہ کو گیٹ کی طرف بھاگتے دیکھا ہی تھا کہ درد کا نعرہ لگاتا ہوا ایک دم کھڑا ہو گیا۔

"کمینے ٹھہر ... اسے ہی تم نے میرے چار دانت توڑ دیئے" وہ کمال کو گھورتے ہوئے بولا۔

"کیوں کیا پیٹ نہیں بھرا ابھی کھانے کا ارادہ ہے" کمال نے تیکھے لہجے میں جواب دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"نہیں وہ سب کے سب مجھ سے دور واپس کرنا چاہتا ہوں" ندیم نے ایک دم ہاتھ چھوڑ دیا۔

اور پھر شہزادہ کمال حیرت زدہ رہ گیا۔ اسے کچھ پتہ ہی نہیں چلا کہ اب کیا ہوا۔ ایک پہاڑ سا اسے اپنی گردن پر ٹوٹتے محسوس ہوا۔ اور خود کو سنبھالنے کی کوشش کے باوجود وہ دور تک لڑکھڑاتا چلا گیا۔ ابھی سنبھل نہیں ہو سکا تھا کہ ندیم ایک جست میں اس کے سر پر جا پہنچا اور پھر تابڑ توڑ ہاتھ پڑنے لگے۔ کمال کو سنبھلنے کی مہلت نہیں مل سکی۔ وہ ایک طرف سے اٹھتا تو دوسری طرف لڑھک جاتا۔ آخر کار مار کھانے کے بعد اس نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ کان دبا کر چپ چاپ کھسک جائے ورنہ یہ کمبخت زبان ہی نکال لے گا۔

کمال کی کار میں بیٹھے ہوئے رخشانہ نے بڑی حیرت سے ندیم کو گیٹ سے نکلتے دیکھا۔ وہ بڑا اکڑ اکڑ کر چل رہا تھا۔ ادھر ادھر دیکھ کر ایک گزرتی ہوئی ٹیکسی کو ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کیا۔ دروازہ کھول کر پچھلی نشست پر بیٹھا اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ رخشانہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کمال کہاں رہ گیا اور یہ ندیم کیوں اکڑ رہا تھا۔ وہ کار سے نیچے اتری۔ گیٹ کے قریب آ کر دوسری طرف دیکھا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ بجلی کی تیز روشنی میں چمکتے ہوئے لان میں دھوبی کی طرح پٹا ہوا کمال جبڑے کو سہلاتے ہوئے لڑکھڑاتا ہوا گیٹ کی طرف آ رہا تھا۔

رخشانہ نے کمرے میں قدم رکھا۔ ندیم نے کرسی سے اٹھتی ہوئی نظر ڈالی کر دوبارہ اپنی جگہ بیٹھا رہا۔

ادا سے بیٹھتے ہی شوخ آنکھوں سے رخشانہ کی طرف دیکھ کر بولا: "میں آپ کو ایک خواب سناتا ہوں۔ بالکل تازہ۔ کل رات

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیکھتا ہے۔

مہ بیٹے دو بجے تمہارے اوٹ پٹانگ سوالوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے" شبناز بیزاری سے بولی۔

"سنئے تو سہی" تدبیر نے بڑے مزے سے کباب کی بوٹی کھاتے ہوئے کہا جیسے میں کسی لق و دق صحرا میں تنہا سفر کر رہا ہوں اچانک پتہ نہیں کہاں سے ایک آدمی کا مجسمہ سا اترتا ہوا آ گیا۔ غور سے دیکھا تو بالکل ویسی ہی اپنے بڑے بڑے دانت نکالے جیسے کھڑی رہی تھی۔ کیا بتاؤں شبناز اتنی خوفناک تھی اس کی صورت کہ خوف سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ بالکل سفید چہرہ آنکھیں جیسے پیالے کے دیئے بالکل شعلوں کی طرح سرخ اور بکھری ہوئی جھریاں بہہ بہہ کر گالوں پر آ رہی تھیں۔ خاک آلود بال جن میں مٹی ریت پڑی تھی۔ تمام چہرے پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس نے منہ پھاڑ کر ایک جماہی لی اور ایسا لگتا تھا کہ کوئی پہاڑی سرنگ جا رہی ہے کہ سنائی دی جیسے توں رے سے ساتھ چھوڑ گئیں؟

شبناز نے قہر بھری نظروں سے شہلا کی طرف دیکھا۔

"میں نے کہا معاف کرو میں کوئی ڈیڈی ہوں، میرا اتنا کیا ساتھ" تدبیر کہہ رہا تھا۔ "تمہاری عقل کی سمجھ میں کوئی بات کہاں آتی ہے۔ ایک دم مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے بادل گرج رہا ہو۔ ٹکٹکی باندھ کر اس کی طرف دیکھا تو وہ منہ پھاڑ کے ہنس رہی تھی۔ بولی میں تو ان تینوں سے ساتھ شادی کر دوں گی۔ میں نے دل میں سوچا آ گئی مصیبت بھلا کہاں دیوانی کہاں یہ دم زدہ۔ راستے میں کیا دیکھتا ہوں کہ بالکل اسی جیسا دیو سامنے سے بھاگا چلا آ رہا ہے۔ وہ بھی اس سے میری شکایت کرنے لگی۔ ویسے بھی اس نے یہ آن دم زدہ کو لگی شادی کر ڈالی چھپا... بڑے دانت نکالے شہزادی کہتا ہوا میری طرف بڑھتا پہلے تو میں نے کہا بتاؤ کون اور کیا کام کرتے ہو لیکن جب وہ کسی طرح

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ملا ہی نہیں تو مجھے بھی غصہ آ گیا اور پھر جو میں نے ہاتھ چلائے ہیں تو یقین کیجیے

وہ خاک چاٹتا نظر آیا۔"

"پتہ نہیں کیا ہے پر کی ہانک رہے ہو" شہناز نے کاٹتے ہوئے لہجے

میں کہا۔ "یہ کوئی محاسبہ ہے۔"

"میں سب سمجھ رہی ہوں" رخسانہ بگڑ گئی۔ "آپ نہیں جانتیں یہ مجھے

ستایا جا رہا ہے۔"

"بیٹھیے" ندیم نے ہاتھ چلایا۔ "وہ ہی بات ہوئی کہ تم تو مجھے چھوڑو گی

میں آپ سے کب بات کر رہا تھا۔"

"اب یہ معاملات میری برداشت سے باہر ہو چکے ہیں" رخسانہ

شہناز سے مخاطب ہوئی۔ "آج ندیم صاحب نے کلب میں وہ حرکت

کی ہے کہ میری جان سنک کر رہ گئی۔"

"کیا پھر کوئی جھگڑا ہو گیا تم دونوں میں" شہناز نے پوچھا۔

"جھگڑا خود شروع کر دیتے ہیں آپا شرمندہ کر دی" رخسانہ نے تیزی سے کہا۔

"پہلے تو انہوں نے بھرے کلب میں کمال صاحب کے سر پر چپت ماری اور

جب اس شریف آدمی نے احتجاج کیا تو بدمعاشوں کی طرح ہاتھا پائی پر

آ گئے۔ اس پر کہتے ہیں کہ وہ ہی بری طرح ملا ہے کہ میں اب کیا بتاؤں۔ سر پر

کہا شرم سے کون مرتے ہیں مجھ کو ماننے والے میری مرضی ہے خواہ کسی کے

گھوڑوں پھیر دوں۔"

"مگر بات کیا ہوئی۔"

"بات کیا ہوتی میں آج چھٹی کے بعد کمال صاحب کے ساتھ

چلی گئی تھی بس سارا فساد اسی کا ہے۔ خود جاتے ہیں اس چڑیل نائلہ کے

پر لطافت کے جال میں محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں ان کو کچھ نہیں۔"

"تم کیوں ندیم سے میں کیا کہہ رہی ہوں" شہناز نے ڈانٹا "تم نہیں آ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رکھا گیا ہے یا بوائے فرینڈ۔"

"یہ ان کے ساتھ کب بھی جاتے ہیں اور ڈانس بھی کرتے ہیں" رخسانہ
نے شکایت کی۔

"ہاں جاتا ہوں پھر آپ کو کیا" ندیم چڑ کر بولا۔

"کچھ نہیں میری بلا سے آپ سوسائٹی کی آوارہ تتلیوں کے ساتھ اڑتے
پھریں۔ میں تو یہ کہتی ہوں کہ آپ میرے پیچھے کیوں پڑے ہیں۔ میرا آپ سے
واسطہ کیا ہے"

وہ انتہائی غصہ میں فرخندہ کی طرف گھومی۔

"اس نام نہاد شادی کے وقت یہ کہا گیا تھا کہ محض پریس کی تحقیقات
اور خواہ مخواہ کی پبلسٹی سے بچنے کے لئے ایسا کیا جا رہا ہے اور یہ کہ میں جب چاہوں
یہ کاغذی رشتہ ختم کر سکتی ہوں۔ اب حالات بالکل معمول پر آ گئے ہیں۔ پولیس
نے کاغذات بھی واپس کر دیئے ہیں پھر اس ڈرامے کو جاری رکھنے کی کیا
ضرورت ہے؟"

"آخر آپ چاہتی کیا ہیں؟" ندیم نے تیزی سے پوچھا۔

"میں اپنی آزادی چاہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ آئندہ آپ کی
صورت مجھے نظر نہ آئے۔ آپ ذہن میں رکھیں کہ آپ کی بیوی ہوں۔ اپنی جائز
خواہشات مجھ پر ٹھونسنے کی کوشش ترک کر دیں۔" رخسانہ نے انتہائی
غصہ سے جواب دیا۔

"تو میں نے کب آپ کو پابند رکھا ہے۔ میں کل صبح ہی کسی ہوٹل
میں منتقل ہو جاؤں گا۔ مگر آپ بھی یاد رکھیں کہ اب آپ دوبارہ میرے سامنے
آنے کی کوشش نہ کریں۔"

"مگر مشکل یہ ہے" شریف نے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ "وہ شاید در
اصل یہ بھول گیا کہ میں نے بتایا تھا کہ تم دونوں کی باقاعدہ شادی ہو چکی ہے اور شادی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کا تعلق اس طرح نہیں ٹوٹ سکتا؟"

"تو پھر کس طرح ٹوٹ سکتا ہے" رخسانہ نے پوچھا۔

"یا تو ندیم تمہیں طلاق دے یا پھر تم عدالت میں خلع کا مقدمہ دائر کرو۔" شریف نے جواب دیا۔

"جب مجھے اس سے کوئی تعلق ہی نہیں کوئی دلچسپی بھی نہیں تو مجھے کیا ضرورت ہے طلاق دینے کی" ندیم بولا۔

"کیسے نہیں دیں گے آپ کو طلاق دینا پڑے گی۔"

"مگر کیوں، آپ کو آزادی کی بہت خواہش ہے تو عدالت سے رجوع کیجئے۔"

"آپ دیکھ رہے ہیں شریف بھائی یہ صریحاً زیادتی کی خلاف ورزی ہے۔"

"بھئی جب تم دونوں اس رشتے سے خوش نہیں ہو تو طلاق دے کیوں نہیں دیتے۔" شریف نے ندیم سے کہا۔

"میں کیوں دوں، یہ خود عدالت سے خلع کیوں نہیں حاصل کرتیں۔"

"تم رخسانہ کو بیوی کی حیثیت سے رکھنا چاہتے ہو۔"

"بالکل نہیں، میں کیا ایسی بیوی کا اچار ڈالوں گا جو سردوں کے ساتھ ناچتی پھرے۔"

"تو پھر دے کیوں نہیں دیتے طلاق۔"

"آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے خاندان میں طلاق دینے کا رواج نہیں ہے میں اپنی خاندانی روایت کیوں توڑوں۔"

"دیکھو تم ندیم کو اپنے شوہر کی حیثیت میں قبول نہیں کر سکتیں۔" شریف نے رخسانہ سے کہا۔

"ہرگز نہیں، کوئی شریف لڑکی ایسے شوہر کو برداشت نہیں کر سکتی جو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

؟ والا لڑکیوں سے دلچسپی رکھتا ہو" رخسانہ نے جواب دیا۔

"تو پھر تم عدالت سے خلع لے لو۔"

"مجھے مجبور کر دیا گیا تو میں کر گزروں گی۔ مگر پوچھتی ہوں کہ کیا شوہر کی شرافت اسی کا نام ہے کہ یہ بات طے ہو چکی تھی کہ مجھے اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑے" رخسانہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور پھر اچانک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ہاں بھئی یہ بات تو ہے" شریف نے سوچتے ہوئے کہا "شادی کے وقت جو بات طے پائی تھی اس کے مطابق تو تمہیں طلاق دے دینا چاہیئے۔"

وہ کچھ دیر تک سکتے کے سے عالم میں رخسانہ کو آنسو بہاتے دیکھتا رہا۔

"میں بھی عجیب جذباتی آدمی ہوں" وہ بڑبڑایا "میری سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ کسی لڑکی کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔ اچھی بات ہے رخسانہ کل صبح آپ کو تحریری طلاق نامہ مل جائے گا۔"

اور یہ کہہ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ اس نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ اس کی بات سن کر رخسانہ کے آنسو تھمے نہیں تھے۔ بلکہ اور شدت سے بہنے لگے تھے۔

کمرے میں دھوئیں کی تپش اور چاروں طرف دھواں پھیلا ہوا تھا۔ دروازے پر سرخ شعلے خوفناک اژدہوں کی طرح اپنی لال لال زبانیں نکالے کمرے کے اندر گھسنے کی کوشش کر رہے تھے۔ شریف نے ایک جست میں دروازہ پار کیا۔

رخسانہ اپنے پلنگ پر بے خبر سو رہی تھی۔

"رخسانہ رخسانہ" شریف نے اس کا کندھا پکڑ کر جھنجھوڑ دیا۔ "جلدی اٹھو گھر میں آگ لگ گئی ہے۔"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رخسانہ نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ شریف بُری طرح کھانسنے لگا تھا۔ کمرے میں بالکل اندھیرا تھا۔ مگر شعلوں کی لہرائی ہوئی چمک تیز ہو کر چاروں طرف گھٹا ہوا دھواں شعلوں کی وجہ میں صورت حال سمجھانے کے لئے کافی تھا۔ اس نے ایک چیخ ماری اور گھبرا کر چارپائی سے اٹھتی ہوئی نکلنے ہی والی تھی کہ شریف نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"گھبراہٹ میں باہر نکلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور چیخو مت دیر ہوا۔ یہ میرے ہاتھ میں پانی سے بھیگی ہوئی تولیہ ہے ناک اور منہ پر رکھ لو مت آنکھیں اٹھا کر کمرے سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

رخسانہ نے ایک گیلی تولیہ شریف کے ہاتھ سے لی اور جلدی سے ناک پر رکھ لی۔ شریف نے بالکل کسی بچے کی طرح اسے گود میں اٹھایا اور دروازے کی طرف لپکا۔ عین اس وقت جبکہ وہ ایک قدم کے فاصلے پر رہ گیا تھا، رخسانہ نے ایک جلتی ہوئی لکڑی کو کمرے کے اندر گرتے ہوئے دیکھا۔ اسے اپنے سر پر ایک چوٹ کا احساس ہوا اور تب اسے یوں لگا جیسے کسی نے اس کے سر پر چھڑک دی ہو اور پھر اس کا ذہن دھوئیں کے گہرے مرغولوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

"شریف بھائی!" باہر سے نعیم کی تیز آواز آئی۔ شاید وہ بھی اپنے کمرے سے نکل آیا تھا۔

"گھبراؤ نہیں" شہناز نے کہا۔ جو دروازے سے باہر برآمدے میں کھڑی ہوئی تھی۔ "شریف صاحب رخسانہ کو کمرے سے نکال لائے ہیں۔"

اور پھر اسی وقت شریف تیزی سے آگ کے شعلوں میں سے نکلتا ہوا رخسانہ کو گود میں اٹھائے شہناز کے کمرے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ ایک ملازم پانی کی بھری ہوئی بالٹی لایا اور جلتی ہوئی دیواروں اور فرش پر پھینکنے لگا۔ نعیم کو بھی پیچھے ہٹنا پڑا۔ وہ شہناز کی طرف بڑھا۔ دوسرے ملازم بھی ایک بالٹی پانی سے بھرے چلا آ رہا تھا۔

حیرت کی بات یہ تھی کہ جو آگ بظاہر اتنی خوفناک سی معلوم ہو رہی تھی تین چار بالٹیوں میں ہی فرو ہو گئی۔ اس طرف سے اطمینان ہوتے ہی وہ شناد کے کمرے کی جانب لپکا۔ شریف دکھائی تک نہیں دیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ دروازہ اندر سے بند ہے۔

"شریف بھائی" اس نے کواڑ پیٹ ڈالے "دروازہ کھولئے"

"ذرا ٹھہرو ابھی کھولتا ہوں" اندر سے شریف کی آواز آئی

"تقریباً تین چار منٹ بعد دروازہ کھلا تو ندیم بے تابانہ اندر گھس گیا۔ کمرے میں ٹیبل لیمپ کی مدھم سی روشنی پھیل رہی تھی اور اس روشنی میں ندیم نے رخسانہ کو پلنگ پر بے سدھ پڑے ہوئے دیکھا۔ اس کے چہرے پر سفید پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

"ارے کیا ہوا شریف بھائی" ندیم نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے" شریف نے مطمئن لہجے میں جواب دیا "ایک جلتی ہوئی لکڑی رخسانہ کے منہ پر گر پڑی تھی بایاں گال معمولی سا جھلس گیا ہے۔ آنکھیں وغیرہ بالکل محفوظ ہیں۔ میں نے دوا لگا کر پٹی باندھ دی ہے۔ ایک دو دن میں ٹھیک ہو جائیں گی۔"

"مگر یہ آگ لگی کیسے"

"غلطی ہے یہ میری ذہنی غفلت کا نتیجہ ہے" شریف نے شرمندگی کے ساتھ کہا "میں شب بسر کرنے کی تیاری کر رہا تھا ڈاکٹر مینسٹری کی فلمیں دکھانا تھا۔ اسکرین برآمدے میں ایک طرف لگا رکھا تھا اور [illegible] پیچھے دروازے کے باہر رکھی ہوئی [illegible] کے لئے [illegible] تھا [illegible] دیئے تھے [illegible] کے رکھ دیئے تھے وہ سلیپ [illegible] آ گئے [illegible] پیچھے ہٹی میں نے سگریٹ پی ہی رہا تھا کہ [illegible] شاید فلم کا کچھ حصہ اس پر جا پڑا اور [illegible] سے آگ لگ گئی۔ میں نے جلدی سے کشن [illegible] مگر [illegible] احسان

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جیسے نیچے فرش پر رکھا ہوا تھا شعلوں کی لپیٹ میں آگیا۔ دیواروں پر دال پیپر لگا ہوا تھا، وہ بھی سلگنے لگا۔ رخسانہ کمرہ زدہ میں تھا۔ اس سے آگ بڑھنے کی صورت میں اسے نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا چنانچہ میں پہلے اسے نکال لایا۔" وہ لمحہ بھر کے لیے رُک گیا۔

میرا خیال ہے آگ تو تم لوگوں نے بجھا دی ہوگی۔"

"ہاں آگ بجھ گئی ہے۔" ندیم نے تھکے تھکے انداز میں جواب دیا۔

"امید ہے کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا ہوگا۔" شریف نے کہا۔ "تم یہاں بیٹھو میں ذرا وہاں دیکھ کر آتا ہوں۔ مگر دیکھو خاموش بیٹھے رہنا۔ رخسانہ غالباً بے ہوش ہے۔ اسے اٹھانے یا اس سے بات کرنے کی کوشش مت کرنا۔"

"میں کسی ڈاکٹر کو فون کرتا ہوں۔" ندیم نے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" شریف نے جواب دیا۔ "تھوڑی بہت ڈاکٹری میں بھی جانتا ہوں۔ ضرورت کے مطابق پٹی کر دی ہے اور اسے ایک مسکن دوا بھی دے چکا ہوں۔ صبح ہونے دو پھر دیکھا جائے گا۔"

رخسانہ نے ٹٹولتی ہوئی انگلیوں سے شہناز کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"آپا یہ سب کیا ہو گیا؟" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "سچ بتایئے کیا میری آنکھیں میرا چہرہ سب کچھ جل چکا ہے؟"

"کیسی دیوانوں کی باتیں کر رہی ہو۔" شہناز نے ہمدردی سے اس کا ہاتھ تھپکتے ہوئے جواب دیا۔ "تم نے سنا نہیں ڈاکٹر صاحب ابھی کیا کہہ گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ آنکھوں پر تو خدا کے فضل سے خراش تک نہیں آئی۔ اور چہرہ بھی بس معمولی سا جلا ہے۔ جو تھوڑے ہی دنوں میں ٹھیک ہو جائے گا۔"

"میں جانتی ہوں آپ شریف بھائی ڈاکٹر صاحب سب مجھے بہلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے بتانا نہیں چاہتے مگر...... مگر آنکھیں شاید

بھی ہو گئیں تو اپنا جھلسا ہوا چہرہ لے کر میں کیا کروں گی کہاں جاؤں گی۔"

"پھوپھی بیگم کی سی باتیں" شبانہ نے بڑی بہن جیسے پیار سے کہا "سب کچھ بالکل اسی طرح ہو گا جس طرح تم چاہتی ہو۔ ہم نے ندیم کو راضی کر لیا ہے، وہ تمہارے اچھے ہوتے ہی طلاق کا کاغذ لکھ دے گا۔ شریف صاحب نے سیٹھ رمضانی سے بھی بات کر لی ہے وہ بڑی خوشی سے تمہیں اپنی بہو بنانے پر تیار ہیں، تم کمال سے شادی کرنا چاہتی ہو نا تو سمجھ لو کہ تمہارے ٹھیک ہوتے ہی شہنائیاں بھی بجنے لگیں گی۔"

"آپا" رخسانہ ایک دم گھبرا کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی "یہ آپ نے کیا کہا"

"آرام سے لیٹی رہو" شبانہ نے اسے پھر لٹا دیا "کیوں تمہیں کیا یہ بات سن کر خوشی نہیں ہوئی؟"

"میں نے آپ سے یہ کب کہا تھا کہ میں کمال سے شادی کرنا چاہتی ہوں"

"مگر تمہاری اس رات کی باتوں سے تو یہی اندازہ ہو رہا تھا" شبانہ نے جواب دیا۔ "پھر ندیم نے جو حالات سنائے اس سے بھی ہم لوگوں نے یہی رائے قائم کی کہ تمہیں ندیم کے مقابلے میں کمال بہت پسند ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں آپا" ندیم کی آواز آئی۔

"یہ کیا تمہیں اندر آنے کے لئے اجازت کی ضرورت کب سے محسوس ہونے لگی" شبانہ بولی "آ جاؤ کیوں نہیں۔"

"میری رخسانہ صاحبہ کہتی ہیں" ندیم نے کہا اور رخسانہ کو اس کی آواز بڑی بھلی بھلی سی محسوس ہوئی "میں ان کی اجازت کے بغیر کیسے آ سکتا تھا۔"

"شکریہ آپ کو میرا احساس تو ہوا مگر کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جن کے حق میں دوسروں کی خواہش معلوم کرنا پڑتی ہے۔ انسان ہر ایک پر اپنی خواہش اور اپنی مرضی مسلط نہیں کر سکتا" رخسانہ نے آہستہ لہجے میں کہا۔

"اب آپ کی طبیعت کیسی ہے" ندیم نے دانستہ رخسانہ کی بات نظر انداز

کرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کو میری طبیعت کے بارے میں پوچھنے سے کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے۔" رخسانہ نے تلخی سے جواب دیا۔ "آپ تو یہ فرمایئے کہ مس ناہید کا کیا حال ہے۔ آپ کی شامیں تو شاید کلب میں ہی گزرتی ہوں گی"

"جی ہاں آپ کا اندازہ درست ہے۔" ندیم کے لہجے میں بھی ترشی آگئی "اور آپ کو یہ سن کر بھی خوشی ہوگی کہ سیٹھ رمضانی نے ہماری شادی کی اجازت دے دی ہے۔"

"پھر تو مبارک ہو۔" رخسانہ ایک زہریلی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "ابھی [illegible] آپا نے بھی مجھے بہت بڑی خوش خبری سنائی تھی شاید آپ نے سنا ہو اس لئے بتاتی ہوں کہ سیٹھ صاحب میری اور کمال کی شادی کی اجازت بھی دے چکے ہیں۔"

"میں یہ خبر سن چکا تھا مگر آپ کے منہ سے سن کر کچھ اور ہی لطف آیا" ندیم نے جواب دیا "خدا کمال صاحب کو مستقل مزاجی کی توفیق دے اور شادی کے بعد صرف آپ پر قناعت کر سکیں۔"

"یہ آپ نہیں آپ کی فطرت میں چھپا ہوا شیطان بول رہا ہے۔" رخسانہ نے تیزی سے کہا۔ "فطری بات ہے کہ انسان جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی دوسروں کو بھی سمجھتا ہے۔"

"درست ہے۔" ندیم نے تمسخر چھپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اور یہ شیطان کتنا مکار ہے کہ آپ کی بجائے دولت آباد کے [illegible] کے سفر میں بھی ایک ایسی لڑکی سے متعارف نہیں کرا سکا جو ہاتھ جوڑ کر اس کی بیوی بننے کی درخواست کر رہی تھی۔"

"ہاں بھئی تو یہی کہہ رہا تھا کہ" سیٹھ رمضانی کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولے "شاید آج کل درخواستوں کا موسم آیا ہوا ہے۔ سب سے پہلے حکومت

کوشش بھی کر سکے لیے امپورٹ لائسنس کی درخواستیں طلب کیں پھر پبلک
سروس کمیشن کا ممبر بنا اور تمام انگریزی کے اشتہارات اور حیثیت کے اشتہارات سے
بھیجتے تھے یہ اشتہارات بھی عجیب ہوتے ہیں کہ ایک اشتہار دیکھ صاحب تک
ہی کیا کہو یہ اعتقاد رکھتا ایک فطری چیز ہوتی ہے مگر اشتہار دیکھ کر پتہ چلا کر
جب تک ایک خاص گھی نہ کھایا جائے اس کے دل میں ماننا ہی نہیں بلکہ یہ
وہ یک ٹک کمال کی طرف گھر کے سوالات کے پیچھے آ رہا تھا۔

"کمال میاں میں نے تم سے کتنی مرتبہ کہا کہ خانساماں کو ہدایت کرو کہ میرے
لئے زیادہ گھی کی پابندی نہ کیا کرے مگر وہ روزانہ پاؤ بھر گوشت میں سیر بھر گھی ڈال
کر رکھ دیتا ہے اور گوشت کو دیکھئے تو چیونگم بنا ہوا ہے جس سے شام تک چبانے
ہیں حلق سے نیچے نہیں اترتے تو چیونگم کھا کر کمال کے دانت علیحدہ خراب
ہو سکتے ہیں مگر ...... میں کیا کہہ رہا تھا بیٹی"

"تو آپ خانساماں صاحب سے پوچھ رہے تھے کہ ان کی طبیعت کیسی ہے"
اس نے جلدی سے کہا

"ہاں تو بیٹی" سیٹھ صاحب خانساماں کے پلنگ کے قریب کرسی پر بیٹھ
گئے "میں پوچھ رہا تھا کہ تمہاری طبیعت کیسی ہے شریف صاحب بتاتے
ہیں کہ انشاء اللہ چار پانچ دن بعد تمہاری پٹی کھلنے والی ہے"

"جی ہاں" شبنم نے جواب دیا "آج بدھ ہے خدا نے چاہا تو اتوار یا پیر کو
پٹی کھل جائے گی"

"انشاء اللہ انشاء اللہ" سیٹھ صاحب نے بڑی قرأت کے ساتھ کہا "مگر
ہم اپنی بیٹی کے منہ سے سننا چاہتے ہیں"

"کیسی طبیعت ہے خانساماں" کمال نے بھی بڑی محبت سے پوچھا

"جی ہاں آپ لوگوں کی دعا ہے" خانساماں نے جیسے بڑی مجبوری سے
کہا "چونکہ قسمت کا لکھا ہے"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"تمہاری قسمت کو تو اچھا ہی خوب ہے بیٹی" سیٹھ صاحب بولے۔ "مگر میری قسمت میں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی سکریٹری لکھی ہی نہیں گئی ہے۔ اب تک کم سے کم دس بارہ سکریٹریاں رکھ چکا ہوں۔ لڑکیاں اللہ لوک بھی ہیں مگر کوئی اللہ کا بندہ یا بندی ایک دو ماہ سے زیادہ نہیں ٹھہرتا۔"

"نوکری چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں؟" شہناز نے مسکراتے ہوئے پوچھا "آپ انہیں ٹھہرنے نہیں دیتے۔"

"پتہ نہیں کیا مصیبت ہے" سیٹھ صاحب نے جواب دیا "مشکل سے ایک ماہ گزرتا ہے کہ ان کی درخواست آجاتی ہے کہ فلاں تاریخ کو فلاں کی شادی ہونی ہے۔ اس لئے شادی کے اخراجات کے لئے ایک مہینہ کی پیشگی تنخواہ اور تین ماہ کی رخصت مرحمت فرما کر ممنون کریں۔ اب سوچنے کی بات ہے بھئی بھلا نوکری کے بعد تین مہینے کی چھٹی کون دے سکتا ہے۔ چنانچہ یا تو میں انہیں نوٹس دے دیتا ہوں یا وہ استعفیٰ دے جاتے ہیں۔ ہماری رخسانہ بیٹی ان سب سے ہوشیار نکلی۔ یہ شادی بھی کرے گی تین ماہ کی چھٹی مع تنخواہ بھی وصول کرے گی اور میں اسے نوٹس بھی نہیں دے سکتا کہ شادی کے جرم میں میرا اپنا بیٹا بھی ملوث ہے۔"

"کیا محمودہ نہیں آئی ہیں؟" رخسانہ جو اتنی دیر سے اس کی آواز سننے کی کوشش کر رہی تھی آخر پوچھ بیٹھی۔

"نہیں بیٹی" سیٹھ صاحب نے بتایا "اس کی کچھ طبیعت خراب ہے۔"

"خیریت تو ہے" شہناز نے پوچھا "کیا طبیعت خراب ہے؟"

"سر میں درد بتا رہی تھی" سیٹھ صاحب نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ اب میں نے آئندہ کوئی سکریٹری رکھنے کا ارادہ ختم کر دیا ہے۔ نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری۔ نہ ہوگی کوئی سکریٹری اور نہ شادی کی درخواستوں سے میرا دماغ خراب ہوگا۔ دیکھئے تمام ساتھ والے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تیسری سب سے زیادہ دلچسپ ہے۔ اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر ایرا
غیرا نہیں بجا سکتا۔ یوں پسند کا جہاں تک تعلق ہے پیچھے لوگ بگل کو نہ صرف پسند
کرتے ہیں بلکہ اسے سازو سامان میں شمار کرنے پر بھی اصرار کرتے ہیں۔ غالباً اس
کی وجہ یہ ہے بگل دراصل شہنے ہے جسے اناڑی بھی استاد دونوں ایک ہی جیسا بجاتے
ہیں۔ پرسوں ایک صاحب بتا رہے تھے کہ انہیں بغلیں بجانے کا بہت شوق
ہے اور اس میں اتنی مہارت رکھتے ہیں کہ تمام سُروں میں بجا سکتے ہیں۔ بڑی
شکایت کر رہے تھے کہ آج کل اس فن کا کوئی قدردان ہی نہیں حالانکہ پرانے
زمانے میں دستور تھا کہ بادشاہ کورنش بجا لانے اور مجرا بجانے والوں کے ساتھ ساتھ بغلیں
بجانے والوں کو باقاعدہ ملازم رکھا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا اچھا یہ بتائیے کہ
آپ الگوزے کا خیال تین جسموں میں بجا سکتے ہیں۔ کہنے لگے الگوزے کا خیال جناب
آپ کی دعا سے ٹھمری، دادرا، بھیرویں، میاں کی ٹوڑی اور بھیروی کی طبلہ.....
"بھیروی کی طبلہ" شہناز نے ہنستے ہنستے پوچھا۔
"مجھے بھی بہت تعجب ہوا تھا" شیر صاحب نے جواب دیا "مگر انہوں
نے بتایا کہ اب تک تمام بڑے بڑے موسیقار انتہائی جانب داری کا ثبوت دیتے رہے ہیں
حقیقت یہ ہے کہ بھیروی کی طبلہ سے زیادہ پرانا شاید ہی کوئی اور راگ نہیں ہے۔
روایت کے مطابق یہ وہ راگ ہے جسے گا کر شیطان نے بابا آدم کو گیہوں
کا دانہ کھانے پر آمادہ کیا تھا اور آپ کا یہ خادم اس راگ سمیت عام راگوں کو تین
سو ساٹھ تالوں میں گا چکا ہے۔ بلکہ ایک بار نواب معظم پہلے تو غضب
ناک ہو گئے مجھے دوسرے کمرے سے دعوت کے بہانے بلوایا اور اپنے کمرہ خاص میں بند
کر کے ایک دو روپے سے جو وہ تکلف ساتھ کنڈی میں لگا دیے مگر آپ کی دعا سے
جب میں نے جب الگوزے کا خیال چھیڑا تو نواب صاحب دانتوں میں انگلیاں کاٹنے
لگے اور پوری محفل جو وہ تالیاں بجا راگ سن کر وجد میں آگئی۔ نواب بیگم کو خبر
ملی تو وہ بھاگی بھاگی آئیں کہ شاید کے لیے بیگم کو دو نواب صاحب اپنی جگہ انگلیاں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بہت دلچسپ لگے۔ جب ہر ایک نے جلدی جلدی تھے کھانا شروع کر دیا مگر جب تک چھوٹو نے کھانے کے بعد میں میز پر ہاتھ خاموش ہو گیا تو اب صاحب کی گود میں انگلیاں تاب بعد میں وہ کسی مدد سے خرچ کر سکے ان کے لئے ہم میں سے دوسرے انگلیاں

شبنا نے بے تحاشا ہنس رہی تھی کمال بھی قہقہے لگا رہا مگر ندیم کے ہونٹوں پر کوئی مسکراہٹ نہیں تھی وہ خاموش جیسے زبردستی ایک پھیکی مسکراہٹ ہونٹوں پر چپکائے بیٹھا تھا۔

"آپ کی باتیں بڑی دلچسپ ہیں سیٹھ صاحب" شبنا نے کہا "مگر صاحب کو بھی یہ طرح آپ سے خون میں ہی ہے تو مجھے امید ہے کہ رخسانہ اداس نہیں رہے گی"

"حقیقت تو یہی ہے" شبنا نے ہنس کر کہا "میاں کو بس باتیں ہی کرنی سکتیں" سیٹھ صاحب نے جواب دیا "محنت، استقلال، کفایت شعاری وغیرہ بارے میں ان کا خیال ہے کہ ان خصوصیات کو ہر شخص میں بچپن ہی سے پیدا کمانے کے بعد ہی جائیں گے۔ تو خرچ کون کرے گا یہ دولت؟ آپ تو شیخ چلی سے پہلے تک کرانا چاہیے۔ چنانچہ میں نے شادی کی اجازت کی امید میں دی ہے"

"کبھی آپ اسی طرح ہر جگہ میری برائی کرتے رہتے ہیں" کمال نے منہ بنایا۔ شبنا ہنسنے لگی۔

"اچھا آپ لوگ بیٹھئے میں چائے بھجواتی ہوں" وہ اٹھتے ہوئے کہہ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

"ارے بھئی ماسٹر صاحب" سیٹھ صاحب ندیم کی طرف متوجہ ہوئے "کیوں خاموش خاموش بیٹھے ہو۔"

"کوئی خاص بات نہیں" ندیم نے جواب دیا۔

"اچھا یہ تم پڑھائی کی چھٹی سے ہے یا کو پڑھانے کے لئے کیوں نہیں آتے"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یوں چونکے جیسے انہیں اچانک کوئی بات یاد آ گئی ہو۔ "میرا خیال ہے کہ وہ جو چپکے چپکے سدھاری ہیں اس کی وجہ بھی شاید یہی ہے۔"

رخسانہ چونک سی گئی۔ "تو ندیم پانچ چھ دنوں سے جو دفتر نہیں گیا۔ تو کیا ...... ندیم اس کی وجہ سے نہیں گیا۔"

"جی ہاں میری طبیعت پچھلے کچھ دنوں گری گری سی رہتی ہے۔" ندیم نے بتایا۔ "شاید موسم ہی کچھ خراب چل رہا ہے۔"

"جب لوگ صاف صاف کسی بات کا اقرار نہیں کر سکتے تو موسم کو [illegible] ٹھہرانے لگتے ہیں۔" کمال نے کہا۔

"میں آپ سے مخاطب نہیں ہوں کمال صاحب۔"

"میں بھی آپ سے نہیں ندیم ہی سے بات کر رہا تھا۔"

"ارے ارے یہ تم لوگ جھگڑنے کا سا رول ادا کرنے لگے۔" سیٹھ صاحب نے طبیعت کی ناہمواری میں اسپرٹ سے کام لینا تو جیسے جانتے ہی نہیں۔ معمولی سی بات ہے۔ رخسانہ بیٹی کی شادی تم سے ہو گئی تھی۔ کسی بھی وجہ سے کامیاب نہیں ہو سکی تو عقلمندی یہی ہے کہ صلح صفائی سے الگ ہو جاؤ اور جب الگ ہو گئے تو پھر اس بات پر ناک بھوں چڑھانا بالکل بے جا ہے کہ وہ کسی اور سے شادی کیوں کر رہی ہے۔ اسی طرح کمال میاں تمہیں بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ اسے فتح و شکست کا مسئلہ بنا لو۔ لیکن [illegible] کی آپ نے بھی رخسانہ سے [illegible] تو یہ

"مگر خرم رخسانہ کسی طرح سے زیادہ چاہیں گی۔" ندیم نے آہستہ سے کہا "کہ فطرت انسانی کا تقاضا بھی [illegible] دیا گیا ہے۔ تو پھر یہ جھگڑا یک طرفہ کیوں کیا گیا۔"

"بالکل بالکل۔" سیٹھ صاحب نے فوراً تائید میں سر ہلایا۔ "میں یہی کہہ رہا تھا [illegible] اعتقاد بھی ہم ایک [illegible] نہیں [illegible] کہ دوسری [illegible] ہیں [illegible] تہذیب میں [illegible] کہ ایک [illegible] کی [illegible] پریشانی [illegible] شادی [illegible] ہو جاتی [illegible]

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کوئی پسند نہیں کرے گا تو اس کے سچے حقدار کیسے قیمتی پینٹنگ کے فریم کو جگمگا کے
ہو سکتے ہیں۔ میں تو اس شخص کے ذہن کو داد دیتا ہوں جس نے مسلمانوں کو عماد الدین
منصور بہ جنید کی کا سبق پڑھایا تھا۔ شیر دل رچرڈ کے وہم و گمان میں بھی یہ نہیں تجویز
جیسی آئی ہوگی کہ مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کی شکست کا بدلہ یوں بھی لیا جا سکتا ہے
کہ شیل پیدا ہونے سے پہلے ہی قتل کر دیا جائے۔ قتل کے سلسلے میں کسی شاعر
کا شعر بھی تھا کہ یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا، افسوس کہ فرعون کو کالج
کی نہ سوجھی۔ بہرحال تو میں کہہ رہا تھا کہ فرعونوں کا دور اپنی تمام خرابیوں کے باوجود
مصر کی تاریخ کا سب سے سنہری دور کہا جاتا ہے اور صاحب یہ سنہری دور کی اصطلاح
بھی خوب نکالی گئی ہے۔ بہت سی قومیں تو اتنی مرعوب ہیں کہ سنہری کا لفظ سنتے ہی لالچ
میں فرعونوں کو اپنے سروں پر مسلط کر لیتی ہیں۔ غلط فہمی یہاں پیدا ہوتی ہے کہ تاریخ
میں سنہری دور کا ذکر تو جگہ جگہ ملتا ہے مگر یہ شاذ و نادر ہی بتایا جاتا ہے کہ وہ
دور سنہری کس کے لیے تھا۔ پہر شنا کے لیے؟ عالم پناہ کے لیے؟ مگر نہیں میں تو شاید
کچھ اور ہی کہہ رہا تھا۔ پتہ نہیں یہ سنہری دور کہاں سے آ گیا۔ تمہیں معلوم ہے میاں ندیم
کہ کیا بات ہو رہی تھی؟"

"تو کیا آپ کچھ چائے کے بارے میں فرما رہے تھے کہ سیلون کی سنہری
چائے . . . . کیا نام ہے"

"سیلون کی سنہری چائے؟" شیخ صاحب نے ایک قہقہہ لگایا۔ "میاں
صاحبزادے چائے کے بارے میں تو تمہاری معلومات کا یہ حال ہے چائے کا استعمال
کیسے ہوگا۔ سیلون کی سنہری نہیں، کہ چین کی مشہور ہے۔ چینی سبز چائے کی خوشبو
خوشبودار ہوتی ہے۔ بیرے سے چائے کے لیے کہا گئی ہے مگر ابھی تک چائے تو آ جانی چاہیے
تھی۔ خوشبو بھی ناک میں نہیں آئی میں تو خود دیکھتا ہوں ذرا۔"

اور یہ کہہ کر شیخ صاحب اپنا بھاری بھرکم تن و توش سنبھالتے ہوئے کمرے سے
باہر چلے گئے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"میرا خیال ہے ندیم بھی سنتے سنتے بور ہو گئے ہیں۔ آپ لوگ [illegible]
استعفوں کی پیدائش کے بعد ملے ہیں تو یقیناً باتیں بھی ختم ہونے کا نام نہیں لیں
گی۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ سے ملاقات کے یہ چند منٹ [illegible] بیٹھے بیٹھے گزر جائیں
اصرار نہیں کرنا چاہیے۔"

"آپ اداکارہ تو نہیں ہیں مگر زیادہ دیر سے چپ ہیں۔" کمال نے کہا۔

"پوچھا ہی آپ نے ندیم سے نظریں ہٹا کر پوچھا ہی نہیں ہے۔" جواب دیا۔ "بات یہ ہے
کہ ایسے معاملات میں آپ کی طرح میرا تجربہ کچھ زیادہ نہیں ہے اس لیے غلطی ہو جاتی ہے۔"

"دیکھیے اب بھی آپ ایسی بات کہہ رہے ہیں جس سے خواہ مخواہ مجھے غصہ
آ جاتا ہے۔" کمال بگڑنے لگا۔

"ختم کرو کمال۔" اچانک رخسانہ بول اٹھی۔ "میں سب باتیں تو آج کل سن سن کے
تنگ آ چکی ہوں۔"

"میں نے تو کوئی بات نہیں کی رخسانہ۔ ندیم ...."

"خدا کے لیے تم بالکل چپ ہو جاؤ۔" رخسانہ کی آواز یکدم تیز ہو گئی۔ "پھر ندیم
صاحب آپ بھی میرے ساتھ [illegible] کر رہے ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے کمال نے ندیم کی طرف دیکھا پھر چند لمحے رخسانہ کی طرف
دیکھتا رہا اور پھر یکایک تیزی سے [illegible] اٹھا اور [illegible]
کمال اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کرسی پر آ بیٹھا جس پر رخسانہ بیٹھی تھی اس نے
ہاتھ بڑھا کر رخسانہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیا۔

"اف تمہارے ہاتھ تو بالکل برف ہو رہے ہیں۔" وہ چونک کر بولا۔

رخسانہ نے آہستہ سے ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔

"ایک بات پوچھوں کمال۔" اس نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ضرور پوچھو۔"

"کیا تم سچ مچ مجھ سے محبت کرتے ہو۔"

"اس سوال کا جواب مجھ سے نہیں میرے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھو شنو۔"
کومل نے آج بڑا کر کے پہ بڑا بنانے کی پوری کوشش کر ڈالی تھی۔ "پچھلے تو واصل کی
شام ہی ڈیڈی سے معلوم ہوا کہ تم پر کیا حادثہ گزرا ہے تب تو مجھے اطلاع کرنے
کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔ کل شام بھی اگر شریف صاحب ڈیڈی سے میرے اور
تمہارے متعلق بات کرنے نہ جاتے تو ہم لوگ آج بھی بے خبر ہی ہوتے۔ مجھے نہیں
معلوم تھا کہ تم مجھے اتنا غیر سمجھتی ہو۔ معلوم ہے ان پانچ دنوں میں جب سے کہ تم اپنی
ڈیوٹی پر نہیں آ رہی ہو دن رات کا ایک ایک لمحہ میں نے تمہاری یادوں اور تمہارے
تصور سے باتیں کرتے ہوئے گزارا ہے۔ آج ڈیڈی کا ملازم میرے اوپر ہونے والی
ہر شکایت کرتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہی ہے کہ میں نے پچھلے چار دن سے آفس
میں قدم نہیں رکھا ہے۔ کوئی ایک فائل اٹھا کر نہیں دیکھا کسی ایک خط کا جواب
نہیں دیا۔ میز پر ڈاک کا   ڈھیر اس بات کا گواہ ہے۔ یہ سب کچھ میں جان بوجھ کر —
دیکھو کومل اپنی ابتر حالت دیکھ کر تمہیں خود یقین آ جائے گا کہ تمہاری جدائی کی یہ
گھڑیاں میں نے کس عالم میں گزاری ہیں۔ اس دوران ہر لمحے کسی کے قدموں کی آہٹ بھی
آتی تھی تو یہی گمان ہوتا کہ شاید تم آ گئی ہو۔ ہوا کا جھونکا بھی چلتا تو میں محسوس
کرتا ہوں جیسے تمہارے معطر جسم کی خوشبو......"

"بھئی تم بھی منت کر ڈالا۔ خدا کے لئے بات کاٹو۔" میں نے تم سے ایسے
سادہ سے الفاظ میں ایک سوال پوچھا ہے اور دو ٹوک طریقے پر اس کا جواب سننا
چاہتی ہوں۔"

"تم نے کیا سوال پوچھا تھا کومل۔" شنو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں نے پوچھا تھا تم مجھ سے محبت کرتے ہو" رخسانہ نے بڑے تحمل سے اپنا سوال دہرایا۔

"ہاں دل و جان سے"

"مجھ سے یا میرے حسین چہرے اور شکل و صورت سے"

"آج تم کیسی باتیں کر رہی ہو رخسانہ۔"

"میری بات کا جواب دو کمال، میں آج زندگی کے دوراہے پر کھڑی ہوئی ہوں اور تمہارے جذبات میرے اگلے قدم کی بنیاد بن سکتے ہیں۔"

"میں نے تمہاری روح تمہارے بلند کردار، شرافت اور جذبات کو چاہا ہے رخسانہ" کمال نے جواب دیا "میری نگاہیں ظاہر پرست نہیں ہیں۔ تم اگر حسین نہ بھی ہوتیں تب بھی میں دنیا کی حسین ترین عورت کو تمہارے لیے ٹھکرا دیتا۔"

"تمہیں معلوم ہے میرا چہرہ آگ میں جل گیا ہے......"

"اور اب میں کہتا" کمال نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا "مگر میں خود ڈاکٹر عباس سے پوچھ چکا ہوں اور انہوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ خوف یا پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے انہیں سو فیصد امید ہے کہ [illegible] نہیں ہے جو معمولی سے پھپھولے ہیں وہ بھی [illegible]"

"مجھے [illegible] تم جانتے ہو میرا چہرہ جل چکا ہے۔ اگر پٹی کھلنے کے بعد تم نے میرے چہرے کی جگہ کوئی بدصورت خوفناک چہرہ دیکھا تو [illegible]"

"میں [illegible]"

"پہلے تم میری بات کا جواب دو"

"میں...... یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں تمہارے چہرے یا جسم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے نہیں تم سے محبت کرتا ہوں کیا پھر بھی اس سوال کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

سوال رہ جاتی ہے

تو سن لڑکی میں کہنے کے بعد تم جیسی حسین اور خوبصورت عورت

میری ہو" کمال نے جواب دیا مگر اس کا چہرہ کسی بھی شے سے خالی تھا

رخسانہ نے ایک گہری سانس لے کر سر دوبارہ تکیہ پہ رکھ دیا وہ سمجھ

گیا بات تھی کہ اپنے سوالات کے جوابات پانے کے بعد بھی اس کا دل مطمئن

نہیں تھا مگر یہ بے چینی کس بات کی تھی اس کا جواب خود وہ بھی نہیں

جانتی تھی۔

"تابش! ڈاکٹر صاحب نہیں آئے؟" رخسانہ نے قدرے اضطراب کے ساتھ پوچھا۔

وہ یہ سوال صبح سے جانے کتنی بار کر چکی تھی۔

"میں نے پانچ منٹ پہلے ان کے کلینک فون کیا تھا" کمال نے بتایا

"تو جواب ملا تھا کہ وہ دواخانے سے چل دیئے ہیں بس اب پہنچنے ہی والے ہوں گے۔"

"شہناز آپا کہاں ہیں؟"

"میں نہیں جانتی میرا بھائی سر درد سے بیزار ہو رہا ہے" شہناز نے جواب دیا۔ "تم پریشان مت ہو۔ خدا نے چاہا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

"وہ شریف بھائی؟" رخسانہ نے پوچھا۔

"وہ ڈاکٹر کو لینے گئے تھے ان کے ساتھ ہی آتے ہوں گے۔"

مگر جملے کے مکمل ہونے سے پہلے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ رخسانہ کا چہرہ اس طرف گھوم گیا۔

"ڈاکٹر صاحب آ گئے" بے ساختہ اس کے منہ سے نکل گیا۔

"ہم تو بہت پریشان ہو گئے" ... جاوید صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا

"میں نے تو ان سے کہا تھا ... بارہ بجے تک ..."

تھی۔ روز صبح اٹھتے ہی جب نگاہ جاتی تھی تو یاد آ جاتا تھا کہ اب یہ خسارہ بھی [illegible]
پڑی گھٹنے میں ایک دن بعد گھر ہو گیا ہے کیا ابھی ڈاکٹر عباس نہیں آئے؟"

"اوہ آپ ہیں؟" آہستہ سے رخسانہ کے منہ سے نکلا۔

"شریف صاحب انہیں لینے گئے ہیں۔ آتے ہی ہوں گے۔" کمال [illegible]
جواب دیا۔

"تو میں کہہ رہا تھا بیٹی کہ میں روز صبح اٹھتے ہی کیلنڈر دیکھ [illegible]
بالکل اس طرح جیسے کچھ لوگ صبح اٹھتے ہی آئینہ دیکھا کرتے ہیں۔ انہیں وہم [illegible]
ہو کہ اگر صبح ہی صبح کوئی منحوس صورت نظر آ گئی تو تمام دن بوریت میں گزرے
گا۔ حالانکہ صورت کا بوریت سے کوئی تعلق نہیں۔ بعض چہرے جتنے حسین [illegible]
ہیں اس سے کہیں زیادہ بد ہوتے ہیں۔ مگر تم نے تو سنا ہو گا کہ وہم کا علاج
لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔ اس کے برعکس بہت سے پڑھے لکھے لوگوں کا
کہنا ہے کہ وہم کا نام تو محض مثال کے طور پر لیا جاتا ہے ورنہ حقیقت [illegible] سے
حکیموں کے پاس کسی بھی بیماری کا علاج نہیں تھا۔ اب سے کوئی [illegible]
برس پہلے اس قول کی چھان بین کی گئی تو پتہ چلا کہ یہ قول بذات خود ایک قسم [illegible]
ہے اور اسی کی وجہ طبی دواؤں کی ایجاد ہے۔ صاحب لوگ کہتے ہیں کہ ہم اپنے [illegible]
علاج پر سینکڑوں اور ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اس کے باوجود [illegible]
پرانی بیماری کے بدلے نئی بیماری سے زیادہ نہیں ہوتا بعض ایک بیماری سے
صحت یاب ہوئے تو دوسری میں مبتلا ہو گئے اس سے اچھے ہوئے تو تیسری لگ
گئی۔ اس لئے بعض محقق اصولاً ایلوپیتھی کا [illegible] علاج وہی جادوگر [illegible]
ہیں جو چراغ الہ دین کی کہانی میں پرانے چراغ کے بدلے نئے چراغ کی صدا
لگایا کرتا تھا۔ بہر حال یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ [illegible]

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رنگ کہتے ہیں کہ جب ایلوپیتھی کی گولیاں بیماروں کا یہ حال ہے تو آسمانی باتوں
میں طفلی دوائیں ہوتی ہیں ان سے کیا امید ہو سکتی ہے شکایت اپنی جگہ برحق ہے لیکن

یعنی کہ نفسیاتی تھی۔ چونکہ کسی کے سبب سے بڑھنے دورے میں دوا کھانے کے بعد
کم ہو گیا تو اس مثبت ادویات کی تعریف ہی کر رہا تھا آسمان پر چڑھا دیں دیکھا دیکھی
ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ نتیجہ خاطر خواہ ہے کہ ہمارا ڈاکٹر صاحب لوگوں نے تسلیم
کر لیا ہے کہ ایلوپیتھی سے ٹھیک ہو جانے والے مریض بھی علاج سے ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ وجہ
عوام سو رہے اب اس بات کے منتظر ہیں کہ ہومیو پیتھی دوائیں بھی ان کی دسترس
سے باہر ہو جائیں تو انہیں علاج و معالجے کے مشورے سے چھٹی ملے۔ تو یہ کہہ رہا تھا
کہ .... وہ مطلب اتفاق بالکل ہی ذہن سے نکل گیا کہ میں ایک کمال کے علاج وغیرہ کا
ذکر کس سلسلے میں کر رہا تھا....... اوہ ہاں یاد آگیا..... بیٹی رخسانہ کی بچی
کھلانے کی بات ہو رہی تھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ بچی کیسے کھلے گی۔ ابھی ڈاکٹر صاحب
بھی تو نہیں آئے ہیں۔"

"یہ لیجیے آگئے ڈاکٹر صاحب" کمال نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا جہاں شریف ڈاکٹر محمد الیاس کا بیگ اٹھائے اندر داخل ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب
اس کے پیچھے تھے۔

"آپ نے بڑا انتظار کرایا ڈاکٹر صاحب" شہناز نے مسکراتے ہوئے
شکایت کی۔

"مجھے آپ لوگوں کے اضطراب کا احساس تھا مگر ایک ڈسپنسری میں مریضوں
کا ہجوم آج کچھ زیادہ ہی تھا دوسرے مجھے راستے میں ایک دوا فروش کو دیکھنے کے
لیے رکنا بھی پڑا۔" ڈاکٹر محمد الیاس نے جواب دیا۔

"سب سے زیادہ ہماری بیٹی رخسانہ بے چین تھی۔ بار بار آپ کو پوچھ رہی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھی۔ سیٹھ صاحب بولے۔

"جی ہاں رخسانہ صاحبہ کی بے چینی تو ظاہر ہے" ڈاکٹر شیاں نے

بیگ سے ضروری چیزیں نکال کر رخسانہ کے پلنگ کی طرف بڑھتے ہوئے

آنکھوں کے بارے میں انہوں نے دیکھ پائیں کے خدشات بالکل بے بنیاد تھے

"ڈاکٹر صاحب مجھے اپنی آنکھوں کی اتنی فکر نہیں تھی جتنی اپنے چہرے

کی ہے" رخسانہ بولی "اس ظاہر پرست دنیا میں عورت کا چہرہ ہی اس کے

کی ضمانت ہے۔ بے شک بے نور آنکھیں بھی میری زندگی کو تاریک کر دیتیں مگر

جن نگاہوں میں پہلے محبت کی چمک دیکھ چکی تھی، ان میں حقارت کی چمک

دیکھنے سے تو بچ جاتی۔"

"ایک حد تک آپ کا خیال درست ہے" ڈاکٹر شیاں نے قینچی سے

پٹی کاٹتے ہوئے جواب دیا "محبت کا تعلق ازل سے حسن و عشق سے

سمجھا جاتا ہے مگر حسن صرف چہروں میں تو نہیں ہوتا۔ سیرت و کردار میں بھی

ہے۔ جذبات و احساسات میں بھی ہوتا ہے۔ نظریات و خیالات بھی ایک

رکھتے ہیں افعال و اطوار بھی خوبصورت ہوا کرتے ہیں۔ بے شک بہت سی آنکھیں

چہروں میں جھلک کر رہ جاتی ہیں مگر رخسانہ صاحبہ آپ کو اس سے

نہیں ہونا چاہیے ہو سکتا ہے کہ کچھ سطحی نظروں کو آپ کا چہرہ دیکھ کر مایوسی

لیکن آپ کا حسن اگر صرف چہرے تک محدود نہیں ہے تو میں آپ کو یقین

ہوں کہ آپ کا مستقبل تاریک نہیں ہو سکتا۔"

"آپ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں ...... جیسے ... جیسے"

رخسانہ اپنا فقرہ مکمل نہیں کر سکی۔

"انسان کو بہت استقلال سے حالات کا مقابلہ کرنا چاہیے"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

صاحب نے سنجیدگی سے کہا "میں آپ کی پٹی کھول رہا ہوں۔ ابھی چند لمحوں میں
آپ خود سب کچھ دیکھ لیں گی مگر میرا یقین کیجئے کہ جو کچھ آپ کو نظر آئے وہ
زندگی کا آخری باب نہیں ہوگا۔"

"کمال صاحب" رخسانہ نے اپنا سیدھا ہاتھ آگے بڑھایا "آپ کہاں
ہیں۔ میرے پاس آیئے میں چاہتی ہوں کہ سب سے پہلے مجھے آپ دیکھیں۔"
کمال نے آگے بڑھ کر خاموشی سے رخسانہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے
سامنے ہی پلنگ کی پٹی پر بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر عباس چھری، قینچیاں کھول چکے تھے اور اب
چہرے پر سجے ہوئے درد کے بے پناہ اضطراب سے کمرے میں ایک گہرا سکوت
چھایا ہوا تھا۔ شریف، شہناز، سیٹھ صاحب اور کمال سب کی نظریں ایک بیتابی
کے عالم میں ڈاکٹر عباس کے ہاتھوں پر جمی ہوئی تھیں۔

ڈاکٹر صاحب پٹی کھولتے کھولتے ایک لمحہ کے لئے رکے اور پھر
ایک ساتھ وہ پردہ ہٹ گیا جو اب تک دیکھنے والی آنکھوں اور رخسانہ کے چہرے
کے درمیان حائل تھا۔ سیٹھ صاحب کچھ پیچھے ہٹے۔ شریف اور شہناز کے منہ سے
ایک ٹھنڈی سانس نکل گئی اور جیسے رخسانہ کے ہاتھ میں اچانک بجلی کا کرنٹ
لگا ہو کمال نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔ اس کے
چہرے پر نفرت و کراہت کے تاثرات ابھرے۔ تیزی سے کئی قدم پیچھے ہٹا اور
منہ پھیر کر کمرے کی کھلی ہوئی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

شہناز آگے بڑھی اور وہ ہاتھ جو کمال نے چھوڑ دیا تھا گرم جوشی سے تھام لیا
اور بہت دھیرے سے سسکنے لگی۔ رخسانہ نے کمال کا یہ عمل بھی دیکھا اور شہناز
کی نگاہوں سے جھلکتی ہوئی گہری افسردگی بھی اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

"آپا مجھے آئینہ دیجئے" اس نے پلنگ پر اٹھ کر سیدھے بیٹھتے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوئے کہا۔

شہناز نے ڈاکٹر عباس کی طرف دیکھا۔

"یہ مجھے آئینہ دیجئے آپا ورنہ میں خود اٹھ کر دیکھ لوں گی۔" وہ جھنجھلا کر بلند ہوئی۔

شریف نے آگے بڑھ کر سنگھار میز سے آئینہ اٹھا کر شہناز کے ہاتھوں میں دے دیا۔ رخسانہ نے ایک جھپٹا مار کر آئینہ اس کے ہاتھ سے چھیننا چاہا لیکن شہناز کے ہاتھ آئینہ لئے ہوئے چہرے کے بالمقابل اٹھ گئے۔

ایک لمحے کے لئے رخسانہ کی نظریں آئینے میں تھرتھراتی ہوئی گھومتی رہیں...... اور پھر...... ایک دلدوز چیخ اس کے منہ سے نکل گئی۔ ایسی چیخ جس میں غم و ہراس کی کراہیں بھی شامل تھیں۔ وہ سب کچھ لٹ جانے کا غم تھا۔ آئینہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گرا اور چور چور ہو گیا۔ دوسری طرف رخسانہ دونوں ہاتھوں سے اپنا بدصورت چہرہ چھپائے آنسو بہا رہی تھی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سبھی خاموش تھے۔ کوئی کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔ سیٹھ صاحب یک ٹک تکنے کی سی کیفیت میں خاموش کھڑے تھے۔ عرفان سر جھکائے کرسی پر بیٹھا تھا۔ ڈاکٹر عباس جیسا ایک بیدار مغز ہے جس نے شہناز دیوانی شہزاد کی طرف ہاتھ بڑھانے کی ہمت نہیں پا رہی تھی۔ اور کمال ۔ ۔ ۔ ۔ کمال ایسے ٹکٹکی باندھ کر شہزاد کی کے ان پہلوؤں میں کچھ تلاش کر رہا تھا۔ جو اچانک شہزاد نے سر اٹھایا پلک سے تڑپی۔

مجھے حیرت ہے کہ یہ شمو میرے پیار سے بالکل ہی انجان ہے مجھے آپ سے کہا۔ جا ہیے سیٹھ صاحب شادی کے لئے تیار ہو جائیں۔ کمال نے مجھے یقین دلایا ہے کہ وہ میرے جیسے ہی شیر ہی لڑکی روز سے محبت کرتا ہے۔

شہزاد بڑھ کر کمال کے قریب پہنچی۔ اس کا کندھا پکڑ کر ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی طرف کر لیا۔

"تم کیا سمجھتے ہو کمرے سے کمال ان لوگوں کو بتانے کی ہمت نہیں کر رہے۔ کے دماغ سیرت کے داغ نہیں بر داشت کر سکتے ہیں۔ جب یہ سکتی مجھے جواب دو بولو گی ہاں تو جواب دو ہم اپنی پسند کا گھر سامان خرید لیں گے۔"

ڈاکٹر صاحب! کمال نے ڈاکٹر عباس کی طرف دیکھا کیا شہزاد کہتی ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اب کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

"مشکل ہے" ڈاکٹر نے افسردگی سے سر ہلایا "پلاسٹک سرجری سے [illegible]
امید ہو سکتی ہے مگر اس کے لئے بے تحاشا خرچ اور آپریشنوں کے ایک سلسلے [illegible]
کی ضرورت ہے اور اس کے بعد بھی شاید رخسانہ صاحبہ کا چہرہ پہلے جیسا [illegible]

"تو پھر کیا ہوا۔ مجھے کسی پلاسٹک سرجری کی ضرورت ہی کیا ہے" [illegible]
تیزی سے کہا "آپ بھی تو بتا سکتے ہیں ڈاکٹر صاحب کہ حسن صرف چہرے [illegible]
نہیں ہوتا۔"

"مجھے افسوس ہے رخسانہ" کمال نے بڑے دھیمے لہجے میں جواب [illegible]
اس انجام کے لئے تیار نہیں تھا معمولی داغ دھبوں کو تو برداشت کیا جا [illegible]
لیکن اس خوفناک چہرے کو جو اب تمہارے شانوں پر نظر آتا ہے میں [illegible]
اپنی بیوی کی حیثیت سے متعارف نہیں کرا سکتا۔"

"مگر تم نے مجھ سے ہر حال میں شادی کا وعدہ کیا تھا"
رخسانہ جیسے سسکیوں کے درمیان بولی۔

"میرا وعدہ حسین چہرے کی مالک رخسانہ سے تھا تم وہ نہیں ہو" کمال
نے کہا "لگتی ہو تم یا کوئی اور بھی اس کے لئے برا ہے کہ میں ایک [illegible]
جلا میری شکل یا چہرہ سے آگے دیکھنا نہیں چاہتی۔ میرا تعلق چھوڑ کر تم
طلاق لے لینا [illegible] ترک کر دو کیونکہ میں یہ نہیں کروں گا کبھی [illegible]
ہو تیار نہیں ہو سکتا۔"

اور یہ کہہ کر کمال تیزی سے باہر نکلا چلا گیا۔ رخسانہ نے ایک [illegible]
قہقہہ لگایا۔

"تم نے سچ کہا کمال" وہ چیخ کر بولی "تم انسان کہلانے کے [illegible]

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور چڑیل کا رشتہ ممکن نہیں ہو سکتا مگر نہیں معلوم انہیں۔ یہ بھی بات ندیم بہت پہلے کہہ چکا تھا کہاں ہے وہ؟

رخسانہ نے کمرے میں چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔

"ندیم؟ وہ چلائی" آج تمہاری کامیابی کا دن ہے یہاں آؤ اور دیکھو کہ تمہاری پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہو چکی ہے۔ ندیم ..... ندیم"

وہ بھاگتی ہوئی جیسے ایک دیوانگی کے عالم میں کمرے سے باہر نکل گئی۔

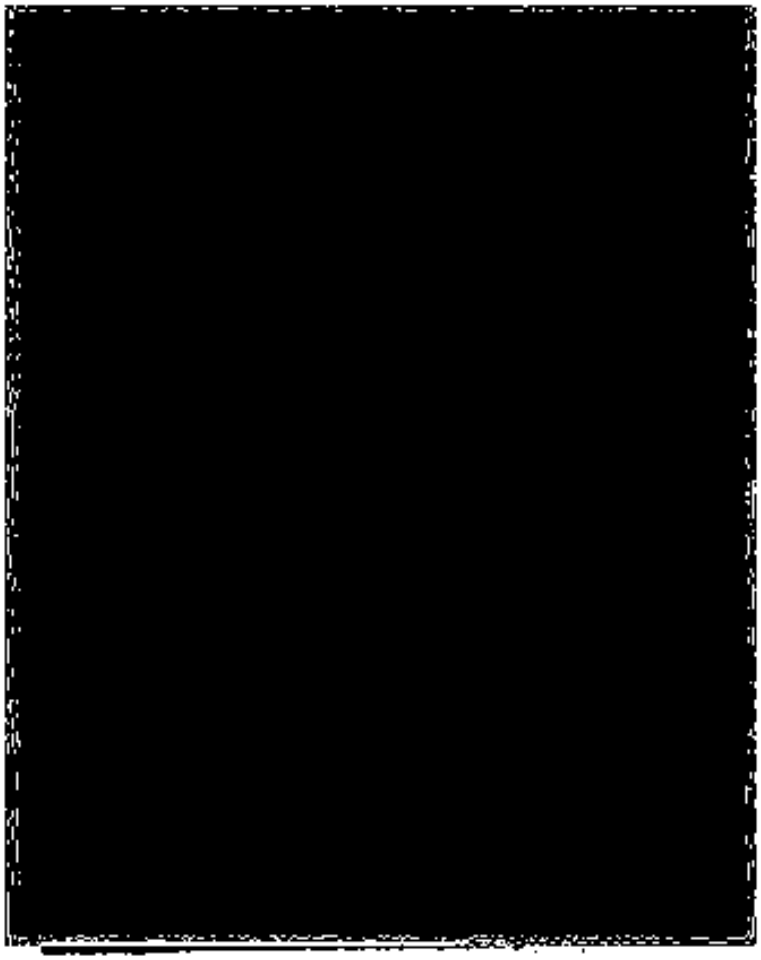

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم اتنے سنگدل ہو۔" [illegible]

دس دن ہو گئے ہیں کہ [illegible] نہیں ملے [illegible]

ہی آ کر پوچھا۔ کیا میں اس [illegible] پوچھ سکتی ہوں۔"

"تم جانتی ہو نادرہ کہ میری شادی ہو چکی ہے۔"

"ہاں جانتی ہوں کہ قسمت نے تمہیں ایک بیوفا بیوی [illegible]

نادرہ انتہائی تلخ لہجے میں بولی۔ "مگر مجھے اس کی پرواہ نہیں [illegible]

نے بتایا تھا کہ تمہارے طلاق دے سب سے پہلا [illegible]

تمہاری شادی میں کونسی چیز رکاوٹ بن سکتی ہے۔"

"ایک چیز ہے جو رکاوٹ بن سکتی ہے۔"

"وہ کیا۔"

"میرے [illegible]

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شگفتہ نے ندیم کو لکھتے سنا "مجھے افسوس ہے کہ رخسانہ کو دکھانے کے لئے میں نے ایک شام کلب میں تمہاری طرف اپنی توجہ کا اظہار کیا تھا جس کے لئے میں شرمندہ ہوں یہ حضرت خواہ بھی، مگر وہ ایک نمائشی چیز تھی تم حسین ہو پڑھی لکھی ہو اور سب سے زیادہ یہ کہ نفرت خیالات کی مالک ہو لیکن یقین سو فیصد ہے کہ مجھ سے بہتر نوجوان مل جائیں گے ذرا سنجیدگی سے اپنے دل کو ٹٹولو تو تم خود بھی محسوس کر لو گی کہ مجھ سے تمہارا لگاؤ۔ وہ شے نہیں جسے دنیا محبت کے نام سے جانتی ہے اور پرانے دور میں یہ بھی یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تمہاری نظر التفات پہ ہے۔ پہلے دوسرے خوش نصیبوں کو بھی میسر آتی رہی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ تم زندگی میں آئندہ میری کمی محسوس کرو۔ عقلمندی کا تقاضا ہے کہ ہمیں اس کھیل کو یہیں ختم کر دینا چاہئے تم جس راستے پر چلنے کی عادی ہو میں اس پر دور تک بھی تمہارا ساتھ نہیں دے سکوں گا۔ بہتر ہے کہ تم اپنا ہاتھ چھوڑ کر کسی اور ہمسفر کا انتخاب کرو۔"

"تم میری محبت کا مذاق اڑا رہے ہو ندیم" نادیہ کی تیز آواز آئی۔ "اور بھی ایسی عورت کے لئے جو نہ صرف میری ماتحت تھی بلکہ اب بد صورت بھی ہو چکی ہے مجھے یقین ہے کہ تیزاب پھینکے جانے کے بعد اس کا چہرہ جو کبھی بہت خوبصورت تھا اب بگڑ کر بدہیئت ہو چکا ہو گا۔"

"رخسانہ کو اس گفتگو میں زیر بحث مت لاؤ" ندیم نے جواب دیا۔

"اتنی نفرت کرتے ہو اس سے کہ نام بھی سننا نہیں چاہتے۔"

"اس سے نفرت یا محبت میرا ذاتی معاملہ ہے تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"تو تمہارے ذاتی معاملات سے میرا کوئی تعلق نہیں" نادیہ کا لہجہ بگڑا ہوا تھا۔

"میں اتنی دیر سے تمہیں یہی بات سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں"

"تم مجھے کیا سمجھا رہے تھے مسٹر ندیم؟ تمہاری حیثیت ہی کیا ہے؟" ...

"تمہیں تو اپنی خوش قسمتی پر ناز ہونا چاہیئے تھا کہ میں ایک لمحے کے لئے ...
تمہیں اپنی توجہ کے قابل سمجھ رہی تھی۔ مگر یہ میری غلطی تھی۔ ...
آسمان کے کمروں تک نہیں پہنچ سکتے۔ تم نے کیا سمجھا تم میری ...
وقتی کمزوری تھے۔ ورنہ تم سے اور محبت ..... سوال ہی پیدا نہیں ہوتا
اب تک بے شمار لوگوں نے کوشش کر کے دیکھ لیا ہے مگر مجھے اس کا فخر ہے ...
کی طرح تمہیں بھی نہ خرید سکی نہ توڑ سکی۔"

ندیم کا دروازہ ایک جھٹکے کے ساتھ کھلا اور تنویر ...
کھانے پر چلتی باہر نکلی۔ رخسانہ جلدی سے ایک طرف ہٹ گئی ...
نظر اس پر ڈالی اور تیزی سے گزرتی چلی گئی۔

رخسانہ چند لمحے دروازے کے پاس کھڑی سوچتی رہی پھر ...
کمرے میں قدم رکھا۔ ندیم ایک کرسی کی پشت پر سر ٹکائے خاموش بیٹھا تھا ...
سن کر اس نے آنکھیں کھولیں اور رخسانہ کی طرف دیکھا۔ ایک لمحے کے لئے ...
آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھرے مگر اس نے کسی خاص ردعمل کا اظہار نہیں
کیا۔

رخسانہ آگے بڑھتی ہوئی بالکل اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔

"تنویر کو نکلتے وقت اس نے تمہارے کمرے میں نہیں آنا ...
... کہیں تمہیں اپنی سرگرمیوں میں ایک پرانے قسم کی ...
پہنچ گئے ہو۔"

"آپ نے تنویر کو کھیل بالکل ہی کر دیا" رخسانہ کہنے تو بہت لگی ...

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہ جانے کیرولینڈہیم کے سامنے آتے ہی اس کی حالت کافی پرسکون ہوگئی تھی۔

"میں اس سے محبت نہیں کرتا تھا۔"

"تو پھر مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش کیوں کی کہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔"

"تم اسے میری حماقت کہہ سکتی ہو۔"

"مگر کیوں؟"

"شاید اس لئے کہ تمہیں غصہ دلا سکوں۔"

"غصہ تو مجھے واقعی بہت آیا تھا۔"

"مجھے معلوم ہے میں دونوں مرتبہ دیوار کے پیچھے سے تمہاری حرکت دیکھ چکا تھا۔"

"لیکن مجھے غصہ دلانا ہی آپ کا مقصد تھا تو یہ مقصد تو پورا ہو گیا تھا پھر آپ نے یہ حماقت کیوں کیا۔"

"میرا خیال تھا کہ یہ جذبہ رقابت کا ہوگا۔" ڈیمپسی نے آہستہ سے جواب دیا۔

"مگر ظاہر ہے کہ جب تم کیرل کو اپنے زندگی کے ساتھی کی حیثیت سے پسند کر چکی تھیں تو یہ سوچنا بیوقوفی ہی تھی۔"

"تو آپ کو یہ سن کر انتہائی مسرت ہوگی کہ کیرل صاحب نے اس بدصورت چڑیل کو شکار بنا لیا ہے جو رخسانہ پڑھتے ہیں اب (شاید مجھے تمہارے لئے عدالت تک جانے کی ضرورت بھی نہیں ہوگی آپ خود ہی طلاق دے دیں گے۔"

"اس کے برعکس میں یہ چاہوں گا کہ اگر اب بھی تم اپنے اس فیصلے پر نظر ثانی کرنا ممکن ہو جو تم نے شادی کے بعد لیا تھا تو مجھے اس فیصلے پر عمل کر کے خوشی ہوگی۔"

"یہ جان کر بھی کہ کیرل مجھ سے شادی کرنے سے انکار کر چکا ہے؟"

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ملکہ کے پاس پرکھنے والی نگاہ نہیں تھی ورنہ وہ پہچان لیتا کہ حسن کی پیداوار

تو مٹنے کے بعد تمہاری فطرت کتنی حسین ہو گئی ہے۔" ندیم نے جواب دیا۔

"یہ آپ میرے بارے میں [illegible]"

"مگر تم اب بھی مجھے غلط ہی سمجھنا چاہتی ہو تو یہ تمہاری مرضی ہے۔"

"مگر اب آپ کیوں اس رشتے کو قائم رکھنے پر مصر ہیں جو زبردستی آپ پر

مسلط کر دیا گیا تھا۔"

"اس لئے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔"

ندیم نے یہ الفاظ کچھ اتنے خلوص سے ادا کئے تھے کہ بے اختیار شبانہ کا

دل بھر آیا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔

"یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے دل میں میرے لئے ذرا سی

بھی گنجائش پیدا نہیں ہو سکتی۔" ندیم کہہ رہا تھا "پھر بھی تمہیں دل سے قبول

کرنے کے باوجود وہ اس کی قسمت پر رشک آ رہا تھا [illegible]

خسارہ [illegible] نہیں کر سکی [illegible]

کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تو اس نے منہ دوسری طرف کر لیا۔

"میری کوئی بات ناگوار گزری ہو تو معذرت خواہ ہوں۔" ندیم [illegible]

پھر بولا "مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں تمہارے دل میں [illegible]

پہنچا چکا ہوں۔ آج ہی یہاں سے چلا جاؤں گا۔" یہ کہہ کر [illegible]

چھوڑ کر بھاری قدموں سے دروازے کی طرف چلا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ندیم صاحب" رخسانہ نے بھرائی ہوئی آواز میں پکارا۔

"تم نے مجھے آواز دی" ندیم بے تاب ہو گیا۔

"مجھے کہہ لینے دیجئے کہ آپ کس قدر مجھ سے محبت ظاہر کر سکتے ہیں گو آپ نے یہ نہیں سوچا کہ کیا ہے میرا مقصد کیا ہے" رخسانہ نے سر جھکاتے ہوئے آہستہ لہجہ میں کہا۔

"رخسانہ" ایک عجیب حیرت و وارفتگی کے عالم میں ندیم کے منہ سے نکلا "کیا کہہ رہی ہو۔"

مگر جواب کون دیتا۔ رخسانہ تو ندیم کے شانے پر سر رکھے آنسو بہا رہی تھی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ندیم اور ندیم کے پیچھے پیچھے سہج سہج کر قدم اٹھاتی ہوئی رخسانہ شبستان کے کمرے میں داخل ہوئی تو وہاں شریف بھی موجود تھا۔ ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھ کر [illegible] لگے۔

"یہ آپ لوگ کمرہ شبستان میں بیٹھے ہیں؟" ندیم نے حیرت سے پوچھا۔

"یہ ایک بات" شریف نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے جواب دیا۔

"ہمیں نہیں بتلائی جا سکتی" ندیم بولا۔

"ہمیں یہ شبستانہ ہوئی" کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ذہن [illegible]" شریف نے لب سے ہی [illegible] میں اس کا مطلب ہے [illegible]

"مگر ندیم کو رخسانہ [illegible] سے حاصل ہو گیا۔"

"اسی بحث میں یہ سوال [illegible] شریف نے سنجیدگی سے [illegible] کی کوشش کی" [illegible]

"یہ بات کسی دشمن نے اڑائی ہوگی اس طرح وہ بیچارا [illegible]" ندیم کا [illegible] تھا۔ ندیم رنگ آج شام کی [illegible] سے [illegible] ہوا [illegible]

"ہاں" شریف نے جھینپ کر کہا تھا۔

"کیوں رخسانہ" شبانہ نے پوچھا "یہ ندیم سچ کہہ رہا ہے؟"

جواب میں رخسانہ شرما کر شبانہ کے گلے سے لگ گئی

"مقصود یہ تم دونوں میں بات بات پہ جھگڑا ہوا کرتا تھا" مسٹر نجیب نے پوچھا

"وہ تو ہم آپ دونوں کے لئے یونہی چھیڑ رہے تھے" ندیم نے جواب دیا۔

"اگر آپ لوگوں کو اپنے اس رشتہ پر کوئی اعتراض نہیں۔"

"بالکل نہیں" ندیم نے کہا "بلکہ شبانہ سچ تو یہ ہے کہ آپ کے لئے دعا مانگیں گے کہ خدا آئندہ بھی آپ کو ایسے نیک کاموں کی توفیق دیتا رہے"

"تو پھر ان دعاؤں میں اپنے اس بیٹے کو بھی شامل کر لینا" مسٹر نجیب مسکرائے

"ابھی یہ ایک مسئلہ اور رہ گیا ہے" ندیم اپنی بہن کا مطلب نہیں سمجھا تھا

"مگر یہ ہے کہ رخسانہ جیسی بہو پاکر تو آپ زیادہ دن تک تو اکیلے نہیں رہ سکتے۔"

"ہاں بالکل" شریف نے ایک قہقہہ لگایا "بھئی آدمی یہ رشتہ جب سے پہلے تو ہم بڑے سے لڑ چکے تھے۔"

"کیا؟" ندیم اور رخسانہ کے منہ سے بیک وقت نکلا۔ دونوں کے چہرے حیرت زدہ نظر آرہے تھے۔

"ہاں جناب" شبانہ جیسے خوشی سے کھلی جارہی تھی "تمہیں معلوم ہے کہ بابا جان تمہاری شادی کہاں کرنا چاہتے تھے؟"

"ہاں، اپنے دوست حکیم احمد صاحب کی صاحبزادی سے" ندیم نے جواب دیا۔ "حالانکہ صاحبزادی کا نام معلوم نہیں ہے۔"

"مجھے کیا ضرورت تھی معلوم کرنے کی، اب آپ نے کہا ہے تو ..."

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بچا بتا دیجئے۔"

"رخسانہ" شہناز کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"نہیں" ندیم نے منہ پھاڑ کر رخسانہ کی طرف دیکھا جو اب پہلے سے کہیں زیادہ مسرور و مطمئن نظر آ رہی تھی۔

"نہیں کیا، تمہارے سامنے ہی تو کھڑی ہوئی ہیں پھر کیوں پوچھتے ہو بیٹے۔"

"اور آپ کو اتنے دن سے یہ بات معلوم تھی مگر آج بتا رہی ہیں۔"

"ابھی تک کچھ بتایا ہی نہیں ہے صاحبزادے" شریف بھی قہقہہ لگا بیٹھے

جلد ہی بتا

"کیا مطلب"

"مطلب یہ کہ اگر ہم تمہیں ایک ایسے ڈاکٹر کا پتہ بتا دیں جو تمہاری چاند سی دلہن کو سچ مچ چاند سا بنا دے تو کیا انعام دو گے" شہناز شریف سے پہلے خود بول پڑی تھی۔

"معاف کیجئے" ندیم ایک دم سنجیدہ ہو گیا "آپ کو مذاق میں بھی ایسی بات نہیں کہنا چاہئے مجھے یہ چاند اپنے داغوں سمیت ہی اچھا لگتا ہے جو ہو بہو میری قسمت ہے۔ مذاق کرنے والے پھر بھی بے حد سنجیدہ ہو گئے" شریف نے جلدی سے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ میرا چہرہ بالکل پہلے جیسا ہو جائے گا" رخسانہ خوش ہو گئی۔

"ہاں تم پھر پہلے کی طرح تروتازہ ہو جاؤ گی" ندیم ابھی تک سنجیدہ تھا "جی نہیں مجھے ہتک محسوس کرتا ہے یہ علاج۔"

"عجیب جھکی آدمی ہے یہ" قہقہہ اچھال کر شریف نے رخسانہ سے کہا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسے اپنی بیوی کی صحت سے کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے۔"

"مجھے یہ سب کچھ بتا چکا ہے نسیم صاحب" مسز خانہ نظریں جھکا کر بولی "اب آپ کو کبھی مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ اپنے چہرے سے میں پردہ اٹھا کر دس لے رہی ہوں کہ اب وہ آپ کی ملکیت ہے اور میں کوئی غیر ایسی چیز آپ کے پاس دیکھنا نہیں چاہتی۔"

"زندہ باد" شریف اچھل پڑا "قسم خدا کی اس کہانی کا ہیرو سیٹھ ابھی چلا جا رہا ہے صاحب! ابو [illegible] دار لگتے ہو۔"

"یہ بات ہے تو ترنت بتایئے، اس ڈاکٹر کا نام" نسیم نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"نام بتانے کی فیس سو روپے ہے بھائی صاحب"

"منظور لیکن آپ بہت چالاک آدمی ہیں، وصول کر رہے ہیں"

"بالکل ٹھیک کیونکہ میرا دھندہ ہی یہی ہے" شریف نے جواب دیا۔

"اچھی بات ہے فیس بھی مل جائے گی۔" نسیم نے جیب سے پرس نکالتے ہوئے کہا "بتایئے کس ڈاکٹر سے رجوع کرنا پڑے گا۔"

"تو عرض کرتا ہوں کہ وہ حاذق الملک آپ کے سامنے موجود ہے۔"

شریف نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"کیا" نسیم چونکا "اصل ڈاکٹر میں تو کسی کو [illegible] ابھی مسیحائی میں [illegible] گیا ہے"

"کیا سمجھے آپ" شریف نے [illegible] سے پوچھا۔

جواب میں نسیم قدم بڑھا کر شریف کے قریب پہنچا اور دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ لے کر غور سے دیکھنے لگا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ارے ارے یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔" رخسانہ چیخ پڑی۔

"ٹھہرو تو ذرا۔" ندیم نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دوسرے ہی لمحے رخسانہ کے کان کے پیچھے ہاتھ لے جا کر ناخن سے کچھ کھرچا اور انگلی کی مدد سے ایک باریک سی جھلی پکڑ کر کھینچی اور رخسانہ کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

اور پھر ایسا معلوم ہوا کہ جیسے چہرے پر چھائی ہوئی سیاہ جھلی دور ہوتی چلی گئی ہو۔ جھلی اتار کر ندیم نے رخسانہ کو تھامتے ہوئے اسے کھڑا کر دیا۔

"مجھے پہلے ہی شبہ ہو جانا چاہیئے تھا۔ ایک ماہر میک اپ مین کے کمرے میں تو جھلی کا ہونا بڑا معمولی سا معلوم ہوتا تھا۔" ندیم نے شریف کی طرف مڑ کر کہا۔ "پھر آپ دونوں بھی مجھے ایک ایک کا شکار معلوم ہوتے ہیں۔ بہرحال اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے ترکیب وہ عمدہ سوچی تھی۔"

"یا بیگم شریف نے سوچا تھا۔" یہ سادہ لوح شخص تو بیچارہ بے زبان معلوم ہوتا ہے۔ کمبخت نے جنت کا تو معاملہ ویران کر دیا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رخسانہ ابھی تک ایک سکتے کے سے عالم میں آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"تو... تو... کیا تم سچ مچ نہیں جلی تھیں؟" اس نے شہناز سے پوچھا۔

"نہیں میری بہن!" اس مرتبہ شہناز نے اسے گلے سے لگا لیا۔ "میں نے ایسی حالت میں صورت گری کی تھی کہ جہاں جا کے سے یہ شرارت کی تھی تاکہ بعد میں صاف کر دوں گی۔"

"آپ نے بڑی خطرناک شرارت کی تھی آپا!" رخسانہ نے کچھ جھینپتے ہوئے کہا۔ "اگر کہیں میں ایسی میں کوئی غلط قدم اٹھا لیتی تو؟"

"تمہیں رخسانہ نے ہی کرنے دیتا، ہم لوگ سائے کی طرح تمہارے ساتھ تھے۔" شہناز نے جواب دیا۔

"خدا کی پناہ!" رخسانہ نے گھبرا کر کہا۔ "اس کا مطلب یہ کہ آپ لوگ ٹانگ میں بھٹکنے والے لوگوں سے بھی واقف ہیں۔"

"ہاں میری بہن!" شہناز نے پیار سے رخسانہ کے گال پر چپت دی۔ "تم جو کچھ بھی سوچتی تھیں وہ کس بات پر عمل کر رہی تھیں۔"

"میں مرتے دم تک نہ بھولوں گی۔ شیکسپیئر نے کہا ہے کہ کام اچھا ہے جس کا

"سال پرانا ہے" شریف ہنستے ہوئے بولا "بہر حال اپنی منگنی سے مل چکی ہو تو ذرا ہماری طرف بھی دیکھو رخسانہ بہن۔"

رخسانہ شرما کر شریف کی طرف گھومنے لگی تھی کہ ندیم جلدی سے درمیان میں آ گیا۔

"ارے ارے کیا غضب کرتی ہو" اس نے دو پیسے کا بٹوہ کھینچ کر بالکل منہ چھپا دیا۔ "ابھی تو شریف بھائی سے پانچ روپلی پہلے وصول کرنا ہیں" ندیم نے شریف کی طرف دیکھا۔ "منہ دکھائی نکالئے دولہا بھائی اس کے بغیر درشن نہیں ہو سکتے۔"

"ارے ستیاناس" شریف نے سر پکڑ لیا۔ "یعنی چار سو کا خسارہ۔ سمجھو دو ہم نہیں دیکھتے۔"

"جی نہیں۔ منہ بھی دیکھنا پڑے گا اور منہ دکھائی بھی دینا ہوگی۔ یہاں تو بالکل زبردستی ہے۔"

"بالکل زبردستی ہے" شہناز نے شریف کی جیب پر چھاپا مارا۔

"بھئی چونکہ معاملہ ہی پہلے ہو لیتے تھے" شریف معنی خیزی سے بولا "ورنہ بھائی جب ساری خدائی ایک طرف آ گئی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"

اس نے جیب سے پانچ سو کا نوٹ نکالا اور رخسانہ کے قریب جا کر منہ پر پڑا ہوا گھونگٹ اٹھا دیا۔ رخسانہ نے نوٹ لے کر سلام کیا اور سیمی کی طرح شرما گئی۔

"ارے یہ میری طرف سے" شہناز نے اپنی انگلی میں سے ہیرے جڑی ہوئی انگوٹھی نکال کر رخسانہ کو پہنا دی۔

"اس کا مطلب یہ ہوا" یکایک ندیم بول اٹھا "کہ سب چارہ کھال

میں ہار گیا۔

اور یہ سنتے ہی شریف پر دوبارہ قہقہوں کا دورہ پڑ گیا

"یعنی میں نے کوئی مسخرے کا لطیفہ سنا دیا ہے کیا؟" نسیم نے حیرت سے پوچھا

"کیا پوچھتے ہو بھائی کہ تم دونوں کو ملانے کے لیے ہمیں کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑے ہیں۔" اور وہ پھر ہنسی پر قابو پاتے ہوئے بولا۔

"یعنی" نسیم کی حیرت دیکھنے کے قابل تھی۔ "پاپڑ؟"

"اور نہیں تو کیا" شریف نے جواب دیا "تم دونوں ہاتھی کے دانتوں کی طرح ایسے ہوتے تھے۔ یہ تو بھلا ہو بیچ میں پڑنے والی بیٹھی بیٹھی پہیلیاں بوجھتی رہیں

"میں اب بھی کچھ نہیں سمجھا" نسیم بولا۔

"تم بھول گئے سیٹھ صاحب کے باوجود ایک ایسی ہی ضد تھی۔"

"مجھی ہی" شریف نے جواب دیا "دولت آباد آنے تک کہاں ہے شک تمہیں خبر تھی تمہاری محبت تھی مگر اس کے بعد کو تمام ایکٹر ہی پہلے کہانی، مکالمے اور ماما سیٹھ وغیرہ سب ہماری ڈرامنگ میں سے تیار کیے گئے ہیں۔"

"مگر آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ۔۔۔۔۔"

"یہ کہنا ہے کہ" شریف نے نسیم کی بات کاٹتے ہوئے کہا "ماما جی سے لے کر سیٹھ صاحب تک سب نے اپنا اپنا کردار ادا کیا اور پیش ہونے والے تمام سین کے ساتھ ساتھ کام کرتے تھے، یہاں آ کر شیشہ اس ڈرامے میں حصہ لے رہے تھے۔"

رخسانہ اور نسیم پر تو جیسے حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ دونوں حیرت سے گم صم ہو کر نگاہوں سے شریف کے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھ رہے تھے

"تم دونوں کی باتیں اور سفر کی داستان سننے کے بعد میرا اور شہناز کا مقصد یہ ہی تھا کہ تم دونوں ایک دوسرے کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو چکے ہو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھا۔ مگر ایک دوسرے کی ضد یا جس میں اپنی محبت کو نفرت یا بیگانگی کے پردوں میں چھپانے کی کوشش کرتے ہو۔ مگر ایسی صورت میں نہیں تمہید سے عاری چھوڑ دیا جاتا تو خطرہ تھا کہ تم ہیں اس جھوٹ اور بناوٹ کی خاطر اپنی اپنی زندگی تباہ نہ کر بیٹھو چنانچہ میں نے تمہارے اور شہنانہ نے سر جوڑ کر اس مسئلہ کا حل تلاش کیا۔ اپنے کچھ دوستوں کو شامل کر کے یہ ڈرامہ تیار کیا۔ تمہیں بیشر صاحب کی کوٹھی میں ملازمت دلائی وہاں یہ بھی طے تھا کہ کمال رخسانہ کے ساتھ اور تم روبینہ کے ساتھ اسی طرح پیش آنے لگی جس سے تم دونوں یہ سمجھنے لگو کہ تم میں سے ہر ایک کی توجہ کسی اور ہستی کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ان لوگوں نے بھرپور تعاون کیا اور ان کی مدد سے یہ ممکن ہو سکا کہ تم اپنی فطرت پر بناوٹ کا چڑھا ہوا نقاب اتار کر ایک دوسرے کو صحیح طور پر سمجھنے کے قابل ہو سکے۔

خورشید کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ کمرے کا دروازہ ایک دم کھلا اور سیٹھ صاحب، کمال، شاہدہ، حمید تو سب کے ساتھ ڈاکٹر صاحب بھی مسکراتے ہوئے ساتھ اندر گھس آئے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"ہیں یہ خدا کے لئے بس کرو" تمہیں ہاتھ جوڑ کے گڑگڑا دیا "یہ مذاق کمبخت
میری صحت کے لئے سخت مضر ثابت ہو رہے ہیں دل ہے کمبخت دھڑکے جا رہا ہے
طرح طرح کے اندیشے سامنے آ رہے ہیں ہر لمحہ یہ گمان ہو رہا ہے کہ اگر کہیں میری
بیوی نے یہی الفاظ ہیں بیگم نے سن لئے ہوتے تو کہہ دیا کہ میاں یہی قدر ہی کرتی
تھی تو میں غریب کہیں کا نہیں رہوں گا۔"
اس پر ایک فلک شگاف قہقہہ پڑا۔
"ارے حضرت بھائی جی آگ لگی بیٹھے ہو ہر بات پر ایک ڈھونگ
خدا کی قسم حیرت آ جاتی ہے"
اور میری بھابی بھی تو حیرت ہی تلاش کی بھیڑ میں ہے مگر خدا نے
پہلے ہی سمجھا دی تھی کہ کسی بات پر تیز رفتار سے قتل نہ ہو جاتی
"شوہر نامدار" نے یہ کہہ کر شریف کی طرف کھسکا آپ کو چپ ہیں بیوی
کی قسم شریف بھائی خدا اگر حاضر و ناظر جان کر یہ ارادے میں نے بیٹے کو بھائی کی شادی
ہو چکی ہے تو کہیں ہم قاضی صاحب بھی کسی وقت حاضر ہو جائیں گے
یکے بعد دیگرے ایک لڑکی بھی ہوئے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

"بس ساری شوخی ہرا ہوگئی" شریف نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا "مگر وہ
نہیں ہو جو بدلہ شادی تمہاری ہوتے ہوتے رہ گئی ہے۔ ایشیا وژن لیس کا فراڈ تھا وہ
سب فراڈ تھا۔ یہیں کی پولیس کو تم اُلٹے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"یہ تو تیرا شکر ہے" مریم نے دعا کے انداز میں ہاتھ اٹھا لئے۔

"تو بھابی جی یہ بات تھی کہ جس طرح پلک جھپکتے ہی گار نے بیٹی رخسانہ ہو بیٹھے
مریم کی جوڑی چلی اسی طرح سب کی مرادیں بر آئیں" سیٹھ صاحب نے موقع پا کر
بولتے ہوئے کہا "آخر میں وعدے نصیحت کے اس حدیث سے ہیں مختصر جاتی ہوں
کریں قصہ چہار درویش کا گلی درویش .... نہیں
ہوں مگر ......"

"او میرے باپ" کرن نے سیٹھ صاحب کی پیٹھ پر ایک دھپ جماتے ہوئے
"بکواس ختم کرو کلام ختم ہو چکی ہے۔ سب سے زیادہ ...... بڑا تم نے جو
کیا ہے۔ یہ بڑے پیارے تھے کہ کبھی کسی دوسرے کو بات کرنے کا موقع مل جائے
اور پھر کوئی ڈھنگ کی بات بھی ہو۔ نہ سر نہ پیر جو منہ میں آیا بکتے چلے جا رہے ہو"

"اوہ بیٹا اب تم بھی باپ بن دھرتی جاؤ" سیٹھ صاحب مسکرائے۔

"وہ دن بھول گئے جب کلب میں ندیم صاحب نے بے بھائی کو لگائی تھی تہمت"

"قسم خدا کی شریف بھائی" کمال نے ایک ٹھنڈی سانس بھری "اتنی عمر بھی
فلموں میں ولن کو پکڑا کرتے ہوئے مگر اب تک کسی ہیرو کے ہاتھ سے ایسی مار
نہیں کھائی جو بیہودہ چیت بھی مریم بھائی نے اتنی صفائی سے لگائی تھی کہ مجھے آخر
تک یہی شبہ ہوتا رہا کہیں کسی عقلی شرارت تو نہیں تھی۔ وہ تو جب میرا نمبر
سے اترا گیا تب یقین آیا۔"

"نہیں تو پھر معلوم بھی ہو گیا" مریم نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا "مگر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں ابھی تک حیران ہوں کہ مجھ سے کسی بھڑ نے یہ کام لیا تھا ۔۔۔ صاحبہ
بخت نا ظرف شریر نظروں سے دیکھ رہی تھی تو بخت بھی دیکھ رہا تھا آپ تو نہیں
سمجھیں ؟"

بالکل سے ہی بہن گی جناب کمال رہ گئے مجھے یقین ہے ۔ دونوں میاں بیوی
ہی رہ سکتے ہیں ۔"

صد خانہ فرح سے ڈیری ہو کر رہ گئی ۔ بعد پھر اس شام کو ندیم اور فرحانہ
ایک مرتبہ پھر ٹرین کے فرسٹ کلاس ڈبے میں بیٹھے ہوئے سفر کر رہے تھے مگر اس
مرتبہ وہ دونوں شرمیلے نہیں بلکہ منزل کی طرف بھاگ رہے تھے ۔

ختم شد ۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم

معزز قارئین

بلاشبہ دورِ حاضر ٹیکنالوجی کی بے بہا ترقی کا دور ہے۔ نت نئی ایجادات نے انسانی زندگی کو حیرت کدہ بنا دیا۔ موبائل ہی کو لیجئے، ابھی ایک ماڈل کا استعمال سیکھ رہے ہوتے ہیں کہ نیا ماڈل مارکیٹ میں کود پڑتا ہے اور یہ بوسیدہ نظر آنے لگتا ہے۔ پھر جوں توں کر کے نیا خریدتے ہیں۔ لیکن ترقی کی رفتار پھر بھی کہیں زیادہ ہے۔ ہم اس سے آگے نہیں نکل پاتے۔ مشینری اور ٹیکنالوجی کی اس دوڑ میں بیچارہ "دل" ، جو ادب آشنا ہے، جو محبتوں اور چاہتوں کا متلاشی ہے، پستا چلا جاتا ہے۔ میرے خیال میں ہر دل میں اللہ تعالیٰ نے ادب کا ایک گوشہ رکھا ہے۔ اور اس کی تشفی اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک اسے یہ مہیا نہ کیا جائے۔ یوں تو ادبی ذوق کی تشفی کے لیئے رنگا رنگ ناول اور نظم و نثر کی بے شمار کتابیں موبائل ایپ کی صورت میں پلے سٹور پر موجود ہیں۔ لیکن اہل دل کی ضرورت کو پورا کرنے کی کچھ اس طرح کوشش کی ہے کہ آپ اپنی چاہت اور مزاج کے مطابق ہر طرح کے ناول اپنی موبائل ڈیوائس میں پڑھ سکیں۔ ایک چھوٹی سی ایپ میں انمول ناولوں کا خزانہ پیشِ خدمت ہے۔ اس ایپ میں ایسے ناول بھی شامل کئے جا رہے ہیں جو آپ کو پلے سٹور پر نہ مل رہے ہوں۔ ڈاؤن لوڈ کیجیئے، انسٹال کیجیئے، دوستوں کو بھی دعوت دیجئے۔ اور پلیز ریٹنگ میں کنجوسی کا مظاہرہ نہ کیجئے۔ اگر آپ بھی رائٹر ہیں اور اپنی کتاب، تحریر یا شاعری پلے سٹور پر پبلش کرنا چاہیں تو مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

دعاؤں میں یاد رکھئے گا

رضوان شارق

بہترین اردو ناولز کے لیئے
اس بٹن پر کلک کریں

URDU NOVEL COLLECTION